

عمل کی جانب

عورتوں کی سیاست میں شرکت کیلئے

رہنما کتاب



WOMEN'S
LEARNING
PARTNERSHIP

عمل کی جانب

عورتوں کی سیاسی شرکت کیلئے

رہنما کتاب

مہنا زخمی
این آئزنگ

مشاورت
لینا ابو حیب، عصمہ خضر، سندھی میدر گولڈ، جیکلین پٹانگی

ترجمہ اور ادارت
معصومہ حسن

آزمائش کردہ
عورت فاؤنڈیشن پاکستان

**Women's Learning Partnership
For Rights, Development and Peace (WLP)**

4343, Montgomery Avenue, Suite 201
Bethesda, MD 20814

Tel(1)301-654-2774
Fax:(1)301-654-2775
Email: wlp@learningpartnership.org
Web: www.learningpartnership.org

Copyediting by Jean Waterman
Cover Design and Layout by Xanthus Design

(c) Copyright 2014
By Women's Learning Partnership for Rights, Development, and Peace(WLP)
ISBN 978-1-939525-89-5
Urdu Adaptation

فہرست

V	اظہارِ تشکر
VI	ہم کون ہیں
VII	ڈبلیو ایل پی کی ساتھی تنظیموں کے متعلق
XII	ڈبلیو ایل پی کا واضح تصور
I	تمہید
۵	سیاسی شرکت کے لازمی جزو
۱۵	سہولت کاروں کیلئے رہنما اصول
۱۵	سہولت کاروں کا کردار
۱۷	شرکاء کا کردار
۱۷	اجلاسوں کا انعقاد
۲۰	پہلا ورکشاپ سیشن
۲۱	ہر سیشن کا ڈھانچہ
۲۳	ورکشاپ کے تمام سیشنوں کا اختتام
	ورکشاپ کے سیشن
۲۴	حصہ اول: سیاست اور اقتدار: میری جگہ کہاں ہے؟
۲۶	پہلا سیشن: بہتر دنیا کا تصور
۳۳	دوسرا سیشن: اخلاقی سیاست
۳۹	تیسرا سیشن: سیاسی کردار کی حیثیت سے میری جگہ کہاں ہے؟
۵۰	حصہ دوم: عمل کی جانب: میرے اگلے اقدامات کیا ہیں؟
۵۲	چوتھا سیشن: سیاسی معاملات کو پہچاننا اور اپنا پیغام مرتب کرنا
۵۸	پانچواں سیشن: سیاسی منظر نامے کا نقشہ بنانا
۷۰	چھٹا سیشن: حامیوں کا حلقہ قائم کرنا
۸۵	ساتواں سیشن: مربوط سلسلے (نیٹ ورک) اور اتحاد قائم کرنا
۹۴	آٹھواں سیشن: ذاتی ابلاغ کرنے کے طریقے
۱۰۲	نواں سیشن: گفت و شنید / سمجھوتہ / ناقابل گفت و شنید
۱۱۴	دسواں سیشن: کامیابی کا تعین کرنا / تجربات کو بنیاد بنانا
۱۲۱	ورکشاپ کا جائزہ لینا

۱۲۶	ضمیمے
۱۲۷	ضمیمہ الف: اضافی مشقیں
۱۲۷	ریڈیو کا وقت
۱۲۹	"ہووا قریشی کو منتخب کریں!"
۱۳۲	ضمیمہ ب: پریس ریلیز کیسے لکھی جائے: مثالیں اور مشقیں
۱۳۳	ضمیمہ ج: اخلاقی مہم کے اہتمام کیلئے مشورے
۱۳۷	ضمیمہ د: متحرک کرنا/ اپنا پیغام دوسروں تک پہنچانا
۱۵۰	ضمیمہ ر: مربوط سلسلے (نیٹ ورکنگ) اور اتحاد قائم کرنا
۱۵۳	ضمیمہ س: سیاسی شرکت کے متعلق اصطلاحات
۱۵۹	ضمیمہ ص: سیاست میں عورتوں کی شرکت کیلئے ویب سائٹ پر مبنی وسائل
۱۶۳	ضمیمہ ط: کوئی طور صنفی مساوات
۱۹۶	ضمیمہ ع: عقیدہ اور آزادی کے متعلق مقالہ
	ضمیمہ ف: عورتوں کی سیاست میں شرکت کے
۲۰۲	متعلق بین الاقوامی معاہدے

اظہار تشکر

اس رہنما کتاب کی تیاری، آزمائش اور موافقت کیلئے بھرپور معاونت کرنے پر ہم مندرجہ ذیل اداروں کے مشکور ہیں:

ڈچ وزارت برائے امور خارجہ ایم ڈی جی تھری فنڈ (Dutch Ministry of Foreign Affairs MDG3 Fund)

فورڈ فاؤنڈیشن (Ford Foundation)

قومی ہبہ برائے جمہوریت (National Endowment for Democracy)

نیو فیلڈ فاؤنڈیشن (New Field Foundation)

آکسفیم۔نوویب (Oxfam-Novib)

شلمر ایڈمز فاؤنڈیشن (Shaler Adams Foundation)

ہم نہ صرف ان رہنماؤں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے کیس سٹڈیز (case studies) کو تحریک دی بلکہ نائیجیریا میں ڈبلیو ایل پی (WLP) کی ساتھی تنظیم باؤ باب برائے عورتوں کے انسانی حقوق (BAOBAB) کے بھی مشکور ہیں جنہوں نے موزوویا، لائبریا (۲۰۰۷ء)، ایکٹیو سٹیٹ، نائیجیریا (۲۰۰۸ء) اور فری ٹاؤن سیرالیون (۲۰۰۹ء) میں ہونے والی ورکشاپوں اور تربیتی اداروں میں اس رہنما کتاب کی پڑتال کیلئے پیش قدمی فرماہم کیا۔ ہم خاص طور پر لبنان میں ڈبلیو ایل پی کی ساتھی تنظیم، کلیٹو فار ریسرچ اینڈ ٹریننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ایکشن (CRTD-A) اور لینا ابو حبیب اور ڈیلٹین ٹورلیس کے مشکور ہیں جنہوں نے اس کتاب کو آخری شکل دینے اور سیاسی کوٹہ کے نظام پر تحقیق کرنے میں غیر معمولی حصہ ادا کیا۔ ہم این موگیٹا بومیزی اور کرسٹینا ہیلنس ٹیڈ کے بھی مشکور ہیں جنہوں نے اس رہنما کتاب کی تیاری کے مختلف مراحل کے دوران معاونت کی؛ ہم خصوصی طور پر جینیفر پینڈلٹن کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کے حتمی جائزے اور اس کی اشاعت میں ہماری مدد کی۔

ہم معصومہ حسن کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اردو میں اس کتاب کا ترجمہ کیا اور اس کی ادارت کی اور عورت فاؤنڈیشن پاکستان کا جس نے اردو ترجمے کی آزمائش کی۔ کٹن چند، خالد حسین خرم اور سید ساجد علی کے بھی ممنون ہیں جنہوں نے اردو ترجمے کی تیاری میں معاونت کی۔

ہم کون ہیں

سیکھنے کیلئے عورتوں کی شراکتی تنظیم برائے حقوق، ترقی اور امن (Women's Learning Partnership for Rights, Development and Peace) (ڈبلیو ایل پی: WLP) ۲۰ خود مختار تنظیموں کی شراکت ہے جو بالخصوص مسلم اکثریتی ممالک میں عورتوں کی تربیت اور ان کی معاونت کرتی ہے تاکہ وہ قائد بن کر انصاف پسندانہ اور پرامن دنیا کیلئے جدوجہد کر سکیں۔ ڈبلیو ایل پی ثقافتی بنیادوں پر جمہوریت میں شرکت کیلئے عورتوں کی قائدانہ تربیت کا اہتمام کرتی ہے اور مقامی تنظیموں کے ساتھ شراکت قائم کر کے عورتوں کی مدد کرتی ہے تاکہ وہ ایسی مہارتیں حاصل کر سکیں جن کی انہیں خاندان، کمیونٹی اور قومی سطح پر قائدانہ کردار ادا کرنے کیلئے ضرورت ہے۔ گزشتہ ایک دہائی کے دوران، ڈبلیو ایل پی کے پروگرام اور تربیتی مواد، جو ۲۰ مختلف زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں، ۴۰ ملکوں کی لاکھوں عورتوں تک پہنچ چکے ہیں جس سے مقامی تنظیموں کو خود پر انحصار کرنے کی صلاحیت حاصل ہوئی ہے اور دنیا بھر میں عورتوں کی تحریکوں کو فروغ ملا ہے۔

۲۰۱۰ء میں، ڈبلیو ایل پی نے "پسند کی جانب" شائع کی تھی، جو عورتوں کیلئے رہنما کتاب تھی اور جس کی خصوصی توجہ مسلم اکثریتی معاشروں میں عورتوں پر تھی۔ ۲۰۱۶ء تک "پسند کی جانب" کا ۷ زبانوں میں ترجمہ کیا گیا، اور اسے مختلف ثقافتی حوالوں کیلئے ڈھالا گیا۔ گلوبل ساؤتھ (Global South) میں ۹ ہزار سے زائد عورتوں (اور مردوں) نے اس قیادتی کتاب کے حوالے سے منعقدہ ورکشاپوں میں شرکت کی۔ ڈبلیو ایل پی کی ساتھی تنظیموں، بشمول دیگر غیر سرکاری تنظیموں اور تربیتی اداروں، نے ایک ایسی اشاعت کی خواہش ظاہر کی ہے جو ورکشاپ کی شرکاء کو اگلے مرحلے تک لے جائے، یعنی انہیں عمل کے لئے تیار کرے۔ "لیڈنگ ٹو ایکشن: اے پولیٹیکل پارٹیسپیشن ہینڈ بک فار ویمن" (Leading to Action: A Political Participation Handbook for Women) کے ابتدائی مسودوں کا ڈبلیو ایل پی کی ساتھی تنظیموں نے جائزہ لیا اور ان کی پڑتال کی۔ یہ اشاعت اسی مشترکہ کوشش کا نتیجہ ہے۔ www.learningpartnership.org

ڈبلیو ایل پی کی ساتھی تنظیموں کے متعلق

افغان انسٹی ٹیوٹ آف لرننگ: Afghan Institute of Learning (اے آئی ایل: AIL) عورتوں کی زیر قیادت، اے آئی ایل ایک غیر سرکاری تنظیم ہے جو افغان عورتوں، بچوں اور کمیونیٹیوں کی تعلیمی اور طبی ضرورتوں کے حصول کیلئے اپنی تخلیق اور مخصوص طرز عمل کی صلاحیتوں کو استعمال کرتی ہے۔ اے آئی ایل اپنے تربیتی پروگراموں کو ماہرین طب، ماہرین تعلیم اور ان سے منسلک تنظیموں کی مدد کے ذریعے مرتب کرتی ہے۔ وہ اساتذہ، ماہرین طب، شعبہ صحت، قیادت اور حقوق انسانی کے متعلق تربیتی اجلاسوں کا اہتمام کرتی ہے۔ اس تنظیم کے پروگراموں میں گھریلو سکولوں، کمیونٹی پر مشتمل تنظیموں، عورتوں کے تربیتی مراکز اور سکول سے پہلے (pre-school) کی تعلیم میں معاونت کرنا شامل ہے۔ <http://www.creatinghope.org/aboutail>

آل ویمنز ایکشن سوسائٹی: All Women's Action Society (اے ڈبلیو اے ایم: AWAM) ۱۹۸۵ء میں قائم ہونے والی اے ڈبلیو اے ایم ایک آزاد تنظیم ہے جو ملائیشیا میں عورتوں کی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے کوشاں ہے۔ اس تنظیم کا خواب ایک منصفانہ، جمہوری اور مساوی حقوق پر مبنی معاشرہ قائم کرنا ہے جہاں عورتوں کا احترام کیا جائے اور وہ ہر طرح کے تشدد اور امتیازی سلوک سے محفوظ رہیں۔ اس مقصد کے حصول کیلئے، اے ڈبلیو اے ایم ایسے تمام افراد کو آگاہ، رابطے میں اور متحرک رکھتی ہے جو عورتوں کے حقوق کا تحفظ، مردوں اور عورتوں کے درمیان برابری کا قیام اور مشکلات میں عورتوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ اے ڈبلیو اے ایم کی سرگرمیوں میں پیروی کرنا، تربیت دینا، تعلیم کا فروغ اور تشدد سے متاثرہ عورتوں کیلئے براہ راست مدد فراہم کرنا ہے، بشمول مشورے اور قانونی امداد کے۔ <http://www.awam.org.my>

ایسوسی ایشن ڈیموکریٹک دے فیم ڈے ماروک: Association Democratique des Femmes (اے ڈی ایف ایم: ADFM) یہ آزاد تنظیم ہے جس کا قیام ۱۹۸۵ء میں وجود میں آیا۔ اس کا مقصد عورتوں کے انسانی حقوق کا دفاع اور فروغ دینا اور معاشرے میں ان کیلئے برابری کی بنیاد پر حکمت عملی بنانے کی راہ ہموار کرنا ہے۔ عورتوں کے حقوق کیلئے کوشاں مراکش کی سب سے بڑی غیر سرکاری تنظیم ہونے کی حیثیت سے اے ڈی ایف ایم مقامی اور بین الاقوامی سطح پر مختلف سرکاری تنظیموں اور سول سوسائٹی (civil society) کے ساتھ رابطوں کے قیام میں کامیاب رہی ہے۔ پیروی کرنے، آگہی پیدا کرنے، خواندگی کی مہم، براہ راست معاونت اور تعلیم سمیت دیگر اقدامات کی مدد سے یہ تنظیم عورتوں کے حقوق کی ضمانت دیتی ہے اور ان پر عمل کرواتی ہے۔ <http://www.adfm.ma>

ایسوسی ایشن دے فیم شیفنس دیوفا میل: Association des Femmes Chefs du Famille (اے ایف سی ایف: AFCF) یہ ماریٹانیہ کی غیر سرکاری تنظیم ہے جس کا بنیادی مقصد حقوق انسانی کا فروغ اور عورتوں اور بچوں کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے۔ اے ایف سی ایف مشکل صورتحال کا سامنا کرنے والی عورتوں (بالخصوص کسی بھی گھر کی سربراہ) کو مدد فراہم کرتی ہے، رابطوں کے ذریعے عورتوں اور بچوں کی روزمرہ زندگی کو بہتر بنانے میں مدد دیتی ہے اور صنفی برابری کے قیام کے ساتھ معاشرے میں

مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والی عورتوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

<http://www.afcf.rim-asso.org>

عورت فاؤنڈیشن: Aurat Foundation غیر سرکاری تنظیم کی حیثیت سے عورت فاؤنڈیشن کا قیام ۱۹۸۶ء میں وجود میں آیا۔ عورت فاؤنڈیشن عورتوں کے حقوق اور اچھی طرز حکمرانی میں شرکت کیلئے شہریوں کو بااختیار بنانے کی جدوجہد کرتی ہے تاکہ پاکستان میں منصفانہ، جمہوری اور انسان دوست معاشرے کا قیام یقینی بنایا جاسکے۔ یہ تنظیم ۱۲۰۰ سے زائد غیر سرکاری اور کمیونٹی کی سطح پر کام کرنے والی تنظیموں کیساتھ مل کر پاکستان میں صنفی برابری کے فروغ کیلئے پیروی کرتی ہے اور عورتوں کو ان کے حقوق اور صنفی برابری حاصل کرنے کیلئے معلومات فراہم کرتی ہے۔ <http://www.af.org.pk/mainpage.htm>

بی اے او بی اے بی فار ویمنز ہیومن رائٹس: BAOBAB for Women's Human Rights (بی اے او بی اے بی اے او بی اے بی) یہ بلا نفع کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیم ہے جو عورتوں کے انسانی اور قانونی حقوق کیلئے مذہبی، ریاستی اور روایتی قوانین کے تحت لڑتی ہے اور اس کی بنیادی توجہ مسلمان عورتوں پر مرکوز ہے۔ باؤباب ماہرین قانون، پالیسی سازوں، عورتوں اور حقوق انسانی کی سرگرم انجمنوں، دیگر غیر سرکاری تنظیموں اور عوام کے نمائندوں کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے۔ اپنے پروگراموں کے ذریعے باؤباب حقوق انسانی کی تعلیم بالخصوص عورتوں کے حقوق کو فروغ دیتی ہے اور ایسے تربیتی پروگراموں کی سرپرستی کرتی ہے جو عورتوں کو سماجی اور سرکاری حکمت عملی پر اثر انداز ہونے کے حق کو بڑھاوا دیں۔ <http://baobabwomen.org>

بی فری سینٹر / بحرین ویمنز ایسوسی ایشن: Be-Free Centre/Bahrain Women's Association (بی ایف سی / بی ڈبلیو اے: BFC/BWA) یہ تنظیم بحرین میں عورتوں اور بچوں کو حقوق کے حوالے سے بااختیار بنانے میں سرگرم عمل ہے۔ یہ عورتوں کے حقوق اور ان پر اثر انداز ہونے والے دیگر معاملات بشمول عالمگیریت، انفارمیشن ٹیکنالوجی (information technology)، ماحولیات، شعبہ صحت، ثقافت اور خاندان کے حوالے سے آگہی پھیلاتی ہے۔ بی فری سینٹر کی توجہ بچوں کے خلاف ظلم اور زیادتی اور انہیں نظر انداز کئے جانے کے خاتمہ پر مرکوز ہے تاکہ وہ بااختیار ہوں اور معاشرے کے اچھے اور نتیجہ خیز شہری بن سکیں۔ تربیتی ورکشاپوں، سیمینار، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پروگراموں، آگہی اور وکالت کی مہم اور رابطہ کاری کے ذریعے بی ڈبلیو اے عورتوں کو شہری معاملات میں شرکت بڑھانے میں مدد دیتی ہے۔ باضابطہ طور پر بی ڈبلیو اے نامی یہ تنظیم ۲۰۰۱ء میں قائم ہوئی تھی اور اس کا واضح تصور "ترقیاتی دور کیلئے بااختیار قائدین" بنانا ہے۔ <http://www.bahrainws.org>

Cidadania, Estudo, Pesquisa Informaçao e Acao (سپیا: Cepia) سپیا غیر سرکاری اور بلا نفع تنظیم ہے جس نے خود کو ایسے ترقیاتی منصوبوں کیلئے وقف کر دیا ہے جو شہریوں اور انسانوں کے حقوق کو فروغ دیتے ہوں، بالخصوص ایسے گروہ جنہیں تاریخی لحاظ سے برازیل میں اپنے شہری حقوق کو استعمال کرنے سے خارج کر دیا گیا ہے۔ سپیا ایسی تحقیق، تعلیمی اور سماجی مداخلتی منصوبوں کا انعقاد کرتی ہے جن کی توجہ صحت، جنسی اور تولیدی حقوق، تشدد،

انصاف تک رسائی، غربت اور روزگار جیسے مسائل پر مرکوز ہوتی ہے۔ سپیا کے منصوبوں میں عوامی حکمت عملی پر نظر رکھنا یا ان کی نگرانی کرنا (monitoring)، اس کا جائزہ لینا اور معاشرے کے مختلف گروہ اور شہری تنظیموں کے ساتھ کھلے مکالموں کا اہتمام کرنا شامل ہیں۔ <http://www.cepia.org.br>

کلیکو فار ریسرچ اینڈ ٹریننگ آن ڈویلپمنٹ ایکشن: Collective for Research & Training on Development-Action (سی آر ٹی ڈی۔ اے۔ CRTD-A) سی آر ٹی ڈی۔ اے لبنان میں سماجی اور کمیونٹی ترقی کے شعبوں میں غیر سرکاری تنظیموں، حکومتی شراکت داروں، محققین، اور بین الاقوامی ایجنسیوں کو تکنیکی معاونت اور تربیت فراہم کرنے والی تنظیم ہے جس میں خصوصی توجہ صنفی برابری پر مرکوز رکھی جاتی ہے۔ سی آر ٹی ڈی۔ اے معیاری اور شرکتی اقدامات پر مبنی سماجی تحقیق پر زور دیتی ہے، اور صنف اور ترقی، صنفی امور میں برابری، معاشرتی ترقی، سول سوسائٹی اور غربت کے حوالے سے تربیتی مواد شائع کرتی ہے۔ سی آر ٹی ڈی۔ اے کی ٹیم غیر سرکاری تنظیموں کو صنفی معاملات پر مشاورت فراہم کرتی ہے۔ <http://crt-da.org.lb/en>

کمیونٹی ایجوکیشن اینڈ ڈویلپمنٹ سروسز: Community Education and Development Services (سی ای ڈی ای سی ایس: CEDS) سی ای ڈی ای ایس غیر منافع تنظیم ہے جو کیمرون میں ۱۹۹۶ء میں عورتوں کو باختیار بنانے اور ان کی معاشی ترقی کیلئے قائم ہوئی تھی۔ سی ای ڈی ای ایس شمال مغربی اور جنوبی صوبوں میں کمیونٹی کی سطح پر زمینی تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے۔ ان صوبوں کی ملک میں کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیموں کی خدمات تک رسائی بہت کم یا نہ ہونے کے برابر ہے۔ عورتوں کی زمینی انجمنوں، دیہی کونسلوں اور قومی اور علاقائی تنظیموں کو چنگلی سطح پر قائدانہ تربیت دینے کے علاوہ سی ای ڈی ای ایس جیلوں، پرائمری تعلیم کے بعد کے اداروں اور دیہی عوام میں ایچ آئی وی/ایڈز (HIV/AIDS) کے متعلق آگہی کی مہم چلاتی ہے۔ سی ای ڈی ای ایس کیمرون کے شہر بامینڈا میں قائم ڈبلیو ایل پی اور سی ای ڈی ای ایس کے مشترکہ مرکز میں عورتوں کیلئے انفارمیشن ٹیکنالوجی میں تربیت دینے کا کام بھی کرتی ہے۔

فونڈو ڈی ڈیسارولو پارالامو جیر: Fondo de Desarrollo para la Mujer (فوڈیم: Fodem) فوڈیم نکاراگوا کی غیر سرکاری تنظیم ہے جو معاشی اور سیاسی سطح پر مالی، تجارتی اور شہریت کے پروگراموں کی مدد سے ایسی عورتوں کو باختیار بنانے کیلئے کوشاں ہے جو مسائل کی کمیابی کا شکار ہیں۔ اپنے کام کی وجہ سے فوڈیم کو گروپو انٹرکمبیو (Grupo Intercambio) کی جانب سے وسطی امریکی ایوارڈ برائے بہترین کارکردگی دیا گیا ہے۔ <http://www.fodem.org.ni>

فورم فار ویمن ان ڈویلپمنٹ: Forum for Women in Development (ایف ڈبلیو آئی ڈی: FWID) ایف ڈبلیو آئی ڈی مصر کی غیر سرکاری تنظیموں کی شراکت ہے جو عورتوں کی آزادی اور ان کے خلاف ہر طرح کے امتیازی سلوک کے خاتمے کیلئے کام کرتی ہے۔ سول سوسائٹی کی ۱۵ تنظیموں کی شراکت سے ۱۹۹۷ء میں تشکیل دی جانے والی یہ تنظیم حکمت عملی میں اصلاحات لانے اور عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک روکنے کیلئے قانون سازی کی پیروی کرتی ہے۔ یہ سرگرم عورتوں اور مردوں پر مشتمل ہے جن کا تعلق

انتظام کرتی ہے۔ <http://swrc.kz/eng>

سسٹر ہڈ از گلوبل انسٹیٹیوٹ / اردن: **Sisterhood Is Global Institute/Jordan** (ایس آئی جی آئی) ہے جو ۱۹۹۸ء میں قائم ہوئی تھی۔ اس کے بانیوں میں وکلاء، منج اور حقوق انسانی کے سرگرم کارکن شامل ہیں جو عورتوں کے حقوق کے حامی ہیں اور تعلیم، مہارتیں حاصل کرنے کی تربیت، اور جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے ان کے حقوق کو فروغ دیتے ہیں۔ اس کے پروگراموں میں انسانی حقوق کی تعلیم، عورتوں اور لڑکیوں کیخلاف تشدد سے لڑنے کیلئے اقدامات اور معلومات کے حصول کیلئے ایسے شرکی پروگرام شامل ہیں جو آئی سی ٹی (ICT) کی تربیت فراہم کرتے ہیں۔ ایس آئی جی آئی رجبے ایسے ثقافتی اور تعلیمی پروگراموں کا بھی اہتمام کرتی ہے جن میں بحیثیت قائدین عورتوں کے تجربات پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

<http://www.sigi-jordan.org>

ویمنز افیئرز ٹیکنیکل کمیٹی: **Women's Affairs Technical Committee** (ڈبلیو اے ٹی سی: WATC) یہ ایسا اتحاد ہے جو ۱۹۹۲ء میں فلسطین میں عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کے خاتمے کیلئے اور ایک ایسا جمہوری معاشرہ قائم کرنے کیلئے قائم کیا گیا تھا جہاں انسانی حقوق کا احترام کیا جائے۔ ڈبلیو اے ٹی سی کے اغراض و مقاصد میں نوجوان عورتوں میں قائدانہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنا، ہر سطح پر عورتوں کی سیاست میں شمولیت کو بڑھانا اور حقوق نسواں کی تنظیموں کو باختیار اور مضبوط بنانا شامل ہے۔ ڈبلیو اے ٹی سی یہ مقاصد تربیت دینے، رابطہ کاری، پیروی کے ذریعے اور ذرائع ابلاغ میں اپنی موجودگی کو یقینی بنا کر حاصل کرتی ہے۔

<http://www.watcpal.org/english/index.as>

ویمنز سیلف پروموشن موومنٹ: **Women's Self-Promotion Movement** (ڈبلیو ایس پی ایم: WSPM) ڈبلیو ایس پی ایم زمینی سطح پر کام کرنے والی زمبابوے کی تنظیم ہے جو ۲۰۰۱ء میں قائم ہوئی تھی۔ ڈبلیو ایس پی ایم عورتوں کو معاشی سطح پر باختیار بنانے اور ان کی صلاحیت میں اضافے کیلئے ایسے پروگراموں پر عمل پیرا ہے جو محرومیت کی شکار عورتوں کے حالات، تعلیم، معاشی ترقی اور ان کی قیادت کے ذریعے بہتر بنا سکیں۔ یہ تنظیم بنیادی طور پر جنوبی افریقی خطے میں پناہ گزین عورتوں اور لڑکیوں کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے۔

ڈبلیو ایل پی پارٹنرشپ رابطوں کے ایک ایسے دائرے یا نیٹ ورک (network) میں تبدیل ہو گئی ہے جسے دنیا کے جنوبی حصے (Global South) میں عورتوں کی قیادتی تربیت کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے۔ ذیل میں ڈبلیو ایل پی کے منشور کے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں:

ڈبلیو ایل پی کا واضح تصور

مقصد: عورتوں کی تحریک کو مضبوط بنانا تاکہ اقتدار کے حوالے سے تعلقات بدلے جاسکیں اور انصاف، مساوات، امن اور پائیدار ترقی کو یقینی بنایا جاسکے۔

وسائل: ان مقاصد کے حصول کیلئے ڈبلیو ایل پی پارٹنرشپ تصور، طریقہ کار، تجربات، حکمت عملی اور مہارتوں کے باہمی تبادلوں اور وسائل اکٹھا کر کے صلاحیتوں میں اضافے کیلئے کام کرے گی۔

طریقہ کار: ایسی قیادت کو فروغ دیگی جو شراکتی، پائیدار اور انفعالی ہو اور جس کو دہرایا جاسکے۔

اقتدار: ڈبلیو ایل پی پارٹنرشپ صنفی برابری، انسانی حقوق، اجتماعی اور متنوع عمل جیسے اقدار میں اپنا حصہ ڈالتی ہے۔

مندرجہ ذیل ڈبلیو ایل پی کے کام کیلئے رہنما اصول ہیں:

☆ ہم اپنے بنیادی عقائد اور اقتدار کے تحت کام کرتے ہیں۔ ہم روادار، مساوی اور جمہوری کمیونٹیوں کے قیام کیلئے پرعزم ہیں جو شراکت کے ذریعے تعاون، بھروسے اور احترام کی بنیاد پر قائم کی جاتی ہیں۔ ہم اپنی شراکت کو کھلی، مسلسل اور گہری رابطہ کاری کے ذریعے پائیدار بناتے ہیں۔

☆ ہم ایسی سیکھنے والی، چکدرا اور ارتقائی تنظیمیں ہیں جو ماحول میں تبدیلیوں کو قبول کرتی ہیں۔

☆ ہم اپنی شراکتی نوعیت کا احترام کرتے ہیں اور مشترکہ تصور کی اہمیت پر یقین رکھتے ہیں۔

☆ ہم ایسی قیادت کو فروغ دیتے ہیں جو شراکتی، انفعالی اور سب کو شامل کرنے والی ہو۔

☆ ابلاغ، معلومات اور مہارتوں کے تبادلے میں سہولت پیدا کرنے کیلئے ہم جدید انفارمیشن اور ابلاغی ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہیں۔

☆ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ڈبلیو ایل پی کی شناخت ہمارے انفرادی اور مشترکہ کام کی کامیابی کا لازمی حصہ ہے۔

"دنیا کو بہترین جگہ بنانے کیلئے ہم ایسی نیک نیت عورتوں اور مردوں کیساتھ مل کر کام کر سکتے ہیں جو انسانیت کی اچھائیوں کو پھیلایا سکیں۔ یہ کام انتہائی موثر انداز سے کرنے کیلئے، ایسے اخلاقی اقدار کی ضرورت ہے جو دنیا بھر میں زندگی کے تجربات کو با معنی بنائیں اور مذہبی اداروں اور روایات سے زیادہ انسانیت کے غیر مادی رخ کو برقرار رکھ سکیں۔ پیار، ہمدردی، یکجہتی، شفقت اور برداشت کو ان کا بنیادی اقدار کی بنیاد بننا چاہئے جو ثقافت، سیاست، تجارت، مذہب اور فلسفے کو سیراب کریں۔"

دنگاری موتا ماتھائی

کینیڈا کی ماہر ماحولیات

نوبل انعام یافتہ ۲۰۰۴ء

تمہید

مفروضے

دنیا کے جنوبی حصے (Global South) میں متحرک عورتیں سیاست میں عورتوں کے کردار کے حوالے سے نئی تاریخ رقم کر رہی ہیں۔ گزشتہ صدی کے دوران ہونے والے جن واقعات نے نوآبادیات، نسلی تعصب اور آمریت کے نظام کا خاتمہ کیا، انہوں نے لوگوں کے ذہنوں میں عالمی سطح پر انسانی حقوق اور انصاف کے حصول کی خواہش بھی پیدا کی۔ عورتوں کی ترقی مختلف اقوام، زبانوں، آراء اور ثقافتوں میں نشیب و فراز کا شکار رہی لیکن مساوات، انصاف اور حقوق کے اصول بھی اپنی جگہ ثابت قدم رہے ہیں۔

عورتوں کے حقوق کی جدوجہد کو اکثر روایت اور جدت پسندی کے درمیان ایک جنگ سمجھا جاتا ہے۔ دنیا کے کئی حصوں میں مختلف قبائلی، مذہبی اور قدامت پرست قوتیں اور کئی روایات اور ثقافتوں میں یہ جبر کیا جاتا ہے کہ عورتوں کو گھر یا مادریت تک محدود رہنا چاہیے، جبکہ مردوں کو کھل کر عوامی سطح پر کام کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنی کمیونٹی کے معاشی، سیاسی اور سماجی منظر نامے پر حاوی رہ سکیں اور اس میں اپنی مرضی کے مطابق تبدیلی لاسکیں۔ لیکن، عورتوں کے حقوق کی ترقی عوامی اور نجی دائروں یا روایت اور جدت میں متوازن حیثیت نہیں رکھ سکتی۔ عورتوں کے حقوق کی ترقی کو روایت کی فراموشی نہیں سمجھنا چاہئے۔ روایت یا ثقافت اتنے کمزور نہیں ہوتے کہ تیز ہوا چلنے سے ہل جائیں۔ روایات اور ثقافتیں ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہیں اور وہ خود کو نئے سماجی حالات میں ڈھالتے ہوئے مزید مضبوط بنتی رہتی ہیں۔

عورتوں اور مردوں کیلئے مساوی مواقع پیدا کرنے کی خاطر اور معاشی، سیاسی اور سماجی حالات کی بہتری کیلئے ضروری ہے کہ عورتوں کی عوامی زندگی اور سیاست میں شمولیت کو اہمیت دی جائے۔ عورتیں باخبر اور پرفکر ہوتی ہیں اور اپنی ضرورت کے مطابق بہترین حکمت عملی مرتب کر سکتی ہیں۔ آج، سیاست میں عورتوں کی شرکت نے عوامی اور نجی سطح کے درمیان پھیلی ہوئی تفریق کو ختم کرنے میں مدد دی ہے اور عورتوں کو حقیقی طاقت اور قیادت فراہم کی ہے۔ "عمل کی جانب: عورتوں کی سیاست میں شرکت کیلئے رہنما کتاب" کا خیال اس لئے آیا کہ اس کے ذریعے ایسی عورتوں کی تعداد میں اضافہ مقصود تھا جو سیاست اور فیصلہ سازی میں شمولیت اختیار کر سکیں۔ ہمارا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ عورتوں کے قیادتی کردار میں برابری بہت اہم ہے لیکن پھر بھی یہ ناکافی ہے۔ ہر سیاسی قیادت جھگڑے اور ظلم کا ذریعہ بن سکتی ہے جس میں سیاستدان کی صنف کی اہمیت نہیں ہوتی۔ لہذا، ڈبلیو ایل پی اور اس کی ساتھی تنظیموں نے "عمل کی جانب" مرتب کی تاکہ عورتیں با اختیار، جمہوری اور شرکتی رہنما بن سکیں۔

ارادے

"عمل کی جانب" ایسے افراد کیلئے بطور سیکھنے کا ذریعہ مرتب کی گئی ہے جو اپنی کمیونٹی میں نمایاں سیاسی کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ ڈبلیو ایل پی کی جانب سے مرتب کی جانے والی کتب اور مینوکل میں یہ جدید ترین اشاعت ہے جس میں عورتوں کو باختیار بنانے اور انہیں بڑھاوا دینے کیلئے مثبت طریقے شامل کئے گئے ہیں۔ ڈبلیو ایل پی کے سیکھنے کے طریقوں میں چند عناصر مشترک ہیں۔ ڈبلیو ایل پی کی دیگر مطبوعات کی طرح یہ کتاب بھی مکالمے اور کھلے سوالات کے ذریعے پڑھنے والیوں اور ورکشاپوں میں حصہ لینے والیوں کی مدد کرتی ہے تاکہ وہ اپنے نتائج خود بخود حاصل کریں۔

ایک کہادت ہے کہ "عمل الفاظ سے زیادہ فعل ہوتا ہے"۔ یہ کتاب اپنے پڑھنے والیوں اور ورکشاپ کی شرکاء کو سیاسی بندشوں کے متعلق صرف اعتراض کرنے کے بجائے عمل کرنے کی راہ دکھاتی ہے۔ چاہے آپ کا مقصد منتخب ہو کر کسی عہدے تک پہنچنا ہو، کسی دوسرے شخص کی مہم کی حمایت کرنا ہو، ووٹ دینے کیلئے عورتوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہو یا پھر اپنی کمیونٹی کیلئے بہترین قانون سازی کروانا ہو، یہ کتاب آپ کے اگلے سیاسی اقدام کی حوصلہ افزائی کرے گی۔

اقدار اور ڈھانچہ

"عمل کی جانب" آزادانہ طور پر استعمال کی جاسکتی ہے، لیکن اس میں ڈبلیو ایل پی کی دیگر تربیتی کتب کے اقدار اور سیکھنے کا ڈھانچہ شامل ہیں۔ سیاسی شرکت کی تدابیر میں ابلاغ، سماعت، اتفاق رائے اور مشترکہ معنی پیدا کرنے اور سیکھنے کیلئے شرکت قائم کرنے کو اہمیت دی گئی ہے۔ یہ طریقے جمہوری اور سیاسی شرکت کرنے کیلئے ایسی تدابیر مرتب کرتے ہیں جس کی کاروائی اور اختتام دونوں اخلاقی اقدار پر مشتمل ہوں۔

جس طرح سیاست میں سرگرم ہونے کیلئے کوئی ایک راستہ نہیں ہے بالکل اسی طرح سیاست میں شمولیت کی مہارتیں حاصل کرنے کیلئے صرف ایک طریقہ نہیں ہوتا۔ "عمل کی جانب" میں سیاسی طور پر فعال بننے کی تدابیر سیکھنے کے علاوہ، سیکھنے کے عمل سے ہی خود ورکشاپ کی سہولت کار اور شرکاء باختیار بن سکتی ہیں۔ یہاں پیش کئے جانے والے سیشن صرف رہنمائی کرتے ہیں اور مختلف کمیونٹیوں میں استعمال کرنے کیلئے انہیں بدلا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، باثر لوگوں کی سوانح عمری اور کامیاب مہمات کی داستانیں صرف بحث کیلئے راہ ہموار کرتی ہیں اور ان کی جگہ مختلف حالات کی روشنی میں زیادہ موزوں سمجھے جانے والی سوانح عمری یا داستانیں بیان کی جاسکتی ہیں۔

ساخت

"عمل کی جانب" اس طرح مرتب کی گئی ہے کہ اسے ورکشاپ کے ماحول میں استعمال کیا جاسکے، اور استعمال کرنے والے اس میں آسانی کے ساتھ ترمیم کر سکیں۔ اس کتاب میں دیئے گئے سبق اور مشقوں میں تبدیلی، منسوخی اور اضافہ کیا جاسکتا ہے تاکہ ان کی قدر میں اضافہ ہو سکے، یا پھر ہر ورکشاپ کی مخصوص ضروریات پوری کرنے کیلئے انہیں ڈھالا جاسکے۔

اس کتاب میں سیاسی شرکت کی نوعیت اور مقاصد کے متعلق ذکر موجود ہے جس کا عنوان ہے "سیاست میں شمولیت کے لازمی عناصر"۔ "سہولت کاروں کیلئے رہنما اصول" میں ورکشاپ سیشنوں کی ساخت اور ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔

دس سیشن ان رکاوٹوں کا جائزہ لیتے ہیں جو سیاست میں شمولیت کی راہ میں آتی ہیں۔ اس کے علاوہ اخلاقی سیاسی قیادت کیلئے تدابیر بھی بتائی گئی ہے۔ یہ سیشن دو حصوں میں تقسیم کیے گئے ہیں۔ حصہ اول "سیاست اور اقتدار: میری جگہ کہاں ہے؟" میں تین ورکشاپ ہیں جن میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ورکشاپ میں ہر شریک خود کو کس طرح ایک قائد، سیاسی کارکن اور دنیا کا شہری سمجھتی ہے۔ حصہ دوم "عمل کی جانب: میرے اگلے اقدام کیا ہونگے؟" میں سات سیشن ہیں جن کی مدد سے ورکشاپ کی شرکاء سیاسی مہم میں حصہ لینے کیلئے مخصوص تدابیر کی نشاندہی کر سکیں گی۔ ہر سیشن میں عوامی سطح پر موثر کردار ادا کرنے میں عورتوں کو جن رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے؛ ان کا جائزہ لیا گیا ہے اور حقیقی زندگی میں چند قائدین کی مثالیں دی گئی ہیں جنہوں نے ان رکاوٹوں کا مقابلہ کیا۔ اس کتاب میں افسانوی منظر نامے بھی شامل ہیں جو پیش کئے جانے والے خیالات کے حوالے سے ورکشاپ کی شرکاء کے درمیان جواب، مثبت اور تنقیدی ردعمل اور تبادلہ خیال کا موجب بنتے ہیں۔

یہ کتاب ضمیموں پر اختتام پذیر ہوتی ہے جن میں مقامی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر سیاسی سرگرمی کے مزید ذرائع اور وسائل فراہم کئے گئے ہیں۔

سیاسی شرکت کے لازمی جزو مہناز امی

سیاست میں شرکت کرنا کیا ہوتا ہے؟ سیاست کیا ہے؟ عورتوں کیلئے سیاست اور اس میں شرکت کرنا کیوں اہم ہے؟ مساوی حقوق پر پابندی نہ ہونے کے باوجود، ہر جگہ، بالخصوص ترقی پذیر ملکوں میں، عورتوں کو تقریباً دیگر شعبوں کی طرح سیاست میں حصہ لینے کیلئے مساوی حقوق کیوں نہیں دیئے جاتے؟ سیاسی طور پر موثر ہونے کی صورت میں عورتوں کو کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں؟ عورتیں کس طرح سیاسی طور پر موثر ثابت ہو سکتی ہیں؟

یہ صرف چند ایسے سوال ہیں جو ہمیں پوچھنے چاہئیں اور ان کا جواب دینا چاہئے۔ لیکن، ہمارے جواب، حتیٰ کہ ہمارا سوال پوچھنے کا انداز ہر جگہ یکساں نہیں ہو سکتا۔ ہم مختلف معاشروں، ثقافتوں، معیشتوں اور سیاسی نظام میں رہتے ہیں۔ ہم میں سے کچھ دوسروں کے مقابلے میں بہتر زندگی گزارتے ہیں کیونکہ ہمیں متحرک ہونے یا فیصلہ سازی کے عہدوں تک پہنچنے میں نسبتاً زیادہ آسانی ہوتی ہے۔ لیکن فرق زیادہ نہیں ہے۔ ہم سب کو پدر شاہی نظام کو برداشت کرنے کا تجربہ ہے اور سیاسی شرکت کے حوالے سے ہم سب نے ایک جیسی رکاوٹوں کا سامنا کیا ہے۔ اس ہی وجہ سے، ہم ایک دوسرے سے سیکھ سکتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں۔ ہم ایک ایسا مشترکہ تصور مرتب کر سکتے ہیں جو ہمارے سیکھنے کے عمل کے دوران وسعت اختیار کرتا جائے اور سیاسی طور پر متحرک اور سرگرم شہری بننے میں ہماری مدد کرے۔

اس جائزے میں ہمارا مقصد سیاست اور اس میں شرکت کرنے کیلئے ان عناصر کو نمایاں کرنا ہے جو دنیا بھر، بالخصوص غیر مغربی ممالک میں، عورتوں کے مفادات اور حالات کے حوالے سے انتہائی اہم سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ عورتیں ایسے معاشروں میں رہتی ہیں جو ثقافتی اور سماجی لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، لہذا ان کیلئے سیاست میں حصہ لینا یکساں نہیں ہو سکتا۔ لیکن سیاست اور اس میں شمولیت کیلئے لازمی اقدامات تقریباً سب کیلئے یکساں ہیں۔ بنیادی طور پر یہاں ہماری توجہ کا مرکز یہی لازمی اقدامات ہیں۔

سیاست اور طاقت

سیاست کا تعلق طاقت سے ہے، یہ دوسروں کے رویے پر اثر انداز ہونے کی ایک صلاحیت ہے۔ سیاست سے بھی زیادہ بڑا خیال طاقت ہے؛ یہ سطح پر انسانوں کے درمیان تعلقات کا ایک پہلو ہے۔ ہم میں سے اکثر لوگ کبھی سیاست سے واسطہ نہ ہوں گے، لیکن، ہم میں سے تقریباً سب نے طاقت کا استعمال ضرور کیا ہے چاہے ہم بچے ہی کیوں نہ ہوں۔ ہم نے اپنی من پسند چیز کے حصول کیلئے اپنے والدین کی خوشامد کرنا سیکھی۔ ماں کی حیثیت میں ہم نے سیکھا کہ اپنے بچوں سے کس

طرح اپنی بات منوائیں۔ عمومی طور پر دوسروں پر اثر انداز ہونے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ طاقت کا استعمال: چاہے وہ دھمکی ہو یا پھر سزا؛ جبکہ دوسرا طریقہ اس کے برعکس ہے یعنی ایسا ماحول پیدا کرنا جس میں ہمارے مطالبے کو جائز سمجھا جائے اور اسے رضا کارانہ طور پر منظور کر لیا جائے اور اس پورے عمل میں طاقت کا استعمال غیر ضروری ہوتا ہے۔ عورت ہونے کی حیثیت سے ہم اخلاقی اور جذباتی بنیادوں پر دوسرے طریقے کی واضح حمایت کرتے ہیں۔ لیکن ہم عملی طور پر طاقت کے استعمال کو اس لئے بھی مسترد کرتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس اسے استعمال کرنے کے ذرائع ہی نہیں ہوتے۔ اگر ہمیں یہ ذرائع دستیاب بھی ہوں تو اقتدار میں طاقت استعمال کرنا موثر ثابت نہیں ہوتا۔

طاقت استعمال نہ کرنے کی صورت میں، جائز اختیار ہمیں اپنی شخصیت یا حالات سے حاصل ہوتے ہیں اور ان دونوں کو مزید بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ کچھ شخصیات قدرتی طور پر کرشماتی ہوتی ہیں۔ لوگ ان کی شخصیت کی وجہ سے ان کی بات سنتے ہیں۔ ہم سب کے پاس یہ صلاحیت نہیں ہوتی لیکن ہم میں سے اکثر لوگ موثر انداز سے دوسروں کیساتھ معاملات نمٹانے کے طریقے سیکھ سکتے ہیں۔ ہم اس مسئلہ کا "پسند کی جانب: عورتوں کی قیادتی تربیت کیلئے رہنما کتاب" میں ذکر کر چکے ہیں۔ اپنی قائدانہ صلاحیت کو نکھارنا ایک اہم کام ہے کیونکہ، جیسا کہ ہم ذیل میں دیکھیں گے، ہمارے حالات کی تشکیل میں ہمارا عورت ہونا ہمیشہ سودمند نہیں رہا۔

ہماری "مختار کاری" کا انحصار ہماری تاریخ، بالخصوص ہماری روایات اور اس قانونی دائرہ کار کے ساتھ جڑی ہوئی ہے جو ہمارے حقوق، ذمہ داریوں اور آزادیوں کی حدود کا تعین کرتے ہیں۔ کیونکہ ہماری اکثریت پدر شاہی نظام میں رہتی ہیں اس لئے اکثر ہماری آزادیاں اور حقوق ہماری ذمہ داریوں کے آڑے آجاتے ہیں۔ لیکن ہم اتنی کمزور بھی نہیں ہیں۔ ماں، بیوی، بہن اور بیٹی کی حیثیت سے ہم اخلاقی تقاضوں پر پورا اترتے ہیں۔ بیشتر ملکوں میں ہم بطور عورت مکمل شہری مانے جاتے ہیں۔ حالیہ دہائیوں میں ہم زیادہ تعلیم یافتہ ہو چکے ہیں۔ کئی ملکوں میں مردوں کے مقابلے میں ہم زیادہ تعداد میں یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم ہیں۔ ہم اب مختلف معاملات میں مداخلت کرنے اور رائے دینے کا حق مانگ رہے ہیں۔ یہ معاملات تعلیم اور معیشت سے لے کر ثقافت اور مذہب تک پھیلے ہوئے ہیں، جس کی وجہ سے کئی پدر شاہی معاشروں میں شدید رد عمل سامنے آیا ہے۔ لیکن ہماری پیش قدمی جاری ہے۔

اس کے باوجود ہمیں کئی کڑی رکاوٹوں کا سامنا ہے اور سب سے زیادہ مسائل ان پدر شاہی معاشروں کے اقدار سے واسطہ ہیں جہاں ہم رہتے ہیں۔ یہ اقدار اکثر اوقات روایت سے جنم لیتے ہیں۔ یہ ہماری نفسیات سے جڑے ہوئے ہیں اور ہمارے اندر منطق اور جذبات کی جنگ کا سبب بنتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے حقوق منطق کے لحاظ سے محدود ہیں لیکن اس کے باوجود ہم اپنی فہم کو دبا کر اپنی پرورش کے تقاضوں کو فوقیت دیتے ہیں اور اپنے خاندان، کمیونٹی اور معاشرے کی "عزت" کو بالارکھتے ہیں۔ خود کو یہ بتانا بیکار ہے کہ یہ ہماری "عزت" نہیں ہے، یہ "عزت" کا وہ روپ ہے جو ہم

پر تھوپا گیا ہے اور اس کا تعلق انفرادی ذمہ داری سے اور انفرادی حقوق سے ہرگز نہیں ہے۔ لیکن یہ بات اہم ہے کہ جو تضاد ہم محسوس کرتے ہیں اور جو نا انصافیاں ہمارے ساتھ ہوتی ہیں وہ ہمیں آگے بڑھنے اور تبدیلی لانے کا راستہ دکھاتی ہیں جس سے نہ معاشرے کو نقصان ہوتا ہے اور نہ ہی اخلاقی اقدار کو۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری آزادی اور حقوق کیلئے چنا گیا راستہ ہمارا اپنا ہوگا۔ ہم اپنی روایت سے انکار نہیں کرتے۔ برابری، حقوق اور آزادی کے اپنے مطالبات منوانے کیلئے ہم اپنی روایت پر نظر ثانی اور سوچ بچار کرتے ہیں۔ اور یہ مقاصد حاصل کرنے کیلئے ہم مردوں اور دیگر سماجی انصاف کی تنظیموں کیساتھ مل کر کام کرتے ہیں کیونکہ یہی مقاصد ہر خاص و عام کیلئے برابری اور انصاف کی بنیاد ہیں۔

یہ سب کچھ حاصل کرنے کیلئے ہمیں، یقیناً، سیاست میں حصہ لینا چاہیے۔ پہلی نظر میں دیکھا جائے تو کامیابی کے آثار شاید کم معلوم ہوں۔ اگر سیاست کا تعلق اقتدار سے ہے، تو بطور عورت ہم پیچھے کھڑے ہیں کیونکہ جو خاصیتیں کسی کو طاقتور بناتی ہیں وہ ہم میں کم پائی جاتی ہیں۔ اول، ہمارے پاس استعمال کرنے کیلئے طاقت نہیں ہے اور اگر ہوتی بھی تو اسے استعمال نہ کرتے۔ دوم، تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے تو بھی ہمارے پاس روایتی اختیارات نہیں ہیں کیونکہ ہم پدر شاہی معاشروں میں رہتے ہیں جو مردوں کے اختیارات کو ترجیح دیتے ہیں۔ سوئم، کیونکہ جدید دور میں بھی ہماری زندگی پر اثر انداز ہونے والے قوانین با اختیار مردوں نے بنائے ہیں اس لئے ہمارے ساتھ اکثر امتیازی سلوک کیا جاتا ہے، حتیٰ کہ اس وقت بھی جب یہ قوانین "منطقی" معیار پر مبنی ہوں۔ لہذا ہمیں سیاست اور اقتدار میں تخلیقی انداز سے بھرپور شمولیت اختیار کرنی چاہیے تاکہ نہ صرف ہم کامیاب ہوں بلکہ یہ کامیابی عورتوں کیلئے انفرادی اور مشترکہ طور پر نمایاں ہو۔ آگے بات بڑھانے سے پہلے آئیے طاقت اور سیاست کا قریب سے جائزہ لیں۔

طاقت بطور ابلاغ

اگر سیاست کا تعلق طاقت سے ہے اور اس کی تشریح دوسروں پر اثر انداز ہو کر اپنی ترجیحات کے مطابق کام کروانا ہے، تو، واضح طور پر سیاست ابلاغ سے وابستہ ہے۔ اگر ہم ابلاغ نہیں کریں گے تو یہ نہیں بتا سکیں گے کہ ہم کیا چاہتے ہیں اور اگر اوروں کو یہ نہیں بتا پائیں گے کہ ہم کیا چاہتے ہیں تو ان سے اپنی مرضی کا کام نہیں کروا سکیں گے؛ یا پھر انہیں وہ کام کرنے سے نہیں روک سکیں گے جو ہمیں ناپسند ہیں۔ لہذا، ابلاغ کرنا سیاسی عمل کا اہم حصہ ہے۔ اس کے بغیر، ہم سیاست میں حصہ تک نہیں لے سکتے۔ ایسی صورت میں ابلاغ کے عناصر کیا ہیں؟ آسان انداز میں دیکھا جائے تو ہمیں ابلاغ کرنے والی، پیغام، ابلاغ کا ذریعہ اور موصول کرنے والی یعنی ایسے شخص یا گروپ کی ضرورت ہے جس تک پیغام پہنچانا ہے۔ اپنی نجی زندگی میں ہم روزانہ ابلاغ کرتے ہیں۔ اپنے خاندان میں آمنے سامنے بات چیت کرتے ہیں۔ ہم اپنے بیٹے یا بیٹی کو بتاتے ہیں کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔ یا پھر ہم کوئی سوال پوچھتے ہیں۔ اپنے دوستوں کیساتھ، ہم ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے ذریعے رابطہ کرتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہم نے سیکھا ہے کہ ابلاغ کے دوران کیا احتیاط کرنی چاہیے اور کن بندشوں کا

احترام کرنا چاہئے تاکہ اس کو کامیاب بنایا جاسکے۔ مثال کے طور پر ہم اپنی پانچ سالہ بیٹی سے ایسا کوئی کام نہیں لینا چاہیں گے جو وہ طبعی اور دماغی لحاظ سے کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ ہم کوشش کریں گے کہ اسے ایسا کوئی کام نہ دیں جو اسے نا پسند ہو۔ اگر کوئی ایسا کام ضروری ہو جو اسے نا پسند ہو، مثلاً دوائی لینا، تو سب سے پہلے ہم اسے ذہنی طور پر تیار کریں گے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہماری بیٹی کو یہ یقین ہو جانا چاہیے کہ جو کام ہم اسے دیتے ہیں وہ ضروری اور اس کے بھلے کیلئے ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اسے رضا مند کرنے کیلئے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔

یہ مثال سیاسی ابلاغ کرنے کیلئے بنیادی عوامل کی نشاندہی کرتی ہے۔ سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم ابلاغ کرنا چاہیں۔ اس کے بعد ابلاغ کرنے کیلئے کوئی بات ہونی چاہیے۔ اور پیغام پہنچانے کیلئے کوئی طریقہ کار اور فرد ہونا ضروری ہے۔ اور ہمیں اپنے پیغام کو کچھ اس طرح ڈھالنا ہوگا کہ وہ وصول کرنے والی کیلئے قابل ترسیل ہو اور اس کی سمجھ اور رجحان کے مطابق ہو۔ بصورت دیگر ہمارا پیغام بیکار ثابت ہوگا اور وصول کرنے والی کی سمجھ میں نہیں آئے گا یا پھر مسترد کر دیا جائے گا۔ اپنے بچے یا دوست سے بات کرنے اور سیاسی پیغام پہنچانے میں یکسانیت کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا درست ہوگا کہ ہم میں سے زیادہ تر لوگ سیاسی ابلاغ کرنے میں حصہ لے سکتے ہیں۔

سیاسی ابلاغ

لیکن سیاسی ابلاغ ہے کیا؟ یہ دیگر قسم کے ابلاغ سے کس طرح مختلف ہے؟

ہمارے مقصد کیلئے کم از کم دو بنیادی خاصیتیں ایسی ہیں جو سیاسی ابلاغ کو غیر سیاسی ابلاغ سے مختلف بناتی ہیں: کمیونٹی اور مستند اجازت۔ سیاسی ابلاغ مجموعی طور پر اس پوری کمیونٹی یا برادری پر اثر انداز ہوتا ہے جس سے ابلاغ کرنے والی کا تعلق ہو یعنی گاؤں، شہر، کوئی تنظیم، ریاست، حتیٰ کہ خطہ بھی۔ سیاسی ابلاغ کی اہمیت کیلئے ضروری ہے کہ پیغام قبول ہونے کی صورت میں ضمانت دی جائے کہ کمیونٹی، چاہے اس کی تعداد یا نوعیت کچھ بھی ہو، اس پر عمل کرنے کی پابند ہوگی۔ عمومی طور پر دیکھا جائے تو سیاسی فیصلے ایسے قوانین، ذیلی قوانین اور اصولوں کے تحت کئے جاتے ہیں جن کی پابندی لازمی ہوتی ہے۔ ماضی میں بادشاہ یا گورنر روایت کے تحت حکمرانی کرتے تھے۔ اگر سوال اٹھتا تھا کہ معاملات ایسے کیوں ہیں تو جواب ملتا تھا کہ معاملات ماضی سے ہی ایسے چلتے آ رہے ہیں۔ جدید دور میں، ایسے قوانین بنانے کا امکان ہوتا ہے جو جائز اقتدار کی حدود کی تشریح کریں اور حاکم اور محکوم طبقوں کے اختیارات، حقوق، فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین کر سکیں۔ اصولی طور پر، ہمیں یہ حق ہونا چاہیے کہ باختیار افراد سے پوچھ سکیں کہ ان کے حکومت یا فیصلے کرنے کا کیا جواز ہے۔ یا ایسے قوانین بنانے کا کیا جواز ہے جو معاشرے کی ضروریات سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اپنی روایت کی اہمیت کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ اصل مقصد یہ ہے کہ ہم سے روایت کے نام پر یا پھر اقتدار، اخلاقیات اور صحیفوں کو بنیاد بنا کر یہ توقع نہ کی

جائے کہ ہم اپنے حقوق، آزادیاں اور بنیادی ضروریات ترک کر دیں گے محض اس لئے کہ ہمارے معاشروں میں چند قوتیں حالات کو بدستور رکھنا چاہتی ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ اپنی ثقافت اور معاشرے میں دوسروں کیساتھ موثر ابلاغ کریں کہ بطور انسان ہمارے کچھ حقوق ہیں جو محض کسی گروپ، مذہب، نسل اور صنف تک محدود نہیں ہیں۔ حقوق آفاقی ہوتے ہیں لیکن ان پر عمل کرنا اور ان کے حصول کیلئے ترجیحات طے کرنے کا انحصار کسی مخصوص سماجی اقتصادی، سیاسی اور ثقافتی صورتحال پر ہوتا ہے۔

سیاسی عمل

جیسے طاقت کی اہمیت سیاست سے زیادہ تھی اسی طرح سیاست کی اہمیت طاقت سے زیادہ ہے۔ طاقت کے معنی قدم اٹھانے کی صلاحیت ہے؛ سیاست کے معنی ہیں وہ منزل جس کے حصول کیلئے ہم کام کرتے ہیں۔ سیاست مقاصد کی تشریح کرتی ہے۔ وہ اس بات کا تعین کرتی ہے کہ ہمیں کہاں جانا ہے اور دیگر ممکنات کے مقابلے میں کسی خاص راستے کو کس طرح دیکھتے ہیں۔ لہذا سیاسی عمل کا تعلق ان اقدار سے ہے؛ جو کسی کمیونٹی یا برادری پر اثر انداز ہوتے ہیں؛ مثلاً ہمارے گاؤں، شہر یا کام کی جگہ پر۔ ہم اکثر سنتے ہیں کہ کچھ تنظیمیں، جیسے سیاسی جماعتیں، سیاست سے وابستہ ہوتی ہیں، اور کچھ دوسری تنظیمیں، جیسے سرکاری بیوروکریسی، انتظامیہ یا ایڈمنسٹریشن سے وابستہ ہوتی ہیں۔ یہ بات کسی حد تک ہی درست ہے۔ سیاست اور انتظامیہ دونوں قسم کی تنظیموں میں پائی جاتی ہیں، اگرچہ رسمی طور پر دیکھا جائے تو سیاسی جماعتوں کا کام حکمت عملی بنانا اور سیاسی طاقت حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کرنا ہے، جبکہ بیوروکریسی کا کام سیاسی فیصلوں پر عمل کرانا ہوتا ہے۔ درحقیقت، کئی ملکوں میں بیوروکریسی ہی ایسے فیصلے کرتی ہے جو عام لوگوں کی روزمرہ زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اپنے معاشرے کی نوعیت دیکھتے ہوئے، ہمیں سیاسی طاقت کے اصلی مقام کا صحیح اندازہ لگانا چاہئے۔

اس کے باوجود، ایسے بہت سارے آزمودہ طریقے ہیں جن کو اختیار کر کے ہم سیاسی عمل میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اس کمیونٹی کا جائزہ لیں جس میں آپ رہتی ہیں۔ فرض کریں آپ چاہتی ہیں کہ حکومت آپ کے کچھ مطالبات پر غور کرے۔ آپ اپنے معاملے کے متعلق مجاز سرکاری محکمے کے سربراہ کے پاس جاسکتی ہیں۔ وہ آپ کی بات سنتا ہے لیکن کوئی قدم نہیں اٹھاتا۔ کئی مہینے بیت جاتے ہیں۔ آپ حیران ہیں کہ مطلوبہ نتائج کے حصول کیلئے مزید کیا کریں۔ آپ کو احساس ہے کہ آپ کی پریشانی آپ کی کمیونٹی کے دیگر افراد کی بھی پریشانی ہے لیکن وہ بھی نہیں جانتے کہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ آپ کے ذہن میں خیال آتا ہے کہ مل کر حکومت سے بات کی جائے کیونکہ ایک شخص کی آواز کے مقابلے میں مشترکہ آواز اٹھانا موثر ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر یوں ہے تو آپ سیاسی قائد بننے کی راہ پر چل پڑی ہیں۔ آپ ان لوگوں سے ابتداء کرتی ہیں جنہیں آپ جانتی ہیں۔ اس کے بعد آپ کو احساس ہوتا ہے کہ اگرچہ ان لوگوں کے عمومی مسائل وہی ہیں جو آپ کے ہیں، لیکن وہ مختلف باتوں پر اصرار کرتے ہیں۔ شروع میں آپ کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے لیکن جلد ہی آپ کو اندازہ

ہو جاتا ہے کہ سمجھوتہ کرنے سے اتفاق رائے کو وسیع کیا جاسکتا ہے۔ کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر آپ ایسا اتفاق رائے پیدا کر لیتی ہیں جسے ایک بڑے گروپ کے سامنے پیش کیا جاسکے۔ مکالمے کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ خود کو وسیع اتفاق رائے کے درمیان پاتی ہیں۔ اسی کاروائی کے دوران آپ کو احساس ہو جائے گا کہ مقصد کے حصول کیلئے آپ کو بالمشافہ ابلاغ کرنے سے آگے بڑھنا ہوگا؛ اپنی بات کو دوسروں تک پہنچانے کیلئے آپ کو دیگر ذرائع بھی استعمال کرنا ہوں گے؛ مثلاً پمفلٹ، اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن، اور آج کل انٹرنیٹ کا استعمال بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ یہاں تک پہنچتے ہوئے، آپ اپنے پیغام کو بہتر شکل دے چکی ہوں گی تاکہ بہترین رد عمل وصول ہو سکے۔ اب آپ اپنے مقصد کو زیادہ بہتر انداز سے پیش کر سکیں گی کیونکہ آپ نے اپنے ابلاغ کرنے کے طریقوں کو بہتر بنا لیا ہے۔ لہذا آپ کی بات سنے جانے کے امکانات روشن ہو گئے ہیں۔

لیکن آپ کی بات سنے گا کون؟ اگر بات مقامی سطح پر اٹھائی جاسکتی ہے تو اسے سنے جانے کے امکان زیادہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ، عموماً، مرکزی فیصلہ سازی کے مقابلے میں غیر مرکزی فیصلہ سازی کے نظام میں شرکت کرنے کے زیادہ مواقع ملتے ہیں۔ لیکن اگر آپ قومی سطح پر اقدام چاہتی ہیں، جو عورتیں اکثر چاہتی ہیں، تو آپ کو قومی حکومت تک رسائی کیلئے ذرائع تلاش کرنا ہوں گے۔ اگر آپ کے ملک میں سیاسی جماعتیں موثر کردار ادا کرتی ہیں تو آپ اپنے مطالبات کے حوالے سے مختلف سیاسی جماعتوں سے رابطہ کر سکتی ہیں۔ اس صورت میں جلد ہی آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ دیگر گروپ بھی ہیں جن کے مفادات آپ جیسے یا پھر آپ کے برعکس ہیں۔ موثر سیاسی جماعت ان مفادات کو جمع کر کے انہیں قومی سطح پر موزوں فیصلہ ساز ادارے کے سامنے پیش کرتی ہے اور عمومی طور پر یہ ادارہ کا بینہ یا قانون ساز اسمبلی ہوتی ہے۔ اگر یہ عمل کامیاب ہو جاتا ہے تو اسے دیگر تنظیموں کے مطالبات سے جوڑ کر منظور کر لیا جائے گا اور ایسی شکل دی جائے گی جس سے مکمل طور پر کوئی مطمئن نہیں ہوگا لیکن لوگوں کی اکثریت کو اس کو قبول کرے گی۔

یہ طریقہ ان سیاسی نظاموں میں رائج ہے جہاں سیاسی جماعتیں مختلف مفادات کے حوالے سے کچھ رد عمل ظاہر کرتی ہیں۔ اگر یہ سیاسی نظام پیغام وصول کرنے کے حوالے سے کھلی سوچ رکھتے ہیں اور اتنے نظریاتی نہیں ہیں کہ ایک ہی نوعیت کے پیغام سنتے ہیں تو ان پر اثر انداز ہو جاسکتا ہے۔ تاہم، عورتوں کو صنفی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، جو ان کے آڑے آجاتی ہیں: اگر عورتیں مضبوط پدرشاہی نظام میں رہتی ہیں تو یہ نظام اکثر ایسی سماجی قوتوں کا ساتھ دیتا ہے جو عورتوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم رکھنا چاہتی ہیں۔ اس صورتحال میں، اپنے مفادات کا پرچار کرنے اور ان کو فروغ دینے والی عورتوں کو سب سے پہلے معاشرے کی ازسرنو تشکیل کیلئے کام کرنا ہوگا۔ پورے معاشرے کو نہیں تو کم از کم رائے رکھنے والے قائدین کو رضامند کرنا ہوگا کہ عورتوں کے حقوق سے کسی کو نقصان نہیں پہنچے گا بلکہ عورتوں اور مردوں دونوں کا فائدہ ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ معاشرے کے ان اقدار کی ازسرنو تشریح کی جائے جنہیں عورتیں اور مرد دونوں بنیادی اقدار تصور کرتے

ہیں۔ یہ کرنا مسلمان اکثریتی معاشروں میں زیادہ ضروری ہے جہاں گذشتہ چند دہائیوں میں عورتوں کے گھر کے اندر اور گھر سے باہر کام کرنے کے حوالے سے وسیع عدم توازن پیدا ہو چکا ہے۔ ایسے اکثر معاشروں میں عورتیں گھر سے باہر زبردست محنت اور مشقت کرتی ہیں تاکہ اپنے خاندان کی آمدنی میں ہاتھ بٹاسکیں۔ یہ عورتیں پڑھی لکھی اور تعلیم یافتہ ہیں اور انہیں اپنے حقوق کی اہمیت کا اندازہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود گھر کے اندر اور نجی رشتوں میں ان کی قانونی حیثیت میں نمایاں فرق نہیں آیا۔

ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس عدم توازن کی جڑیں ثقافت میں نہیں بلکہ تاریخ میں پائی جاتی ہیں۔ دنیا بھر میں اور ہر دور اور ثقافت میں مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی ذمہ داریوں اور حقوق کے حوالے سے خلیج پائی جاتی ہے۔ ماضی قریب تک حالت یہ تھی کہ دنیا میں کہیں بھی عورتوں کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ ملازمت کرنے، تعلیم حاصل کرنے، شادی کرنے، بچے پیدا کرنے، ووٹ دینے یا کسی عہدے پر منتخب ہونے کا فیصلہ خود کر سکیں۔ سوئٹزرلینڈ میں عورتوں کو ووٹ دینے کا حق ۱۹۷۰ء میں ملا تھا۔ لہذا یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ معاشرے اور ثقافتیں وقت کے ساتھ بدلتے ہیں، مذہبی رہنماؤں کی مخالفت کے باوجود مذہب کی مختلف تشریحات پیش کی جاتی رہی ہیں، کسی بھی مخصوص مذہب کی علمیات اس پر عمل کرنے والے لوگوں کی سوچ اور سمجھ بوجھ سے مختلف ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اسلام، جس پر دنیا کے مختلف ملکوں میں اور تاریخ کے مختلف ادوار میں منفرد طریقوں سے عمل کیا جاتا رہا ہے۔

عورتیں اور جمہوریت

کہا جاتا ہے کہ جمہوریت سب سے بہترین طرز حکومت ہے۔ لیکن کیا ہمیں یہ پوچھنے کا حق ہے کہ جمہوریت حکومت کرنے کا ترجیحی طریقہ کیوں ہے؟ عمومی طور پر یہ جواب دیا جاتا ہے کہ جمہوریت اس لئے بہترین طرز حکومت سمجھی جاتی ہے کیونکہ اس میں لوگ آزادی کیساتھ اپنے منتخب نمائندوں کے ذریعے حکومت کرتے ہیں۔ یہ انظام مقبول خود مختاری پر مبنی ہے۔ عوام کو حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ ہر ایک کو اپنی انفرادی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ حکومت کے اختیارات محدود ہوتے ہیں۔ اور اکثریتی حکومت اقلیتوں کے حقوق سے مشروط ہوتی ہے۔ اگر ہم جمہوریت کی حمایت کرتے ہیں اور ہم سے یہ پوچھا جائے کہ آپ کو جمہوریت میں کیا بات پسند ہے تو شاید جواب ہو کہ انفرادی آزادی، انسانی حقوق، دوسروں کی رائے کا احترام، حکومت پر ضابطہ اور کئی دیگر ایسے دیگر پہلو جو "جمہوری" ریاستوں کے آئین اور بین الاقوامی دستاویزات میں موجود ہیں۔ ان سب باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ جس معاشرے کی بنیاد جمہوری نظام ہو، وہ فکری طور پر "لبرل" معاشرہ کہلاتا ہے۔

لیکن فرض کریں کہ ایسا نہیں ہے۔ فرض کریں کہ عورتیں ایسے معاشرے میں رہتی ہیں جہاں اکثریت ان اقدار کو مانتی ہی نہیں۔ تصور کریں کہ اکثریت، درحقیقت، یہ سوچتی ہے کہ ایسے اقدار نوآبادیاتی ریاستوں کے بنائے ہوئے ہیں تاکہ وہ

حکمرانی کر کے وسائل پر قبضہ کر سکیں اور استحصال کر سکیں، اور جب عورتوں کے حقوق کی بات ہوتی ہے تو وہ چالبازی سے ان کو کھلونا یا گڑیا بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ وہ کہتے ہیں کہ عورتوں کی عزت کی حفاظت صرف مقدس کتب میں بتائی گئی راہ پر چلنے سے یقینی بنائی جاسکتی ہے، اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ صرف انہیں ہی مقدس کتابوں کی تشریح کرنے کی اجازت حاصل ہے۔

ہم میں سے اکثریت کو معلوم ہے کہ یہ تصوراتی خیال نہیں ہے۔ کئی ملکوں میں ہمیں اس مسئلے کا سامنا ہے اور اگر ہم محتاط نہیں رہے تو شاید دیگر ملکوں میں بھی اس کا سامنا کرنا پڑے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ عورتیں سیاسی عمل میں حصہ لیں لیکن بے خوف اور محتاط طریقے سے؛ اس حقیقت کو نہ بھولیں کہ ہم میں سے بہت سے لوگ لبرل معاشرے میں نہیں رہتے؛ جیسا کہ فلسفیانہ طور پر بتایا گیا ہے۔ لہذا، ہمیں اس معاملے کو مختلف انداز میں دیکھنا ہوگا۔ بجائے اس کے کہ جمہوریت کو بغیر تنقید کے ایک شاندار اور یکتا نظام سمجھا جائے جسے تاریخی، سماجی اور ثقافتی حالات تبدیل نہیں کرتے ہمیں اس کے مسائل پر بھی غور کرنا چاہئے۔ ایک مخصوص معاشرے میں وہ کون سا نظام ہو سکتا ہے جس کے سماجی اور اصولی اقدار جمہوریت کے بہترین نمونے کے قریب تر ہوں۔ اس سوال کا جائزہ لینے کیلئے ہمیں کم از کم دو باتوں سے شروع کرنا ہوگا۔ (۱) وہ اقدار جنہیں ہم بہتر بنانا چاہتے ہیں؛ جیسے آزادی، حقوق، مساوات، انفرادی حیثیت، اور محدود حکومت، لیکن اس میں سیکورٹی، کمیونٹی اور خاندان شامل ہونے چاہئیں اور (۲) وہ معاشرہ جہاں ہم ان اقدار کو بہتر بنانا چاہتے ہیں؛ یعنی امیر یا غریب، خواندہ یا ناخواندہ، لبرل یا غیر لبرل، مذہبی یا غیر مذہبی، درجہ بند یا ابلاغی، پادشاہی یا صنف نواز، ہم جنس یا پھر متبادل جنس۔

طاقت، اختیار اور انصاف کسی بھی سیاسی نظام کے بنیادی عناصر ہیں اور جمہوری نظام میں ان کے ساتھ حکمی سطح پر، جہاں ریاست اور معاشرہ ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں، اور انفرادی سطح پر انسانی رابطوں کے ذریعے نمٹنا چاہئے؛ مثلاً شوہر اور بیوی، باپ اور بیٹی، بھائی اور بہن، استاد اور طالب علم اور مالک اور ملازم کے درمیان رابطے۔ ان دونوں سطحوں کے درمیان بھی رابطہ ہوتا ہے، جو کبھی کبھار، خصوصی طور پر غیر لبرل معاشرے میں، طنز آمیز تضاد پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً اس وقت جب جمہوری طریقوں کو فروغ دینے کا عمل ایسی صورتحال پیدا کرتا ہے جو جمہوریت کی بنیادی اقدار کے منافی ہو۔ ترقی پذیر دنیا، بالخصوص مسلمان اکثریتی ملکوں میں، عورتیں اس صورتحال میں شکست کھاتی نظر آتی ہیں۔

لہذا ہر ثقافتی اور سماجی ماحول میں یہ عورتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ طے کریں کہ اپنے مفادات کے حصول کیلئے وہ سیاست کا کون سا راستہ اپنانا چاہتی ہیں۔ لیکن، ہم سب کو مل کر کام کرنا ہوگا تاکہ ایک دوسرے سے سیکھ سکیں اور تبدیلی لانے کیلئے تعاون کر سکیں۔

سیاست میں عورتوں کا انداز

مختلف سیاسی ماحولوں میں کام کرنے والی سرگرم عورتوں کے کامیاب تجربات سے ہمیں وہ اقدامات معلوم ہوئے ہیں جن کے ذریعے ہم سیاست میں بھرپور حصہ لینے کا اپنا مقصد پورا کر سکتے ہیں۔

سب سے پہلے ہمیں مردوں کے ساتھ تعاون کرنا ہوگا۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم مردوں کو قائل کریں کہ عورتوں کے با اختیار بننے سے انہیں کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے۔ اس کے برعکس عورتوں کا با اختیار ہونا ایک موثر شراکتی ماحول پیدا کرے گا جس سے ہر ایک کو فائدہ پہنچے گا۔

دوسرے یہ کہ ہمیں آپس میں اور دیگر عورتوں اور مردوں کے ساتھ احترام، علم، یکجہتی اور حمایت پر مبنی شراکت قائم کرنی ہوگی۔ مختلف معاشروں سے تعلق رکھنے والی عورتوں کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ ابلاغ کریں، ایک دوسرے کے کام کی حمایت کریں، ایک دوسرے کو سکھائیں اور ایک دوسرے سے سیکھیں۔ خصوصی طور پر مسلمان عورتوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ دیگر مذاہب، خطوں اور ثقافتوں سے تعلق رکھنے والی عورتوں کیساتھ ابلاغ کریں اور شراکت قائم کریں۔ ہم سب کو سیکھنا ہے اور ہم سب کے پاس دوسروں کیساتھ بانٹنے کیلئے بہت کچھ ہے۔

تیسرے یہ کہ ہمیں انصاف کیلئے کام کرنے والے وسیع سلسلوں اور تنظیموں کیساتھ مل کر باہمی تعاون کے جذبے کے تحت کام کرنا ہوگا۔ اس سلسلے میں ایسی تحریکیں اور تنظیمیں اہم ہیں جو انسانی حقوق کے فروغ، ماحولیاتی بچاؤ، مزدوروں کے حقوق، امن اور تنازعے طے کرنے کیلئے کام کرتی ہیں۔

چوتھا یہ کہ ہمیں سول سوسائٹی اور انفرادی سطح پر صلاحیتوں میں اضافے (capacity building) کرنے کی اہمیت کو سمجھنا ہوگا۔ ہمیں لوگوں کو متحرک کرنے، پیروی کرنے، مسائل کی تشریح، ان کو اجاگر کرنے اور ان کے حل تلاش کرنے میں مہارت حاصل کرنا ہوگی۔ یہ تمام باتیں قائدانہ صلاحیتیں اجاگر کرنے سے وابستہ ہیں۔

پانچواں یہ کہ قیادت عورتوں کو با اختیار بنانے کیلئے ضروری ہے لیکن یہ ایک دشوار خیال ہے۔ ہمیں محض استعمال کرنے کیلئے طاقت نہیں چاہئے۔ اقتدار میں آکر ہم مردوں کی جگہ نہیں لینا چاہتے۔ با اختیار بن کر ہم معاشرے میں بہتر تبدیلی لانا چاہتے ہیں۔ قیادت کے حوالے سے بھی ہماری یہی سوچ ہے۔ ویمین لرننگ پارٹنرشپ اور تین براعظموں سے تعلق رکھنے والی ہماری ساتھی تنظیموں نے سخت محنت کر کے ابلاغ اور مذاکرات پر مبنی قیادت کا ایک ایسا نمونہ تشکیل دیا ہے جو اس معاشرے کی عکاسی کرتا ہے جسے ہم عورتیں دیکھنا اور قائم کرنا چاہتی ہیں۔ اس نمونے میں قیادت سیکھنے کی شراکت سے جنم لیتی ہے اور کچھ لو اور کچھ دو کے نظام کی خصوصیات کی حامل ہوتی ہے۔ اس نظام میں ہر شریک بیک وقت قائد بھی ہوتی ہے اور پیروکار بھی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری ابھرتی ہوئی سول سوسائٹی کی تنظیم اس نمونے کو اپنائے۔

چھٹا، یہ ضروری ہے کہ ہماری آواز سنی جائے۔ ہمارے دور میں انفارمیشن ٹیکنالوجی (information technology) موجود ہے جو ماضی میں دستیاب نہیں تھی۔ سیاسی حمایت حاصل کرنے اور ثقافتی تبدیلی لانے کیلئے ہمیں اس ٹیکنالوجی کو استعمال کر کے ایسی شراکت قائم کرنا ہوگی جس کا ہم نے پسند کی جانب عورتوں کی قیادتی تربیت کیلئے رہنما کتاب میں تذکرہ کیا تھا۔ ہمارے پاس علم ہے، صلاحیت ہے، وسائل ہیں اور عورتوں کی امکانی طاقت بھی ہے۔ اپنی شراکت کے ذریعے ہمیں ایسے معاشرے تشکیل دینے چاہئیں جو ثقافتی لحاظ سے انفارمیشن ٹیکنالوجی سے جڑے ہوئے ہوں تاکہ اس کے ذریعے ہم نہ صرف دنیا کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں بلکہ اس میں تبدیلی بھی لاسکیں۔

سہولت کاروں کیلئے رہنما اصول (۱)

یہ رہنما اصول ان بحثوں اور مشقوں کے حوالے سے سہولت پیدا کرنے میں مدد فراہم کریں گے جو اس کتاب میں موجود ہیں۔ سہولت کار (facilitator) کی حیثیت سے یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ بحث کی نگرانی کریں اور اس میں سیکھنے کے عمل کو یقینی بنائیں۔ روایتی استاد یا تربیت کار کے برعکس، آپ کی ذمہ داری یہ نہیں ہے کہ گروپ کی کسی مخصوص نتیجے پر پہنچنے میں مدد کریں۔ اس کے بجائے، آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ ورکشاپ کی شرکاء کو قابل اطمینان، پر اعتماد اور محفوظ ماحول فراہم کریں اور خود بھی دوسروں کی رائے، خیالات اور تجربات سے استفادہ حاصل کریں، ذہن کھلا رکھیں اور اتفاق رائے کیساتھ کام کریں۔ آپ جگہ اور ضروری مواد کے حوالے سے پہلے سے تیاری کریں گی اور سہولت کیلئے ایسی ترکیبیں استعمال کریں گی جن سے باہمی احترام اور سنجیدہ بحث کو یقینی بنایا جاسکے اور ورکشاپ میں تعاون کی فضاء قائم رہے۔

سہولت کاروں کا کردار

ایک موثر سہولت کار نہ صرف اچھی سامع ہوتی ہے بلکہ ورکشاپ کی شرکاء سے سیکھتی بھی ہے۔ آپ کا کام اجلاس کا اہتمام کرنا اور ورکشاپ کی مشقوں کے ذریعے شرکاء کی رہنمائی کرنا ہے۔ سیاسی شرکت کے حوالے سے آپ کا ماہر ہونا ضروری نہیں ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ آپ کو تمام سوالوں کے جواب آئیں۔ اگر تمام شرکاء بحث میں حصہ لیتی ہیں تو یہ کامیاب بحث سمجھی جائے گی۔

گفتگو کو رخ دینا

کبھی کبھار اگر آپ چاہیں تو سوالیہ سوچ کے ذریعے گروپ میں بحث کو نئے رخ کی جانب موڑ سکتی ہیں۔ آپ کی ذمہ داری یہ نہیں ہے کہ بحث کے نتائج کا تعین کریں بلکہ یہ ہے کہ اس پر نظر رکھیں، یہ جانتے ہوئے کہ کوئی بھی رائے درست یا غلط نہیں ہوتی۔ اس طرح آپ یہ یقینی بنا سکیں گی کہ علم کے حصول اور تبادلہ خیال کیلئے ہر شریک اپنی رائے کا اظہار کرے۔ اچھی سہولت کار پر اعتماد اور غیر جانبدار ماحول پیدا کرتی ہے جس میں ہر شریک اپنی رائے ایمانداری سے دے سکے۔ اس مقصد کیلئے آپ کو ایسا ماحول فراہم کرنا ہوگا جس میں شرکاء اطمینان اور احترام کیساتھ اختلاف رائے کر سکیں۔ بات چیت کے دوران اگر وقفہ طویل ہو جائے یا خاموشی چھا جائے تو پریشان نہ ہوں کیونکہ ان وقفوں کے دوران شرکاء غور کرتی ہیں اور مزید بولنے کیلئے پر اعتماد بنتی ہیں۔

۱۔ اقتباس کیا گیا ہے "ورکشاپ میں ابلاغ کرنا: سہولت کاری کے رہنما اصول"، پینڈی جاب: عورتوں کی قیادتی تربیت کیلئے رہنما کتاب

(Women's Learning Partnership, 2001)

بحث پراکسانا

اس کتاب کے تمام سیشنوں میں، بحث اور مکالمے پر جوش رکھنے کیلئے سوال پیش کیے گئے ہیں۔ قیادت کے متعلق مختلف موضوعات کو کھوجنے کیلئے یہ سوال رہنما اصول کے طور پر کام کرتے ہیں۔ اگر شرکاء بحث کے دوران متعلقہ اور اہم سوال اٹھاتی ہیں تو آپ گفتگو کو ان سوالوں کے دائرے سے نکلنے دے سکتی ہیں۔ مزید برآں، آپ مشقیں کروانے کیلئے مختلف طریقے استعمال کر سکتی ہیں یا پھر ورکشاپ میں عمومی طور پر پوچھے جانے والے سوال سے ہٹ کر بھی سوال پوچھ سکتی ہیں۔ اگر ورکشاپ میں کوئی شریک شرمیلی ہے یا سوال پوچھنے سے جھجک رہی ہے تو اس سے کہیں کہ وہ آپ کی رائے پر اظہار خیال کرے۔ اگر آپ انفرادی اور مجموعی طور پر شرکاء کی حساسیت کو سمجھتی ہیں اور خود سیکھنے کے عمل میں حصہ لے رہی ہیں تو آپ ایک موثر سہولت کار ہیں۔

ایجنڈے کے تحت کام کرنا

کبھی کبھی سہولت کار بحث کی بہتر نگرانی، وقت کی پابندی اور سیشن کے ایجنڈے کے متعلق یاد دہانی کے ذریعے کر سکتی ہے۔ ورکشاپ میں شرکاء کی تعداد کم یا زیادہ ہو سکتی ہے، لیکن سہولت کار کو چاہیے کہ شرکاء کو تائید کرے کہ وہ اپنا موقف مختصر انداز میں پیش کریں اور ایک یا چند افراد کو گفتگو پر حاوی نہ ہونے دے۔ یہ خصوصی طور پر ان مشقوں کیلئے اہم ہے جن میں ہر شریک مداخلت کرتی ہے یا کہانی سناتی ہے۔ زیر بحث عنوان پر اپنا موقف مختصر رکھنے کیلئے کسی ایک شریک کی جانب اشارہ کرنے کے بجائے پورے گروپ کو مخاطب کریں۔ مزید یہ کہ، شرکاء کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ دوسروں کی بات کو غور سے سنیں اور بحث کو آگے بڑھائیں۔

ذمہ داری میں شرکت

اگرچہ ہر ورکشاپ کی تکمیل کرنا آپ کی ذمہ داری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر سرگرمی کی آپ خود نگرانی کریں یا ہر بحث میں سہولت کاری کریں۔ آپ کو ورکشاپ سیشن کے انعقاد کی ذمہ داری بائٹنی چاہیے۔ ایک آسان قدم یہ ہے کہ آپ شرکاء کی حوصلہ افزائی کریں کہ کوئی رضا کارانہ طور پر گروپ کیلئے نوٹس (notes) لکھنے کا کام کرے، کتاب میں موجود رہنما اصولوں یا واقعات کو پڑھ کر سنائے یا پھر بحث میں سہولت کار کا کردار ادا کرے۔ اگر آپ یقین دلائیں کہ نوٹس لکھتے ہوئے ججوں میں غلطی اور پڑھتے ہوئے تلفظ غلط ہونے کی صورت میں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے تو دیگر شرکاء بھی رضا کارانہ طور پر سہولت کاری کی خدمات خوشی سے انجام دیں گی۔

شرکت کرنا

یہ آپ کو طے کرنا ہے کہ آپ بحث میں دوسروں کیساتھ شامل ہونا چاہتی ہیں یا نہیں۔ لیکن، یہ بات یاد رکھیں کہ کیونکہ آپ

سیشن کا انعقاد کر رہی ہیں اس لئے کسی حد تک یہ "آپ کے کنٹرول" میں ہے اور شرکاء آپ کی رائے اور تجاویز کو اہمیت دے سکتی ہیں۔ لہذا، یہ ضروری ہے کہ آپ اپنی مداخلت کو محدود رکھیں، اور جب اپنی رائے کو ظاہر کریں تو واضح کر دیں کہ یہ صرف آپ ہی کی رائے ہے لیکن واحد رائے (۲) نہ سمجھی جائے۔

صورتحال سے لطف اندوز ہوں

ہمیشہ یاد رکھیں کہ ورکشاپ میں آپ؛ معلومات کے حصول اور لطف اندوز ہونے کیلئے شرکت کر رہی ہیں۔ لہذا، لطف اٹھائیے۔

شرکاء کا کردار

ورکشاپ میں شرکاء مختلف وجوہات کی بناء پر شامل ہوتی ہیں، ان کے ذہنوں میں مختلف خیالات اور امیدیں ہوتی ہیں کہ آخر ہوگا کیا۔ اس بات سے قطع نظر کہ شرکاء کتنی تجربہ کار ہیں یا ان کی پیشہ ورانہ حیثیت کیا ہے، ان کو طالب علم اور استاد دونوں کا کردار ادا کرنا ہے تاکہ وہ بیک وقت سیکھ بھی سکیں اور سکھا بھی سکیں۔ ورکشاپ سیشن اسی صورت میں کامیاب ہوتے ہیں جب شرکاء توجہ سے سنتی ہیں، سوال پوچھتی ہیں اور مفروضوں کو چیلنج کرتی ہیں۔ شرکاء کی ذمہ داری ہے کہ وہ بحث میں حصہ لیں، شراکت یا بڑی ٹیم کا موثر حصہ بنیں اور سیشن کا روانی اور نمونہ کے حوالے سے جائزہ لیں۔ ورکشاپ کے دوران ماحول کو بااحترام رکھنے سے تمام شرکاء کا فائدہ ہوگا۔

اجلاسوں کا انعقاد

یہ ضروری ہے کہ آپ اجلاس میں تیاری کیساتھ آئیں۔ سیشن کے آغاز سے قبل متعلقہ مواد کا جائزہ لیں تاکہ یقینی بنایا جاسکے کہ آپ ورکشاپ اور ہر سیشن کیلئے اس کتاب میں موجود مقاصد اور خود اپنے مقاصد سے آگاہ ہیں۔ یہ طے کریں کہ آپ کو کون سا مواد درکار ہے اور کیا آپ کے پاس ہر وہ چیز موجود ہے جس کی آپ کو ضرورت ہے۔ یہ سیشن کہیں بھی منعقد کئے جاسکتے ہیں: چاہے وہ آفس ہو، کھلی جگہ ہو، نجی گھر ہو یا پھر کوئی بھی ایسی پرسکون جگہ ہو جہاں شرکاء اطمینان سے بیٹھ سکیں۔

آپ شرکاء کو ہدایت دے سکتی ہیں کہ وہ اپنے ساتھ قلم اور کاغذ لائیں یا پھر آپ خود انہیں یہ چیزیں فراہم کر سکتی ہیں۔ ورکشاپ کے کمرے اور دستیاب اشیاء کی نوعیت دیکھتے ہوئے آپ اپنے ساتھ چاک بورڈ (chalk board) کیلئے چاک یا فلپ چارٹ (flip chart) پر لکھنے کیلئے مارکر (marker) لاسکتی ہیں۔ بصورت دیگر کاغذ کے بڑے ورقوں کو دیواروں پر چپکانے کیلئے ٹیپ یا پن (tacks) لاسکتی ہیں۔ چاک بورڈ، فلپ چارٹ اور کاغذ کے بڑے ورق شرکاء کے

۲۔ سہولت کاری کیا ہے اور کیا نہیں کیلئے بہترین فہرست "حصہ اول: سہولت کاری کے رہنما اصول"۔

سامنے نوٹس لکھنے کیلئے بہترین ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ سیشن میں بحث کے دوران آسانی کے ساتھ ان کے خیالات اور تاثرات کا حوالہ دیا جاسکے گا۔ بحث کے نمایاں نکات کو کاغذ پر لکھنے سے کافی مدد مل سکتی ہے کیونکہ یہ نوٹس مستقبل میں حوالے دینے کیلئے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

اس کتاب میں موجود مشقوں میں سے کچھ ایسی ہیں جن میں گروپ کو کسی سرگرمی کیلئے ٹیموں کی شکل میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اگر تمام شرکاء کے پاس یہ کتاب موجود نہیں ہے تو آپ ہر ایک ٹیم کیلئے ہدایت نامہ کی فوٹو کاپی کر سکتی ہیں۔ بصورت دیگر آپ چاہیں تو ایک کاغذ پر بڑے الفاظ میں یہ ہدایت نامہ لکھ کر اسے دیوار پر چسپاں کر سکتی ہیں تاکہ ہر شریک اسے با آسانی دیکھ سکے۔

عموماً ہر سیشن کا دورانیہ تین سے چار گھنٹے ہونا چاہئے۔ آپ سیشن کی شرکاء کو مزید بہتر ماحول فراہم کرنے کیلئے انہیں مشروب یا ہلکا پھلکا کھانا فراہم کر سکتی ہیں۔ پہلے سیشن کے دوران ہی آپ شرکاء سے پوچھ سکتی ہیں کہ انہیں کیا پسند ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ تمام امور کے بارے میں پہلے تیاری کر لیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ کون سی چیزوں کی ضرورت ہوگی اور سیشن کو ترتیب کیسے دی جائے گی۔

چند اشیاء جن کی آپ کو ضرورت ہو سکتی ہے

- ☆ قلم یا روٹینسل
- ☆ کاغذ
- ☆ اہم نکات لکھنے کیلئے بڑا کاغذ
- ☆ چپکانے کیلئے ٹیپ یا پینس
- ☆ فلپ چارٹ
- ☆ رنگ برنگے مارکر
- ☆ چاک
- ☆ ہدایت نامہ کی کاپیاں
- ☆ ایک گھڑی جس میں وقت واضح نظر آتا ہو
- ☆ وقفہ کیلئے مشروب اور کھانے کیلئے ہلکی پھلکی اشیاء
- ☆ پیالیاں، رکابیان (plates) اور نیپکن (napkins)

ابلاغ، بات سننا، اتفاق رائے پیدا کرنا، مشترکہ معنی تشکیل دینا، سیکھنے کیلئے شراکت قائم کرنے پر گفتگو

ابلاغ کرنا، سننا، اتفاق رائے پیدا کرنا، مشترکہ معنی تشکیل دینا اور سیکھنے کیلئے شراکت قائم کرنا با اصول سیاسی شرکت کی کامیابی کیلئے اہم سمجھے جاتے ہیں۔ ورکشاپ میں یا دیگر اجلاسوں میں آپ ان خیالات کے حوالے سے بات کر سکتی ہیں۔ ذیل میں ہم کچھ تشریحات پیش کر رہے ہیں جن کے ذریعے بحث کا آغاز کیا جاسکتا ہے:

☆ **ابلاغ کرنا:** ہر قیادت موثر ابلاغ سے شروع ہوتی ہے۔ اپنے خیالات اور مقاصد کے اظہار کیلئے ایک قائد کا ہنرمند ہونا ضروری ہے۔ اچھی قائد کی پہچان یہ ہے کہ وہ اچھی سامع، مقرر اور ابلاغ کرنے والی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ورکشاپ سیشنوں میں ابلاغ کرنے کی مہارت کو مضبوط بنانے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ ابتدائی سیشن میں ذاتی ابلاغ کی مہارت پر توجہ دی گئی ہے اور دیگر سیشنوں میں مختلف ٹیموں کے اندر اور اداروں کے درمیان ابلاغ پر توجہ مرکوز رکھی گئی ہے۔

☆ **سننے کا عمل:** اچھے قائدین دوسروں کی رائے اور ان کے مقاصد کے بارے میں سن کر خود کو مضبوط بناتے ہیں۔ سننے کا عمل کسی نگران (supervisor)، ساتھی یا حریف کی رائے تک محدود نہیں ہونا چاہئے۔ سماعت میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ ان کی رائے اور تجاویز کا نہ صرف احترام کریں بلکہ ان کو اہمیت بھی دیں۔ ایک موثر قائد کی طرح ایک موثر سامع وہ ہوتی ہے جو سننے سے سیکھتی بھی ہے۔

☆ **اتفاق رائے قائم کرنا:** کامیاب قیادت کیلئے اتفاق رائے قائم کرنا فیصلہ سازی کا ایک اہم ترین عمل ہے۔ مکالمے کے ذریعے گروپ، ٹیموں یا بڑے اداروں میں موجود افراد ان نکات کو سمجھتے ہیں جن پر وہ اتفاق کرتے ہیں۔ مختلف ممکنات کو باہمی طور پر سمجھتے ہوئے فیصلہ سازی کی جاتی ہے۔ عدم اتفاق کی صورت میں گروپ کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔ اگرچہ کبھی کبھی اتفاق رائے پیدا کرنا پریشان کن اور وقت کا زیاں محسوس ہوتا ہے لیکن یہ ایسے متفقہ فیصلے سامنے لاتا ہے جن پر سب رضا مند ہوں اور ان پر عمل کریں۔

☆ **مشترکہ معنی تشکیل دینا:** چھوٹے گروپ اور بڑے ادارے مشترکہ معنی کی تشکیل سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ مکالمے، اتفاق رائے قائم کرنے اور تجربے بانٹنے سے ایسے بنیادی اصول اور اقدار سامنے آتے ہیں جن کی تشکیل میں سب نے حصہ لیا ہو اور جن سے سب کو فائدہ ہوتا ہے۔ مقاصد کے تعین کیلئے مشترکہ معنی تشکیل دینے کا عمل چکدار ہوتا ہے جس پر گروپ کی بناوٹ اور وقت کے گزرنے کا اثر ہوتا ہے۔ جب کوئی گروپ مشترکہ معنی تشکیل دیتا ہے، تو ہر رکن ایک دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنی ذمہ داری کا حصہ ڈالتی ہے۔

☆ سیکھنے کی شرکت قائم کرنا: شرکت کے نتائج شرکاء کی سوچ اور سرگرمیوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ جس ادارے کی اراکین موثر اور باصلاحیت انداز سے ہدایت پر عمل کرتی ہیں وہ اسی صورت میں سیکھنے کی شرکت سمجھی جائے گی جب اس کی شرکاء اپنی سرگرمیوں کے متعلق سوال پوچھیں؛ بہتری کیلئے اپنی صلاحیتوں کا جائزہ لیں اور ایک دوسرے کو اپنے تجربات سے آگاہ کریں۔ سیکھنے کی شرکت قائم کرنا ایک ایسا داخلی اور مشترکہ عمل ہے جس کی وجہ سے ادارہ ترقی کرتا ہے۔ اس میں انفرادی اور گروپ کی آگہی اور پرتو شامل ہوتے ہیں، ان افراد کیلئے جو شرکت کے مقاصد اور سرگرمیوں کو جاری رکھتے ہیں۔ لہذا، سیکھنے کی شرکت ایک ایسا عمل ہے جس میں شرکاء کے درمیان ہونے والا تبادلہ خیال، غور، جائزے اور علم شرکت کے مقاصد کو آگے بڑھاتے ہیں۔ ایسی شرکت متحرک اور انتہائی نتیجہ خیز ماحول قائم کرتی ہے جس میں ہر فرد خود سیکھتی ہے اور نہ صرف اپنی بلکہ شرکت کی صلاحیتیں بہتر بنانے کی کوشش کرتی ہے۔

پہلا ورکشاپ سیشن

آپ کی آمد

پہلا سیشن شروع ہونے سے پہلے آپ تھوڑی دیر قبل پہنچیں تاکہ کمرے کو آپ کی ضرورت کے مطابق تیار کیا جاسکے۔ اچھی طرح تعین کر لیں کہ کمرے میں مطلوبہ روشنی، گرمی اور تازہ ہوا موجود ہے۔ یہ بھی دیکھ لیں کہ کمرے میں آپ کی خواہش کے مطابق بیٹھنے کا انتظام کیا گیا ہے یا نہیں۔ اگرچہ یہ ضروری نہیں ہے لیکن ورکشاپ میں بحث کیلئے دائرے کی شکل میں بیٹھنا اچھا رہتا ہے۔ دائرے میں بیٹھنے سے ہر شریک کو دوسروں کو آسانی سے دیکھ سکتی ہے اور سن سکتی ہے۔

شرکاء کی آمد

جب سیشن کی شرکاء ایک ایک کر کے آنا شروع ہو جائیں تو ان کا استقبال کریں۔ یہ خصوصاً اس وقت ضروری ہے جب شرکاء ایک دوسرے کو نہ جانتی ہوں۔ اگر وہ آپ کو پہلے سے نہیں جانتیں، تو یقینی طور پر اپنا تعارف کرائیں اور واضح کریں کہ آپ ورکشاپ کی سہولت کار ہیں۔ اس موقع پر اگر کھانے کیلئے ہلکی پھلکی اشیاء دستیاب ہوں تو شرکاء کو پیش کریں اور پھر بیٹھنے کے بعد اپنا تعارف کرائیں۔

تعارف

جب تمام شرکاء پہنچ جائیں، تو گروپ کی ہر ایک رکن کو باری باری اپنا رسمی تعارف کرنا چاہئے۔ اگر شرکاء پہلے ہی سے ایک دوسرے کو جانتی ہیں، تو آپ ان سے کہہ سکتی ہیں کہ وہ مختصراً ورکشاپ میں شرکت کرنے کی وجہ بتائیں یا پھر ان کی ورکشاپ

سے وابستہ امیدیں معلوم کریں۔ آپ کو اس گفتگو میں حصہ لینا چاہئے تاکہ آپ اور گروپ کی شرکاء ایک دوسرے سے واقف ہو جائیں اور اطمینان سے بات چیت کر سکیں۔

وضاحت

پہلے سیشن کے آغاز پر شرکاء کو بتائیں کہ ورکشاپ کے دوران کون سے امور پر بحث ہوگی اور کیا کچھ سیکھنے کو ملے گا۔ انہیں ہر سیشن کے بنیادی ڈھانچے سے بھی آگاہ کریں۔ گروپ کو اس دن کے سیشن کے ایجنڈے کے متعلق بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ وقفہ کب ہوگا اور سیشن کب ختم ہوگا۔ انہیں سمجھائیں کہ شرکاء کو رضا کارانہ طور پر نوٹس لکھنے، وقت کی پابندی کروانے، کتاب میں سے پڑھنے اور بحث میں سہولت کاری سمیت مختلف سرگرمیوں میں حصہ لینے کیلئے کہا جاسکتا ہے۔

سیشن کی ساخت

عمل کی جانب نامی کتاب میں موجود سیشن دو حصوں میں تقسیم کیے گئے ہیں۔ سیاست اور اقتدار: میری جگہ کہاں ہے؟ (حصہ اول)، اور عمل کی جانب: میرے اگلے اقدامات کیا ہوں گے؟ (حصہ دوم)۔ ہر حصے کے آغاز پر اس کے مقصد کے متعلق مختصر وضاحت ہے اور اس کے بعد موجود تصور کا تعارف ہے۔ ہر ورکشاپ کے آغاز پر، مقاصد پڑھے جانے کے بعد، آپ کسی رضا کار سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ حصہ اول یا حصہ دوم کے تعارفی جملے پڑھے۔ اس کے بعد، ضرور دریافت کریں کہ سیشن کی شرکاء کوئی سوال تو نہیں پوچھنا چاہتے۔

ہر سیشن کا ڈھانچہ

ہر سیشن کی ایک ہی ساخت ہے لیکن ہر سیشن میں یکساں سرگرمیاں نہیں ہیں۔ ہر سیشن کے مقاصد کے مطابق، اس میں مندرجہ ذیل عناصر ہو سکتے ہیں:

سہولت کاری کیلئے تجاویز: یہ ہدایات حصہ اول اور حصہ دوم کے ابتداء میں موجود ہیں۔ یہ ورکشاپ سیشن میں سہولت کار کے مقاصد اور طریقہ کار کا مختصر خلاصہ دیتی ہیں۔

سیشن کے مقاصد: ہر سیشن کی ابتداء مقاصد کی فہرست سے ہوتی ہے جو شرکاء کو سیشن کی مشقوں اور سوالات کی سوچ سے آگاہ کرتی ہے اور بحث کو سوانح حیات اور کہانیوں کی جانب موڑتی ہے۔ یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ سیشن کے مقاصد کے متعلق شرکاء کو بحث کے آغاز میں آگاہ کرتی ہیں یا آخر میں، یا کرتی ہی نہیں۔

جائزہ لینے کی ترکیب اور ورکشاپ کا جائزہ: جائزے کیلئے دی جانے والی دو مشقیں کتاب میں موجود ورکشاپ سیشنوں

کے آخر میں دی گئی ہیں۔ اگرچہ جائزہ لینے کی مشقیں اس کتاب میں صرف دو مرتبہ دی گئی ہیں لیکن یہ مشقیں کسی بھی وقت کی جاسکتی ہیں یا ضرورت ہو تو ورکشاپ کے دوران کئی مرتبہ کی جاسکتی ہیں۔

مشق: ہر سیشن میں مشقیں دی گئی ہیں جن میں شرکاء ٹیموں یا جوڑوں میں حصہ لیتی ہیں۔ یہ مشقیں شرکاء کو موقع فراہم کرتی ہیں کہ وہ عورتوں کی سیاسی شرکت میں رکاوٹوں پر غور کریں اور انہیں دور کرنے کی تدابیر کے متعلق سوچیں۔ ورکشاپ گروپ کی شرکاء کو دیکھتے ہوئے دوران کی ضروریات کا جائزہ لیتے ہوئے آپ چاہیں تو مشقوں کی ساخت میں ترمیم کر سکتی ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں، ہر ورکشاپ گروپ نے اس کتاب کے متن کو مختلف انداز میں دیکھا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ورکشاپ کو کامیاب بنانے کیلئے آپ کاروبار یہ پلکار رہے۔

گروپ میں بحث کیلئے سوال: گروپ میں بحث کیلئے سوال اس طرح ترتیب دیئے گئے ہیں کہ شرکاء سے مختلف موضوعات پر ان کی رائے معلوم کی جاسکے۔ ہر سوال کی بنیاد اس سے پہلے پوچھا جانے والا سوال (سوال در سوال) ہے تاکہ بحث کو آگے بڑھایا جاسکے۔ اگر آپ نے پہلی بار سیاسی شرکت کے حوالے سے کسی ورکشاپ میں رابطہ کاری کی ہے تو بہتر ہوگا کہ کم از کم ابتدائی سیشن میں آپ کتاب میں موجود سوالوں کی ترتیب کو برقرار رکھیں۔ آئندہ سیشنوں یا ورکشاپوں میں شاید آپ محسوس کریں کہ کتاب میں دیئے گئے سوال یا دیگر سوال پوچھنے کیلئے مختلف طریقے بھی کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ مکمل طور پر آپ پر منحصر ہے۔ مزید برآں، آپ چاہیں تو کوئی رضا کار بحث میں سہولت کاری کر سکتی ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ گفتگو کو آگے بڑھانے کیلئے اس کے اپنے ہی خیالات ہوں۔ بحث کی رہبری کرنے کیلئے کوئی صحیح یا غلط سوال نہیں ہوتے، لیکن یہ ضروری ہے کہ بحث گرما گرم، دلچسپ اور سود مند ثابت ہو۔

دائرے کی شکل میں سرگرمی (circle activity): ان سرگرمیوں کیلئے شرکاء کو دائرے کی شکل میں بٹھائیے تاکہ بات چیت کے دوران ہر رکن ایک دوسرے کو دیکھ سکے۔ اس طرح کوئی بھی "آگے" نہیں ہوتا۔ دائرے کی شکل میں ہونے والی سرگرمیوں میں ہر شریک کو باری باری جواب دینے کا موقع ملتا ہے اور مکمل شرکت کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔ اس سرگرمی کا مقصد کسی بھی موضوع کے حوالے سے گروپ کی اراکین سے مختلف تجربات اور آراء حاصل کرنا ہے۔

اگرچہ اس طرح کی سرگرمی اسی صورت میں بہترین نتائج فراہم کرتی ہے جب ہر شریک بحث میں شامل ہو، لیکن یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ اگر کوئی نہ بولنا چاہے تو اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا۔ بحث میں حصہ نہ لینے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں جنکا احترام کرنا چاہیئے۔ اس کے باوجود، اگر کوئی شریک شاذ و نادر ہی بولتی ہے اور سرگرمیوں میں حصہ لینے سے ہچکچاتی ہے تو آپ کو اس سے علیحدگی میں بات کرنی چاہیئے۔ اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ محسوس کرے کہ اس کی رائے اور خیالات بھی اہمیت کے حامل ہیں اور وہ ورکشاپ کی مشقوں سے معلومات حاصل کر رہی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی وجہ معلوم کرنے کی

کوشش کریں اور غور کریں کہ آپ ورکشاپ کے دوران اس کی ضروریات کس طرح پوری کر سکتی ہیں۔ اگر کوئی رکن یہ محسوس کرتی ہے کہ یہ سیشن اس کیلئے فائدہ مند نہیں ہے تو اس پر شرکت جاری رکھنے کیلئے دباؤ نہیں ڈالنا چاہیے۔

ورکشاپ کا اختتام: یہ ایک سو مند قدم ہے کہ آپ ہر سیشن کے اختتام پر شرکاء سے پوچھیں کہ انہوں نے کیا اہم معلومات حاصل کیں اور اس کا سیشن کے مقاصد کی روشنی میں جائزہ لیا جائے۔ اس موقع پر شرکاء غور کر سکتی ہیں کہ ان کا اگلا قدم کیا ہوگا، وہ حاصل کردہ معلومات کو کیسے استعمال کریں گی اور انہیں اپنی ساتھیوں تک کیسے پہنچائیں گی۔ جن شرکاء نے خود اپنی ورکشاپوں میں سہولت کاری کرنے میں دلچسپی ظاہر کی ہو، ان کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ سہولت کاری کی مہارتوں پر غور کریں اور یہ بھی سوچیں کہ مستقبل میں ہونے والی تربیت میں وہ ان مہارتوں کو کس طرح استعمال کر سکتی ہیں۔

ورکشاپ کے تمام سیشنوں کا اختتام

شرکاء ورکشاپ کے آخر میں ایک چھوٹی سی تقریب یا سرگرمی کا اہتمام کر سکتی ہیں۔ نویں یا دسویں سیشن میں، اگر آپ چاہیں تو گروپ سے معلوم کر سکتی ہیں کہ ورکشاپ کا اختتام کس طرح ہونا چاہئے۔ یہ ضروری ہے کہ آپ پہلے سے تیاری کر لیں تاکہ رخصت ہوتے ہوئے شرکاء کو محسوس ہو کہ ان کی ضروریات، مسائل اور امیدوں پر توجہ دی گئی ہے۔ آخری سیشن کے بعد اور شرکاء کی روانگی سے پہلے ان سے ورکشاپ کا جائزہ فارم پر کروائیں جو اس کتاب کے دسویں سیشن کے بعد دیا گیا ہے۔ یہ فارم مستقبل میں منعقد کئے جانے والے ورکشاپ پروگراموں کو مزید بہتر بنانے میں کارآمد ثابت ہوگا۔ یہ ضروری ہے کہ آپ اس فارم کی اہمیت کو واضح کریں اور شرکاء کو یقین دلائیں کہ ان کی فراہم کی جانے والی معلومات صیغہ راز میں رکھی جائیں گی۔ شرکاء کی روانگی سے پہلے ان سے فارم واپس لینا نہ بھولیں۔

سیاسی شمولیت میں اضافہ کرنا زندگی بھر کا منصوبہ ہے اور شرکاء ورکشاپ کے اختتام کے بعد بھی اپنی صلاحیتوں میں اضافے، بہتری اور مزید نکھار لانے کی کوشش جاری رکھیں گی۔ کچھ شرکاء چاہ سکتی ہیں کہ ورکشاپ کے اختتام کے چند مہینوں بعد ملاقات (reunion) کا اہتمام کریں تاکہ ایک دوسرے سے معلوم کر سکیں کہ انہوں نے جو کچھ سیکھا تھا اسے کہاں اور کیسے استعمال کیا۔ ورکشاپ کے دوران شرکاء میں اکثر دوستی ہو جاتی ہے اور وہ چاہتی ہیں کہ دوبارہ ملاقات کے ذریعے اپنے تعلقات کو مضبوط بنائیں۔

کبھی کبھار شرکاء ورکشاپ کے آخر میں سیاسی مہم کا پروجیکٹ شروع کرنا چاہتی ہیں۔ ہے نہ یہ دلچسپ بات کہ آپ نے شرکاء میں سیاسی شرکت کے حوالے سے دہائی چنگاری کو ہوا دی۔ ہمیشہ ایک کام دوسرے کام کا موجب بنتا ہے، لیکن یقیناً اگلا قدم شرکاء کو خود ہی اٹھانا پڑے گا۔

ورکشاپ کے سیشن

حصہ اول

سیاست اور اقتدار:

میری جگہ کہاں ہے؟

کیا عورتوں کا اقتدار میں آنا یا طاقت حاصل کرنا ضروری ہے؟ اور اگر انہیں یہ مل جائے تو کیا یہ ضروری ہے کہ وہ اس سے لطف اندوز ہوں، اس میں مہارت حاصل کریں اور مزید طاقت حاصل کرنے کی کوشش کریں؟ عورتوں کی سیاست میں شمولیت کے متعلق آپ کا تصور کیا ہے؟

ہم ایسے سوالوں کے اکثر متضاد جواب دیتے ہیں۔ یہ حیران کن نہیں ہے کیونکہ براہری کے حصول کے لئے عورتوں کی راہ نشیب و فراز سے بھری ہوئی ہے۔ ایک جانب، معاشرے میں عورتوں کے کمزور کردار سے ہم نے کچھ طاقت حاصل کی ہے؛ جس میں نگہداشت، انکساری، درد مندی وغیرہ شامل ہیں۔ آج ہم ان کی قدر صرف ان کی ذاتی طاقت کے حوالے سے نہیں کرتے بلکہ ایک قائد کی نئی قسم کی خصوصیات بھی سمجھتے ہیں۔ جبکہ دوسری جانب، اگر یہ طاقت اقتدار کی غیر موجودگی میں اثر انداز ہونے کی ضرورت کا نتیجہ ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا عورتوں کو یہ معلوم ہوگا یا ان میں یہ خواہش ہوگی کہ ان "نسوانی" خصوصیات کو حقیقی سیاسی طاقت حاصل کرنے کے بعد استعمال کریں۔

سیکھنے کیلئے اس حصہ میں شامل مشقوں کو اس طرح بنایا گیا ہے کہ شرکاء یہ سوچنے پر آمادہ نہ ہوں کہ ایک بہتر دنیا میں طاقت کی نوعیت کیا ہو سکتی ہے اور کیا عورتوں اور مردوں کو حاصل طاقت یکساں ہوگی یا نہیں۔ جس بات کو مرد اخلاقی سمجھتے ہیں کیا عورتوں کیلئے بھی وہی اخلاقی ہے؟ شرکاء کو اس بات پر حیرت ہوگی کہ عورتوں اور مرد سیاست دانوں کو ایک ہی اخلاقی میزان میں تو لٹا کر کس قدر مشکل ہے۔

ہم میں سے ہر ایک کے پاس اتنی صلاحیت ہے کہ اپنی نجی اور سیاسی زندگی میں قائدانہ کردار ادا کریں۔ اپنے تصور، اپنے مقاصد اور اپنے اقدامات کے ذریعے ہم کیا سے کیا بن جاتے ہیں اس کا انحصار ہم پر ہی ہے۔ حصہ اول میں دی جانے والی مشقیں شرکاء کی پسند و ناپسند واضح کرنے میں مدد دیں گی اور دنیا کو بہتر بنانے کیلئے انہیں نئے مقصد سے نوازیں گی۔

سہولت کاری کیلئے مشورے

ذیل میں دی جانے والی مشقوں میں ہدایات، کہانیاں اور ان کے بعد آنے والے سوالوں کو با آواز بلند پڑھیں۔ ممکن ہو تو ورکشاپ کی شرکاء کو کتاب کی نقل فراہم کریں یا پھر متعلقہ مشقوں کی نقل فراہم کریں تاکہ وہ پڑھنے میں با آسانی حصہ لے سکیں اور ہدایات پر عمل کر سکیں۔ پڑھنے کا کام کسی ایک فرد کو دینے کے بجائے کئی افراد کو دیں تاکہ آپ ورکشاپ میں شرکاء کی زیادہ سے زیادہ شمولیت کو یقینی بنا سکیں۔ سیشنوں کے دوران رضا کاروں سے کہیں کہ وہ گروپ کے خیالات ایک بڑے کاغذ، چاک بورڈ یا فلپ چارٹ پر لکھتی رہیں۔ اس طرح تمام شرکاء ایک دوسرے کے خیالات کو پڑھ سکیں گی۔ پڑھنے کیلئے شرکاء کو باری دینے کی طرح نوٹس لکھنے کی ذمہ داری بھی بانٹ دیں تاکہ ایک یا دو شرکاء پر بوجھ نہ پڑے اور زیادہ سے زیادہ شرکاء سرگرمی کی قیادت کر سکیں۔ اس کے بعد آنے والی ہدایات میں چاک بورڈ پر تحریر کا حوالہ موجود ہوگا۔

لطف اندوز ہوں۔ یاد رکھیں کہ آپ ایک "شریک" کی حیثیت بھی رکھتی ہیں۔

پہلا سیشن بہتر دنیا کا تصور (تقریباً تین گھنٹے)

سیشن کے مقاصد

- ☆ ہمہ گیر تصور پیش کرنا کہ ہم اپنی دنیا کو کس طرح دیکھنا چاہتے ہیں
- ☆ ایسے عملی مقاصد مرتب کرنا جو ہماری حمایت کو تحریک دیں

ورکشاپ کا جائزہ لینے کی ترکیب:

میں اس ورکشاپ سے کیا سیکھنا چاہتی ہوں؟

(تقریباً ۳۰ منٹ)

گروپ میں شامل ہر فرد سے پوچھیں کہ وہ اس ورکشاپ میں کیوں شرکت کر رہی ہے۔ (یہ فہرست سہولت کار کے پاس ہونی چاہئے اور یہ معلوم کرنے کیلئے اسے ترکیب کے طور پر استعمال کرنا چاہئے کہ شرکاء کی امیدیں پوری ہو رہی ہیں یا نہیں) گروپ کی ہر رکن کو چاہئے کہ وہ ذیل میں دیئے گئے امور پر بات کریں:

- ☆ انہیں کیا سیکھنے کی امید ہے۔
- ☆ وہ کیا تجربہ حاصل کرنا چاہتی ہیں۔
- ☆ تمام ورکشاپ سیشن ختم ہونے پر وہ کیا حاصل کرنا چاہتی ہیں۔

آپ چاہیں تو ورکشاپ کی شرکاء سے کہہ سکتی ہیں کہ وہ اپنے جواب علیحدہ کاغذ پر بھی لکھیں۔ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ شرکاء کے جواب جمع کر کے انہیں دس ورکشاپ سیشنوں کے اختتام پر واپس کر دیں۔ اس وقت تک شرکاء یہ طے کرنے کے قابل ہو چکی ہوں گی کہ انہوں نے سیشنوں کے دوران کیا سیکھا۔

اگر گروپ کی ارکان شرمیلی ہیں یا ہچکچا رہی ہیں اور ورکشاپ میں اپنی امیدوں کے بارے میں نہیں

بول رہیں تو ایسی صورت میں بہتر ہے کہ ایک ابتدائی مشق کر لی جائے۔ آپ چاہیں تو یہ جائزہ لینے کی ترکیب "میرے خواب کیا ہیں؟" کی مشق کے بعد بھی کر سکتی ہیں جو ذیل میں پیش کی جا رہی ہے۔

مشق نمبر ۱۔۱

مشق: میرے خواب کیا ہیں؟

(تقریباً ۲۵ منٹ)

ذیل میں دی جانے والی نوبل انعام یافتہ ونگاری موتا ماتھائی (Wangari Muta Maathai) کی سوانح عمری اور برازیل سے تعلق رکھنے والی ایک نوجوان عورت کے خط کو با آواز بلند پڑھیں۔ اس کے بعد آنے والی دائرہ میں سرگرمی (circle activity) کا مقصد شرکاء کا ایک دوسرے کے ساتھ تعارف کرانا اور بحث شروع کرانا ہے۔ ورکشاپ کے دوران اس کتاب میں موجود تمام مشقیں دائرے کی شکل میں کی جاسکتی ہیں، لیکن ایسا ضروری بھی نہیں ہے۔ دائرے میں سرگرمی، جو ہم یہاں کریں گے، کا خصوصی مقصد زیادہ سے زیادہ شرکت کو یقینی بنانا ہے اور اس میں نشستوں کا انتظام بھی اسی انداز سے کیا جاتا ہے تاکہ سیشن میں ہر شریک ایک دوسرے کو با آسانی دیکھ سکے اور ایک دوسرے کی رائے میں معاونت کر سکے۔ دائرے والی سرگرمیوں میں سہولت کار سمیت ہر ایک کو شرکت کرنے کا موقع ملتا ہے۔

ونگاری موتا ماتھائی کی سوانح عمری پرنوٹ

۲۰۰۲ء میں ڈاکٹر ونگاری موتا ماتھائی کو "پائیدار ترقی، جمہوریت اور امن" کیلئے خدمات انجام دینے پر نوبل امن انعام سے نوازا گیا اور اس طرح وہ یہ انعام حاصل کرنے والی پہلی افریقی عورت بن گئیں۔ متھائی نے اپنے ملک کینیا میں درخت لگانے کی جو مہم شروع کی تھی وہ ابتدائی طور پر مقبول نہیں ہوئی۔ بی بی سی سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا، "مجھے لوگوں کو یہ سمجھانے میں کافی عرصہ لگا کہ ٹیکنالوجی اور مطلوبہ مالی وسائل کی کمی کے باوجود عورتیں اپنے ماحول کو بہتر بنا سکتی ہیں۔" ۱۹۷۷ء میں انہوں نے سبز پٹی (Green Belt Movement) نامی تحریک شروع کی جس کے ذریعے انہوں نے تعلیم، غذائیت اور عورتوں سے وابستہ دیگر اہم امور پر کام کرنا شروع کیا۔ ماتھائی کے سابقہ شوہر نے مبینہ طور پر ان کے متعلق کہا تھا کہ "وہ ضرورت سے زیادہ پڑھی لکھی ہیں، بہت مضبوط ہیں، بہت کامیاب ہیں، بہت ضدی ہیں اور انہیں کنٹرول کرنا بہت

مشکل ہے۔"

اب کسی رضا کار سے کہیں کہ ذیل میں دیئے گئے نوجوان مداح کا خط پڑھ کر سنائے۔

☆☆☆☆☆

ونگاری موتا ماتھائی

دی گرین ہیلٹ موومنٹ ہیڈ کوارٹرز

نیروبی، کینیا

عزیز ڈاکٹر ماتھائی،

میں برازیلیا میں ہائی سکول (Escola da Imaculada Conceição) کی طالبہ ہوں۔ مجھے حال ہی میں امیزون (Amazon) کے گھنے جنگلات کی کٹائی کے حوالے سے ایک رپورٹ تیار کرنے پر ایوارڈ دیا گیا ہے۔ اپنی رپورٹ میں، میں نے برازیل کی حکومت کو تجاویز پیش کی تھیں کہ امیزون کے جنگلات کو کیسے بچایا جائے۔

میں آپ کو اس لیے خط لکھ رہی ہوں کیونکہ آپ نے اپنے ملک اور افریقا کے ماحولیاتی نظام کو بچانے کیلئے جو کوششیں کی ہیں؛ میں ان سے بہت متاثر ہوں۔ کبھی کبھار میں بھی سوچتی ہوں کہ دنیا کیلئے کچھ کروں اور کسی نہ کسی طرح اپنے اقدامات کے ذریعے اپنے خیالات حکومتی عہدیداروں تک پہنچا سکوں۔ لیکن میں یہ بھی سوچتی ہوں کہ میں صرف سکول کی طالبہ ہوں جس کی بات شاید ہی کوئی سنے۔

میرا ملک غریب ہے، اور لوگ اپنی گزر بسر کیلئے امیزون کے جنگلات کے وسائل استعمال کرتے ہیں تاکہ اپنا اور اپنے خاندان کا پیٹ پال سکیں۔ لیکن کچھ بڑی کمپنیاں ہیں جو ان جنگلات کو زیادہ نقصان پہنچا رہی ہیں۔ اپنی رپورٹ میں؛ میں نے بتایا تھا کہ آئندہ ۲۰ برسوں میں امیزون کے جنگلات کا ۵۰ فیصد حصہ خشک سالی کی وجہ سے تباہ ہو جائے گا۔ یہ دنیا کی ضرورت ہے کہ امیزون کے جنگلات وہ کاربن ڈائی آکسائیڈ (carbon dioxide) جذب کر لیں جو ماحول میں پھیلانی جاتی ہے۔ جب یہ جنگلات تباہ کئے جائیں گے تو ماحول میں نمی کم ہوتی جائے گی جس سے بارشیں کم ہوں گی۔ برازیل کو، مجھے، میرے خاندان، اور میرے آنے والے بچوں کو امیزون کے گھنے جنگلات کی ضرورت ہے۔

میرے والد چاہتے ہیں کہ میں آئندہ سال پڑھنے کیلئے یونیورسٹی میں داخلہ لوں لیکن میری ماں ایسا نہیں چاہتیں۔ میں اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتی ہوں کیونکہ اگر میں زیادہ پڑھوں گی تو اپنے ملک کیلئے زیادہ سے زیادہ کام کر سکوں گی۔ میری سہیلیاں اکثر مجھ سے کہتی ہیں کہ جب کوئی کام نہیں ہو سکتا تو "صبر کرو"۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میری سہیلیاں صحیح تو نہیں کہہ

رہیں۔

میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ میرے لئے ایک مثالی کردار ثابت ہوئیں اور مجھے بات کرنے کا حوصلہ دیا۔ میں یہ سمجھ نہیں پارتی کہ برازیل میں امیزون کے گھنے جنگلات کو بچانے کیلئے اگلا اقدام کیا کروں۔

آپ کی مخلص،

ایلیانا

دائرے میں سرگرمی

جب تمام شرکاء دائرے کی شکل میں بیٹھ جائیں تو ان سے کہیں کہ وہ ایک ایک کر کے اپنا تعارف کرائیں، کوئی ایسا خواب بیان کریں جو انہوں نے دنیا، ملک، اپنی کمیونٹی یا اپنے خاندان کے بارے میں دیکھا ہے اور اس کے بعد ایلیانا کو صرف ایک مشورہ دیں۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ آپ کو سیاست سے کیوں دلچسپی ہے؟
- ☆ کیا آپ کے کردار سے فرق پڑ سکتا ہے؟
- ☆ کیا آپ کو فرق لانے کی ذمہ داری دی گئی ہے؟
- ☆ کیا آپ کو سیاسی طاقت درکار ہے؟
- ☆ کیا ہر ایک شہری کی سیاسی ذمہ داریاں اور فرائض ہوتے ہیں؟ آپ کو کیا کرنا چاہیے؟ اچھا شہری بننے کیلئے سیاست میں شرکت کیلئے مناسب سطح کیا ہونی چاہیے۔

مشق نمبر ۲-۱

مشق: ہم اپنی قائدین کو کس طرح کی عورتیں دیکھنا چاہتے ہیں؟

(تقریباً ۲۰ منٹ)

دائرے میں سرگرمی

ہر شریک سے کہیں کہ وہ ایسی عورت کا نام بتائے جسے وہ مثالی کردار سمجھتی ہے؟ اسے کیوں منتخب کیا؟

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ ہم کیوں چاہتے ہیں کہ عورتیں فیصلہ سازی میں کردار ادا کریں؟
- ☆ وہ کون سے مسائل ہیں جن کا سامنا عورت سیاست دانوں کو کرنا پڑتا ہے؟

مشق نمبر ۳-۱

مشق: "میں نے خواب دیکھا ہے کہ۔۔۔۔"

(تقریباً ۴۵ منٹ)

گروپ میں ایک یا دو رضا کاروں سے کہیں کہ وہ مارٹن لوتھر کنگ، جونیئر (Martin Luther King, Jr.) کا معروف خطاب "میرا ایک خواب ہے۔۔۔" کی کہانی اور اس کے کچھ اقتباسات با آواز بلند پڑھ کر سنائیں۔

۲۸ اگست ۱۹۶۳ء کو، امریکا میں شہری حقوق کیلئے جدوجہد کرنے والے سرگرم قائد مارٹن لوتھر کنگ، جونیئر نے تقریباً دو لاکھ حامیوں سے تاریخی خطاب کیا۔ کئی لوگ اس خطاب کو "میرا ایک خواب ہے۔۔۔" کے نام سے پہچانتے ہیں، ڈاکٹر کنگ کی بصیرت آمیز تقریر آج بھی تمام نسلوں، بطنوں اور کمیونٹی کے افراد کے کانوں میں گونجتی ہے۔

گر میوں کے ایک دن واشنگٹن ڈی سی میں لنکن میموریل (Lincoln Memorial) کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر ڈاکٹر کنگ نے وہ الفاظ ادا کئے جن کی بدولت نہ صرف آنے والی نسلوں میں امید کی کرن ابھری بلکہ اپنے معاشروں کو بہتر بنانے کیلئے ان کا حوصلہ جاگا۔

☆☆☆☆☆

ڈاکٹر کنگ کے خطاب سے اقتباسات

"میرا خواب ہے، کہ ایک دن یہ قوم اٹھ کھڑی ہوگی اور اپنی اصل پہچان کے ساتھ زندہ رہے گی: ہم ان سچائیوں کو واضح سمجھتے ہیں کہ تمام انسان برابر ہیں۔"

"میرا خواب ہے، کہ میرے چار چھوٹے چھوٹے بچے ایک دن ایسی قوم کا حصہ بنیں گے جہاں ان کی پہچان ان کے رنگ

سے نہیں بلکہ ان کے کردار سے ہوگی۔"

"میرا خواب ہے، کہ ایک دن جارجیا (Georgia) کے لال پہاڑوں پر سابق غلاموں کی اولادیں اور ان کے مالکان کی اولادیں بھائی چارے کی میز پر ایک ساتھ جمع ہوں گے۔"

"یہ ہماری امید ہے۔ یہ وہ عقیدہ ہے جو میں جنوب (South) کی جانب ساتھ لے جا رہا ہوں۔ اس بھروسے کے ساتھ ہم ناامیدی کے پہاڑ کو چیر کر امید کا پتھر نکال سکیں گے۔ ہم اپنی قوم کے جھگڑوں کے شور کو ایک دن بھائی چارے کا سنگیت بنانے کے قابل ہو جائیں گے۔ اسی بھروسے کیساتھ ہم مل کر کام کرنے، عبادت کرنے، جدوجہد کرنے، جیل جانے، آزادی کیلئے مل کر اٹھ کھڑے ہونے کے قابل ہوں گے، یہ جانتے ہوئے کہ ایک دن ہم آزاد ہوں گے۔"

"آزادی کی صدا آنے دو۔ جب ہم آزادی کی گونج ہر گاؤں، ہر قصبے، ہر ریاست اور ہر شہر سے سنیں گے تو ہم تیزی سے اس دن کی جانب بڑھیں گے جب خدا کی ساری مخلوق، سفید اور سیاہ فام، یہودی اور غیر یہودی، کیتھولک (Catholic) اور پروٹیسٹنٹ (Protestant)، سب ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے یہ پرانا روحانی افریقی نغمہ گائیں گے کہ "ہم آزاد ہیں، بالآخر آزاد ہیں، خدا کا شکر ہے کہ ہم آخر کار آزاد ہیں!"

ٹیم میں سرگرمی

گروپ کو چار سے پانچ ٹیموں میں تقسیم کریں۔ ذیل میں دیئے جانے والے عنوانوں میں سے ہر ٹیم کو ایک عنوان دیں:
(آپ ان عنوانوں میں تبدیلی یا ترمیم بھی کر سکتی ہیں)

- ☆ حکومت کیلئے ہمارے خواب
- ☆ سکولوں کیلئے ہمارے خواب
- ☆ صحت اور فلاح و بہبود کیلئے ہمارے خواب
- ☆ شہر کیلئے ہمارے خواب
- ☆ بچوں کیلئے ہمارے خواب
- ☆ عورتوں کیلئے ہمارے خواب
- ☆ امن کیلئے ہمارے خواب
- ☆ ماحولیات کیلئے ہمارے خواب
- ☆ دنیا بھر کے خاندانوں کیلئے ہمارے خواب
- ☆ پڑپوتیوں کی پڑپوتیوں کیلئے ہمارے خواب

ہر ٹیم کے پاس ایک بڑا کاغذ اور ایک قلم ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنی بحث کے حوالے سے معلومات لکھ سکے۔ دس منٹ کیلئے ہر ٹیم کی ارکان عنوان کی روشنی میں اپنے خوابوں پر غور و خوض کریں۔ ہر ٹیم اپنے تمام خواب لکھے گی، چاہے وہ بڑے ہوں یا چھوٹے، ممکن ہوں یا ناممکن۔

جب وقت ختم ہو جائے تو پورے گروپ کو دوبارہ اکٹھا کریں۔ ارکان سے کہیں کہ وہ اپنی اپنی ٹیم کے خوابوں کی فہرست کو دیواروں پر چپکا دیں۔ ہر ٹیم کی ایک رضا کار سے کہیں کہ وہ سارے گروپ کو اپنی ٹیم کی بحث اور خوابوں کے متعلق بتائے۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ ہم مستقبل میں خود کو کہاں دیکھتے ہیں؟ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے ہم کس طرح کی دنیا بنانا چاہتے ہیں؟
- ☆ اقتدار کے حوالے سے ہم کون سے نئے انتظامات چاہتے ہیں؟
- ☆ آگے کیا ہونا چاہیے؟ ہم کون سے نئے خیالات پیش کر رہے ہیں؟
- ☆ ہم کس طرح کے اقتدار کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں؟

دوسرا سیشن

اخلاقی سیاست

(تقریباً تین گھنٹے)

سیشن کے مقاصد

☆ اس بات پر غور کرنا کہ اخلاقی سیاست کیا ہے

☆ سیاسی میدان میں احتساب، شفافیت، انصاف، شمولیت اور برداشت کا تصور کرنا

مشق نمبر ۱-۲

مشق: معاملات کو متوازن بنانا

(تقریباً ۲۰ منٹ)

گروپ میں سے ایک یا دو رضا کاروں سے کہیں کہ وہ ایران کی سابق سیکریٹری جنرل برائے تنظیم نسواں اور وزیر برائے امور نسواں مہناز آجھی (۳) کی کہانی کو با آواز بلند پڑھ کر سنائیں۔ یہ کہانی ایک مشکل صورتحال کے متعلق ہے جس کا سامنا انہیں کرنا پڑا جب وہ اس عہدے پر فائز تھیں۔

☆☆☆☆☆

"۱۹۷۴ء میں جب میں ایران کی تنظیم نسواں کی سیکریٹری جنرل تھی تو میں اپنی ساتھیوں کے تعاون سے عورتوں کی حیثیت اور عالمی قانون میں اصلاحات لانے کے مسودے پر کام کر رہی تھی۔ ہمیں معلوم تھا کہ عورتوں کے حقوق کو وسعت دینے کیلئے عالمی قانون میں جو تبدیلی ضروری تھی اس کی مختلف حلقوں میں مزاحمت ہوگی۔

"ہم نے اپنی ہم عورتوں کو تربیت دینے سے شروع کی تھی تاکہ ہم طلاق کے حق، بچوں کی تحویل، کثیرالازواجی اور دیگر امور

۳۔ مہناز آجھی وینسزولہک پارٹنرشپ کی صدر اور بانی ہیں۔ وہ فاؤنڈیشن فار ابراہیم اسٹریٹری کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر ہیں جن کی قومی و بین الاقوامی تنظیموں کے مشاورتی بورڈ کیلئے خدمات انجام دیتی ہیں۔ ان تنظیموں میں انٹرنیشنل میڈیم آف ویمن، ورلڈ موومنٹ فار ڈیموکریسی اور ہیومن رائٹس واچ کے حقوق نسواں ڈویژن بھی شامل ہے۔ عورتوں کے حقوق، بالخصوص مشرق وسطیٰ میں، انہیں سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر تین دہائیوں سے کام کرنے کا تجربہ ہے۔ انہوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں جن میں مسلم عورتیں اور شرکت کی سیاست، عقیدہ اور آزادی: مسلم دنیا میں عورتوں کے حقوق انسانی، جلاوطنی میں عورتیں اور عورتیں اور ایران کا قانون شامل ہیں۔ انہوں نے کئی ترجمانی کتب میں شریک مصنف کی حیثیت سے خدمات انجام دی ہیں جن میں اپنے حقوق کا دعویٰ: مسلم معاشروں کی عورتوں کیلئے حقوق انسانی کی تعلیم کیلئے دینی کتاب، محفوظ اور حفاظت میں: مسلم معاشروں میں عورتوں اور لڑکیوں پر تشدد کا خاتمہ کرنا اور پینڈی جانب: عورتوں کی قیادتی تربیت کیلئے رہنما کتاب شامل ہیں۔

کے حوالے سے موجودہ قوانین کی حدود کے متعلق عورتوں کو آگاہی فراہم کر سکیں۔ ہم نے آسان اور سادہ زبان میں عورتوں کی قانونی حیثیت کے بارے میں کتابچے شائع کروائے اور اس کے علاوہ تحقیق کے ذریعے یہ بتانے کی کوشش کی کہ قانون سازی کا عورتوں کی زندگیوں پر کیا اثر ہوتا ہے۔ ہم نے قانون سازوں، وزارت انصاف کے ماہرین اور ترقی پسند علماء سے مذاکرات کئے تاکہ ایسی تبدیلیوں کیلئے ان کی حمایت حاصل کی جاسکے جو ہمیں درکار تھی۔ نئے قانون کا بہترین مسودہ تیار کرنے کے لیے ہم نے وکلاء، مذہبی دانشوروں اور ماہرین عمرانیات سے رابطے کئے۔

"اپنی تمام ترقیاتی اور مختلف دلچسپی رکھنے والے فریقوں کو تعلیم دینے کے باوجود، عورتوں کے حقوق بڑھانے کے معاملے میں ہمیں زبردست مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہماری کوششیں اکثر گرما گرم مسودے بازی میں تبدیل ہو جاتی تھی۔ مثال کے طور پر، ہم وزارت انصاف کو وہ شق ختم کرنے پر رضامند نہ کر سکے جس کے تحت شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ایسی ملازمت کرنے سے روکے جو اس کے وقار کے منافی ہو۔ لیکن، ہم قانون میں عورتوں کیلئے بھی اسی نوعیت کی شق شامل کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ اگرچہ عورتوں کا اپنے شوہروں کو ملازمت سے روکنا مکمل طور پر نظریاتی معاملہ تھا (کوئی عدالت اس وقت عورتوں کے اس دعوے کو نہیں مانتی)، لیکن ایران کی قانون سازی کی تاریخ میں پہلی مرتبہ عورتوں کے وقار کا حوالہ شامل کیا گیا جو خاندان کے مردوں کے وقار سے منسلک نہیں تھا۔

"جو قانون منظور ہوا اس میں عورتوں کی جیت بھی تھی اور ہار بھی۔ ہم نے کثیرالازواجی کو غیر قانونی قرار دلوانے کیلئے زبردست جدوجہد کی، لیکن کئی طویل اور سخت مباحثوں کے بعد ہم نے امن برقرار رکھا۔ کثیرالازواجی قانونی رہی، لیکن، شادیوں کی حکم ہو کر صرف دو ہو گئی اور وہ بھی مخصوص حالات میں اور پہلی بیوی سے اجازت لینے کے بعد۔ اگرچہ مردوں کی خاندان کے سربراہ کی حیثیت تبدیل کرانے میں ہم ناکام ہو گئے لیکن شادی کیلئے کم سے کم عمر کی حد بڑھانے، طلاق کے مساوی حق اور باپ کے انتقال کے بعد بچوں کی تحویل کے حوالے سے مساوی حقوق کے حصول میں ہم کامیاب رہے۔

"جب پارلیمنٹ میں میری ایک ساتھی نے مجھے فون پر بتایا کہ خاندان کے تحفظ کا قانون (Family Protection Law) منظور ہو گیا ہے تو مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میں سجدے میں گر گئی اور خدا کا شکر یہ ادا کیا۔ ایک گھنٹے بعد میں نے پریس کانفرنس بلائی۔ اس موقع پر مجھے اس کشمکش کا سامنا رہا کہ میں اس خامیوں سے بھرے ہوئے قانون کا دفاع کروں اور اس کے حق میں دلائل پیش کروں، جو بلاشبہ بیشتر عورتوں کیلئے فائدہ مند تھا لیکن ایک مثالی قانون نہیں تھا۔ میرا رویہ وزارت انصاف کی عہدیدار کا تھا اور حقوق نسواں کی سرگرم کارکن کا نہ تھا۔ میرے دلائل میرے لئے اجنبی تھے لیکن مجھے احساس تھا کہ میرا رویہ مذموم دارانہ تھا۔

"مجھے احساس تھا کہ حالانکہ کسی بھی مسلمان اکثریت ملک میں یہ تاریخی قانون سازی تھی لیکن یہ بہترین قانون نہیں تھا۔

پھر بھی اس قانون سازی نے ہمیں نظر ثانی کرنے کا موقع دیا کہ مساوی حقوق کی جدوجہد میں عورتوں کا اگلا قدم کیا ہونا چاہیے۔ اس قانون کی منظوری کے ایک ہفتے بعد ہی ہم نے نئے جائزے پر کام شروع کر دیا تاکہ عورتوں کو مزید آزادیاں اور تحفظ مل سکیں۔ حالات کو قبول کرتے ہوئے میں نے مثالی نمونے کی اہمیت کو برقرار رکھا تھا۔"

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ کیا دو اختلاقی افراد یا دو مختلف سیاسی نظریے اخلاقی ہو سکتے ہیں؟
- ☆ آپ اخلاق پر مبنی فیصلے کیسے کرتی ہیں؟
- ☆ کیا سمجھوتہ کرنا اخلاقی عمل ہے؟ کون سی صورت میں سمجھوتہ کرنا اخلاقی نہیں ہوتا؟
- ☆ حمایت یا تحریک کھوئے بغیر ایک قائد کس طرح غیر مثالی نتائج سے دوسروں کو آگاہ کر سکتی ہے؟

مشق نمبر ۲-۲

مشق: مختلف انداز سے کام کرنا

(تقریباً ۲۰ منٹ)

گروپ میں سے ایک یا دو رضا کاروں سے کہیں کہ وہ آئر لینڈ کی سابق صدر اور انسانی حقوق کیلئے اقوام متحدہ کی سابق ہائی کمشنر میری روبنسن (Mary Robinson) کی کہانی پڑھ کر سنائیں۔

☆☆☆☆☆

"جب مجھے صدارت کے عہدے کیلئے امیدواروں کی فہرست میں شامل کیا گیا تو میں اس عہدے کی دوڑ میں سب سے اجنبی امیدوار تھی کیونکہ میں عورت تھی، نوجوان تھی اور میرا کوئی سیاسی پس منظر نہیں تھا۔ میں چاہتی تھی کہ آئر لینڈ کی صدارت کو عوام سے زیادہ متعلقہ اور جواب دہ بناؤں۔ یہ ایک منتخب عہدہ ہے، اور میں یہ محسوس کرتی تھی کہ منتخب ہو کر صدر کا فرض ہے کہ وہ ان لوگوں کی نمائندگی کرے جو اسے منتخب کرتے ہیں۔"

"اپنے انتخاب کے فوراً بعد مجھے سول سوسائٹی کے کئی گروپوں سے دعوت نامے ملنا شروع ہو گئے، کوئی ان کے مرکز کے افتتاح کیلئے ہوتا تو کوئی دس سالہ جشن منانے کی تقریب کے افتتاح کیلئے، یا پھر کسی اور کمیونٹی کی تقریب کیلئے۔ ان دعوت

۳۔ میری روبنسن نے ۱۹۹۷ء سے ۲۰۰۷ء تک حقوق انسانی کے متعلق اقوام متحدہ کی ہائی کمشنر اور ۱۹۹۹ء سے ۱۹۹۷ء تک آئر لینڈ کی صدر کی حیثیت سے فرائض انجام دیے۔ وہ ایلڈرز کی ممبر ہیں۔ وہ آکسفورڈ انٹرنیشنل کی اعزازی صدر، جی اے وی آئی الائنس بورڈ کی چیئر ہیں اور انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹس کی صدر بھی ہیں۔ وہ وولفس فاروین اور ایلڈرز کی چیئر کی سابق چیئر اور گل آف میڈرز کی ممبر بھی ہیں۔ انہیں دنیا بھر میں مختلف اعزازات اور ایوارڈز سے نوازا جا چکا ہے جس میں امریکی صدر بارک اوباما کی جانب سے دیا جانے والا صدارتی ایوارڈ بھی شامل ہے۔ وہ مختلف تنظیموں کے بورڈز میں خدمات انجام دے رہی ہیں جن میں ماہر ابراہیم فاؤنڈیشن اور گلوبل کونسل شامل ہیں۔ وہ جنوبی افریقا کی یونیورسٹی آف پریٹوریا میں پریکٹس کی پروفیسر اور ڈبلن یونیورسٹی کی چانسلر ہیں۔ وہ ریکلائنگ رائٹس وی آئی ایف کی گلوبل رائٹس انیٹیوٹی کی صدر بھی ہیں۔

ناموں پر میری سیکریٹری مشورہ لکھتی تھیں کہ آیا یہ دعوت اتنی اہم ہے کہ اس میں صدر شرکت کرے۔
 "لیکن میری نظر میں یہ دعوت نامے اہمیت رکھتے تھے! اگرچہ میں سب تقریبات میں نہیں جا پاتی تھی لیکن میں سمجھتی تھی کہ مجھے کچھ تقریبات میں ضرور جانا چاہیے تاکہ دعوت دینے والے افراد اور گروپوں کے اچھے کاموں کی حوصلہ افزائی ہو۔ کمیونٹی کے یہ قائدین جدید آئر لینڈ کی بنیاد رکھ رہے تھے۔ اور ان کمیونٹیوں میں کام کرنے والی اکثر عورتیں تھیں۔

"مختلف موقعوں پر میں نے کئی خطاب کئے اور ایسی عورتوں کو خراج تحسین پیش کیا جو اپنی کمیونٹی کی سرگرمیوں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے رہی تھیں۔ میں چاہتی تھی کہ آئر لینڈ میں عورتوں کی تحریک موثر ہوتا کہ تمام عورتیں خود کو با اختیار سمجھیں۔ میں اپنے انتخابی حلقے کے لوگوں سے سنتی تھی کہ "اوہ! میں اہم نہیں ہوں، میں صرف ایک گھریلو عورت ہوں"، جب میں ان سے پوچھتی تھی "آپ اپنی کمیونٹی میں کیا کرتی ہیں؟" تو ان کا جواب ہوتا تھا کہ "میں یہ کرتی ہوں، میں وہ کرتی ہوں" یہ گھریلو عورتیں دراصل کمیونٹی کی انتہائی سرگرم اور مصروف قائدین تھیں۔

"شاید اپنے عہد صدارت کے دوران مجھے سب سے زیادہ فخر شمالی آئر لینڈ کی ان عورتوں تک رسائی کا تھا جو کیتھولک بھی تھیں اور پروٹسٹنٹ بھی اور جڑ کا تعلق محنت کش طبقے سے تھا۔ یہ ان کیلئے انتہائی غیر معمولی بات تھی کہ وہ بیلفاست (Belfast) سے ڈبلن (Dublin) آئیں اور دوسرے یہ کہ وہ سرکاری رہائش گاہ میں بیٹھیں۔ ہمارے درمیان بہترین تبادلہ خیال ہوا اور مجھے ان کی مذہبی حدود سے درکنار، ایک دوسرے تک رسائی کیلئے ان کی کوششوں کی اہمیت کا اندازہ ہوا۔ یہ عورتیں انتہائی باہمت تھیں اور انہیں معلوم تھا کہ امن کے قیام کیلئے مرحلہ وار کون سے اقدامات کرنا چاہئیں۔

"میرے لئے یہ بات ہمیشہ اہم تھی کہ میں عورتوں کی حیثیت اور کمیونٹی میں ان کی خدمات کی حمایت کروں۔ جن عورتوں سے میں ملتی تھی انہیں سمجھانا چاہتی تھی کہ وہ مجھ سے مختلف نہیں ہیں کیونکہ وہ بھی اپنے معاشرے میں تبدیلی لانے کیلئے جدوجہد کر رہی ہیں۔ لیکن طاقت اور عہدے کے متعلق میں نے ایک اہم سبق سیکھا۔ ان عورتوں کیلئے انتہائی اہم تھا کہ میں ان کی صدر تھی اور میرا وہ اور لباس صدرانہ تھا۔ ان کیلئے یہ اعزاز تھا کہ وہ صدارتی دفتر میں اتنی بڑی عہدیدار سے ملاقات کریں۔ مجھے یہ سبق بھی ملا کہ مختلف وفد کی میزبانی کرتے ہوئے یا مختلف ملکوں میں سفر کرتے ہوئے وہ سب مجھے ایک عام شہری کے نہیں بلکہ ایک صدر کے روپ میں دیکھنا چاہتی تھیں۔ مجھے یہ تاثر بدلنا پڑا کہ اچھی قائد کس طرح کام کرتی ہے اور آئرش صدر کے روایتی طور طریقوں کو اپنانا پڑا۔ اگرچہ میں نے صدارت کی نوعیت اور آئر لینڈ میں صدر سے وابستہ امیدوں کو کسی حد تک تبدیل کیا لیکن صدارت نے بھی مجھے تبدیل کیا"۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

☆ عورتوں کو اقتدار میں دیکھ کر لوگوں کا رد عمل کیا ہوتا ہے؟ بطور قائد عورتوں کی کیا امیدیں ہوتی ہیں؟

- ☆ عورتوں کی اپنی عورت قائد سے کیا امیدیں ہوتی ہیں؟
- ☆ مثالی عورت قائد کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟
- ☆ اس بات کا کیا مطلب ہے کہ عورت اگر اقتدار میں ہو تو اسے " حقیقی " ہونا چاہئے؟
- ☆ صدر میری روبن سن کی عام عورتوں سے ملاقات اور کمیونٹی میں ان کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرنے کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟
- ☆ کیا عورت قائد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دیگر عورتوں کی مدد کرے اور ان کی کوششوں کو بڑھا دے؟

مشق نمبر ۳-۲

مشق: ضابطہء اخلاق (Code of Conduct)

(تقریباً ۴۵ منٹ)

اس مشق کیلئے گروپ کو تین یا چار ٹیموں میں تقسیم کر دیں۔ ہر ٹیم سے کہیں کہ وہ کسی سیاسی شخصیت کو چننے (عورت یا مرد) جسے ٹیم میں سب جانتے ہوں۔ ہر ٹیم ۲۰ منٹ کے اندر (مقامی، قومی، بین الاقوامی، کسی بھی ملک سے تعلق رکھنے والے اور کسی بھی عہدے پر) سیاسی شخصیت کیلئے ضابطہء اخلاق تیار کرے۔

پہلے، ہر ٹیم ایک بڑے کاغذ پر سب سے اوپر ذیل میں دیا جانے والا جملہ تحریر کرے اور اس میں خالی جگہاں پر کرے:

میں، _____، بطور _____، کی حیثیت سے ذیل میں دیئے جانے والے اصولوں اور ضابطہء اخلاق پر عمل کروں گی:

دوسرے، ٹیمیں غور کریں کہ وہ کون سے قواعد، اصول اور حکمت عملی ہے جن پر وہ چاہتی ہیں کہ ان کی سیاسی شخصیت عمل کرے۔ ٹیمیں ان نکات کو بڑے کاغذ پر لکھیں۔

کچھ مثالیں یہ ہیں: میں اپنے مشیروں، ساتھیوں یا عوام سے جھوٹ نہیں بولوں گی۔ میں ایسے لوگوں کو نہیں ڈراؤں گی، انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی یا انہیں سزا دوں گی یا انہیں بدنام کرنے کی کوشش کروں گی جو کھل کر مجھ سے اختلاف کریں گے۔ میں اقربا پروری سے کام نہیں لوں گی۔ عہدہ سنبھالنے کے بعد میں اپنے عہدے کو اپنے ذاتی مفاد کیلئے استعمال نہیں کروں گی۔ میری حکمت عملی اور اقدامات عورتوں کیلئے امتیازی نہیں ہوں گی۔

جب وقت پورا ہو جائے، تو ہر ٹیم سے ایک نمائندے سے کہیں کہ وہ گروپ کو اپنی سیاسی شخصیت کا نام بتائے اور اپنی ٹیم کا تیار

مشق نمبر ۲۔

مشق: نتائج طے کرنا

(تقریباً ۲۵ منٹ)

بلیک بورڈ پر نیچے دی جانے والی معلومات لکھیں تاکہ پورا گروپ اسے آسانی سے پڑھ سکے:

طالب علموں کے استعمال کیلئے تین مختلف سکولوں میں کمپیوٹر نصب کرنے کے اخراجات پورے کرنے کیلئے رقم دستیاب ہے۔ آپ تعلیم کے شعبہ میں قائم کی جانے والی ایک خصوصی ٹیم کی رکن ہیں جسے یہ طے کرنا ہے کہ دس سکولوں میں سے وہ کون سے تین سکول ہیں جنہیں یہ کمپیوٹر دیئے جائیں۔

گروپ کو تین سے چار ارکان پر مشتمل ٹیموں میں تقسیم کر دیں۔ ہر ٹیم اس بات پر بحث کرے کہ کمپیوٹر دینے کے حوالے سے سکول منتخب کرنے کیلئے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے (اس کا رروائی پر ۲۰ منٹ صرف کریں) کیا یہ فیصلہ عمر، معیشت، محلہ، صنف یا پھر کسی اور معیار پر کیا جانا چاہئے؟ کیا یہ اقدام "منصفانہ" ہوگا کہ فیصلہ قرعہ کے ذریعے کیا جائے؟ ہر ٹیم کو چاہئے کہ وہ ان تمام سوالوں کو لکھ لے جو وہ پوچھنا چاہتی ہے اور ان طریقوں کو بھی تحریر کرے جن کی مدد سے وہ سکولوں کو کمپیوٹر دینے کے متعلق فیصلہ کرے گی۔ اس کے بعد ہر ٹیم کے نمائندے سے کہیں کہ وہ گروپ کو اپنی ٹیم کی جانب سے اختیار کئے جانے والے اس معیار اور اقدامات سے آگاہ کرے جن کے تحت وہ تین سکولوں میں کمپیوٹر تقسیم کرے گی۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ فیصلہ کرنے کیلئے آپ کون سا راستہ اختیار کریں گی؟
- ☆ آپ اس بات کو یقینی کیسے بنائیں گی کہ آپ کا فیصلہ ہر لحاظ سے منصفانہ تھا؟
- ☆ کیا یہ ضروری ہے کہ مقامی افراد یہ سمجھ بوجھ رکھیں کہ آپ نے فیصلہ کس طرح کیا؟ اگر ہاں تو کیوں اور اگر نہیں تو کیوں؟
- ☆ آپ مقامی افراد کو اپنے فیصلے سے کس طرح آگاہ کریں گی؟
- ☆ اگر مقامی افراد نے آپ کے فیصلے سے اختلاف کیا تو آپ کیا کریں گی؟

تیسرا سیشن

سیاسی کردار کی حیثیت سے میری جگہ کہاں ہے؟

(تقریباً تین گھنٹے)

سیشن کے مقاصد

- ☆ ایک سیاست دان کے مقابلے میں ایک سرگرم کارکن کے کردار کا جائزہ لینا۔ یعنی بیرونی اور داخلی کردار کا جائزہ۔
- ☆ مختلف نجی اور سیاسی تدابیر کا جائزہ لینا: لکھنے، بولنے، مہم میں حصہ لینے اور کسی عہدے کے حصول کی کوشش کے دوران واضح تصادم اور خاموش مصلحتی رویے کا تقابلی جائزہ لینا
- ☆ نجی ذمہ داریوں اور عوامی ذمہ داریوں، خاندان کی ضروریات اور پیشہ ورانہ باؤ میں توازن پیدا کرنا، سخت فیصلے کرنا اور ان کے نتائج سے نمٹنے پر غور کرنا

مشق نمبر ۱-۳

مشق: سرخ لکیر عبور کرنا

(تقریباً ۲۰ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ذیل میں دی ہوئی معصومہ حسن (۵) کی کہانی کو پڑھ کر سنائے۔ وہ پاکستان میں عورتوں کے حقوق کیلئے جدوجہد کر رہی ہیں اور سابق سیکریٹری کاہینہ (Cabinet Secretary) کی حیثیت سے خدمات انجام دے چکی ہیں۔



۵۔ ڈاکٹر معصومہ حسن حکومت پاکستان میں سابق سیکریٹری کاہینہ تھیں۔ انہوں نے آسٹریا میں پاکستان کی سفیر اور ویانا میں اقوام متحدہ اور انٹرنیشنل ٹاٹا کمیونٹی (آئی اے ای اے)، اقوام متحدہ کی تنظیم برائے صنعتی ترقی (یو این ڈی او) اور ویانا میں کئی دیگر بین الاقوامی اداروں میں پاکستان کی نمائندگی کی حیثیت سے خدمات انجام دی ہیں اور وہ ویانا میں گروپ ۷۷ کی چیئر پرسن تھیں۔ میڈیم ڈیوٹی پوسٹ فریم ورک برائے ۲۰۱۰-۲۰۰۵ء کیلئے پلاننگ کمیشن کی جانب سے قائم کردہ ورلڈ گروپ فار چیئر رائیڈ ڈیولپمنٹ کی چیئر پرسن بھی رہ چکی ہیں۔ وہ پاکستان انٹیلیٹیوٹ آف انٹرنیشنل انجینئرنگ چیئر پرسن ہیں اور ڈی بی ایچ پی کی ساتھی تنظیم عورت فاؤنڈیشن کے بورڈ آف گورنرز اور کئی دیگر تعلیمی اور ڈیولپمنٹ اداروں کے بورڈز میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔

"جب میں نے کراچی میں سرکاری ملازمت شروع کی، اس وقت پاکستان میں بہت کم عورتیں سرکاری ملازمت کرتی تھیں۔ قانونی اور آئینی لحاظ سے عورتوں کی ملازمت پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ لیکن اس کے باوجود افسر شاہی کے ممتاز طبقوں اور نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن (National Institute of Public Administration)، جہاں میں کام کرتی تھی، کے درمیان ایک سرخ لکیر جیسی حد پائی جاتی تھی جو بظاہر پار کرنا ممکن نہیں تھی۔ یہ سرکاری ملازمین کی تربیت کیلئے اداروں میں سے ایک تھا جہاں تحقیق اور مشاورت کا کام بھی ہوتا تھا۔ میرے ساتھ کام کرنے والے مرد بھی اس سرخ لکیر کو عبور کرنا ناممکن سمجھتے تھے۔"

"میرا خاندان عورتوں کو تعلیم دلوانے کا بانی سمجھا جاتا تھا اور میرے والدین نے مجھ میں اور میرے دو بھائیوں میں کوئی فرق نہیں برتا۔ اس وقت سیاست میں کیمبرج یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنا، خصوصاً کسی عورت کیلئے ایک غیر معمولی کارکردگی تھی۔ میری اس تعلیمی قابلیت کو میرے اور میرے مرد ساتھیوں کی ترقی کے امکانات کے درمیان وسیع فرق پیدا کرنا چاہیے تھا لیکن، عورتوں کی ملازمت کے متعلق مجھے مردوں کے پدر شاہی سلوک اور سرپرستی جیسے رویوں سے نمٹنا پڑا۔"

"اپنے کیریئر (career) میں مجھے کئی نشیب و فراز کا سامنا کرنا پڑا اور اس کی بڑی وجہ میرے شوہر کی دس سالہ سخت آمرانہ دور میں جمہوریت کیلئے سیاسی جدوجہد تھی۔ میرے شوہر کو طویل عرصہ جیلوں میں گزارنا پڑا اور اسی دوران میں اور میرے بچے بھی طویل عرصہ تک تہائی اور پریشانی کا شکار رہے۔ اس مشکل وقت کے دوران، میرا تبادلہ مینجمنٹ سروسز ڈویژن (Management Services Division) اسلام آباد کر دیا گیا۔ لیکن میں اپنے شوہر کی سیاسی وابستگی سے پر عزم رہی اور اس عقیدے کی بھی کہ ہماری جدوجہد ایک نہ ایک دن بہتر وقت ضرور لائے گی۔"

"جب آمریت کا دور ختم ہوا تو سیاسی ماحول تبدیل ہو گیا۔ میری ترقی ہو گئی اور میں واپس اپنے محلے میں کراچی آ گئی۔ اس طرح میں وہ پہلی عورت تھی جسے تربیت دینے، تحقیق اور مشاورت کرنے کے سرکاری ادارے کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ میں نے ایسے تربیتی پروگرام مرتب کئے جن کی وجہ سے سرکاری حکمت عملی اور سرکاری ملازمین کو کمیونٹی کے قریب لایا گیا اور میرا ادارہ عوامی مفادات کے مسائل کی بھرپور حمایت کرنے اور اپنے کھلے پروگراموں میں زیادہ سے زیادہ عورتوں کی شمولیت کے حوالے سے پہچانا جانے لگا۔"

"میرے کیریئر میں فیصلہ کن تبدیلی اس وقت آئی جب مجھے وینا (Vienna) میں سفارت کی ذمہ داری سونپی گئی اور اسی شہر میں اقوام متحدہ میں پاکستان کی مستقل نمائندہ اور دیگر بین الاقوامی ایجنسیوں میں نمائندے کے طور پر مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد مجھے حکومت میں کامیونہ سیکریٹری مقرر کیا گیا، یہ عہدہ سرکاری ملازمت میں سب سے اونچا عہدہ ہے۔ یوں کہئے کہ

سرخ لکیر عبور کی جا چکی تھی۔

"میں نے جن لوگوں کے ساتھ کام کیا تھا ان میں اکثریت مردوں کی تھی، لیکن میں نے سیکھا کہ میری کامیابی نے نہ صرف سرکاری ملازمت بلکہ دیگر شعبوں میں بھی عورتوں کو امید اور اعتماد دیا۔ انہوں نے ہمیشہ ہی میرے ساتھ تعاون کیا اور میں وقت نکال کر ان کی باتیں سنتی تھی۔ یہ جانتے ہوئے کہ کابینہ سیکریٹری کا طاقتور عہدہ کسی عورت نے سنبھالا ہوا ہے، وہ اپنے مسائل کے حل کیلئے میرے دفتر آیا کرتی تھیں۔ لیکن ایک ایک عورت کی مدد کرنے سے تمام عورتوں کی مدد نہیں کی جاسکتی تھی۔"

"اپنے کیریئر کے ابتدائی دنوں میں، مجھے عورتوں کو سیاسی لحاظ سے اہم شعبوں میں باختیار بنانے کی ضرورت کا احساس ہوا۔ ان شعبوں میں ٹرانسپورٹ، پانی، تعلیم، صحت اور ماحولیات نمایاں ہیں۔ لہذا، میں نے ایسی حکمت عملی کو فروغ دینا شروع کیا جو عورتوں کی تنظیموں کی تیار کردہ تھیں۔ ان کی چند اہم سفارشات، مثلاً مقامی کونسلوں اور صوبائی اور قومی اسمبلی میں عورتوں کیلئے زیادہ سے زیادہ نشستیں مختص کرنے پر حکومت نے عمل کیا اور جس کی وجہ سے میرے ملک کا سیاسی منظر نامہ تبدیل ہو گیا ہے۔ کمیونٹی اور حکومت کے درمیان پل بن جانے سے عورتیں اپنی زندگی میں باختیار ہو سکتی ہیں۔"

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ حکومت میں رہ کر کام کرنے کے چند فوائد کیا ہیں؟ آپ کیا کچھ آسانی سے حاصل کر سکتی ہیں؟
- ☆ سرکاری ملازمت ہونے یا کوئی منتخب عہدہ سنبھالنے کے کیا نقصانات ہیں؟ سرکاری عہدیدار کی حیثیت سے وہ کون سے کام یا سرگرمیاں ہیں جن پر عمل کرنا مشکل ہوتا ہے؟
- ☆ دو مختلف میدانوں میں آتے جاتے رہنے سے کیا سرگرم کارکنوں اور سیاست دانوں کو برا سمجھا جاتا ہے؟
- ☆ اگر ایسا ہے تو کیوں اور ایسا نہیں ہے تو کیوں نہیں؟ کیا یہ عورتوں کیلئے آسان ہے یا مردوں کیلئے؟
- ☆ کیا عورتوں کے سیاسی عزائم مردوں کے سیاسی عزائم سے مختلف ہوتے ہیں؟ کیا یہ خود غرضی ہے؟ ایسا ہے تو کیوں اور ایسا نہیں ہے تو کیوں نہیں؟
- ☆ کیا عورتوں کو چاہیے کہ وہ عورتوں کو اس لئے ووٹ دیں یا ان کی حمایت کریں کیونکہ وہ عورتیں ہیں؟ آپ یہ فیصلہ کیسے کریں گی؟

مشق نمبر ۲-۳

مشق: آپ کیا کریں گی، اگر-----

(تقریباً ۳۰ منٹ)

اس مشق میں شرکاء کو ایسی ممکنہ صورتحال پر غور کرنے کا موقع دیا جاتا ہے جس کا سامنا انہیں شاید کرنا پڑے اور ہر حالت میں وہ کیا اقدامات کریں گی۔ یہ مشق دائرے کی صورت میں کی جاسکتی ہے، جس میں ہر شریک اپنی اپنی باری پر دائرے میں سوالوں کا جواب دے۔

پہلے، بورڈ پر یا بڑے کاغذوں پر نیچے دیئے گئے اقدامات تحریر کریں (آپ چاہیں تو اس فہرست میں اضافہ یا تبدیلی کر سکتی ہیں):

- ☆ کچھ نہ کریں
- ☆ ذاتی طور پر افسوس اور ہمدردی کا اظہار کریں
- ☆ اخبارات اور دیگر ذرائع سے ملنے والی خبروں کو دیکھیں
- ☆ نجی ملاقاتوں میں قائدین سے زبانی شکایت کریں
- ☆ کھلی کچھری میں قائدین سے زبانی شکایت کریں
- ☆ احتجاج کا ایک کھلا عوامی خط تحریر کریں (میڈیا کے ذریعے)
- ☆ نجی سطح پر احتجاج کرنے کیلئے خط تحریر کریں (متعلقہ سیاست دان یا فیصلہ ساز شخص کو انفرادی طور پر مخاطب کریں)
- ☆ احتجاج کرنے کیلئے مشترکہ خط لکھنے کا اہتمام کریں
- ☆ ریلی (rally) میں شرکت کریں
- ☆ ریلی کا انتظام کریں
- ☆ مہم میں شرکت کریں
- ☆ سیاسی مہم کی قیادت کریں
- ☆ سیاسی عہدے کیلئے انتخاب لڑیں

اس کے بعد، گروپ سے نیچے دیئے جانے والے سوال پوچھیں، اور شرکاء سے کہیں کہ وہ فہرست میں شامل اقدامات میں

سے ایک منتخب کریں یا پھر اپنا کوئی اقدام سوچیں۔ ہر سوال کیلئے چھ سے آٹھ جواب کہلوائیں تاکہ شرکاء کو مختلف جواب سننے کا موقع ملے۔ اگر شرکاء کوئی اقدامات تجویز کریں تو انہیں فہرست میں شامل کرتی جائیں۔

- ☆ اجلاس کے کمرے میں اگر آپ ٹھنڈ محسوس کریں اور یہ ٹھنڈ بدستور بڑھتی جائے تو آپ کیا کریں گی، یہ دیکھتے ہوئے کہ کمرے کی کھڑکیاں کھلی ہوئی ہیں۔
- ☆ اگر آپ کے شوہر کو قریب ہی قائم ایک فیکٹری میں ملازمت سے فارغ کر دیا جائے، تو آپ کیا کریں گی؟
- ☆ اگر قریب ہی قائم فیکٹری کے ہر ملازم کو ملازمت سے فارغ کر دیا جائے تو آپ کیا کریں گی؟
- ☆ اگر آپ کے دوست اور ساتھی کسی سیاسی کارکن کی حمایت میں سرگرم ہم چلا رہے ہوں جس کی آپ بھی حامی ہیں تو آپ کیا کریں گی؟
- ☆ گھریلو تشدد کی شکار عورتوں کیلئے سہولتوں کی کمی کے خلاف لکھی گئی ایک شکایت پر آپ نے دیگر چھ افراد کے ساتھ مل کر دستخط کئے ہیں لیکن اب آپ کا خاندان آپ سے کہتا ہے کہ اس معاملے میں ملوث ہونے کی ضرورت نہیں، ایسی صورت میں آپ کیا کریں گی؟
- ☆ اگر کمیونٹی کے کئی قائدین آپ سے کہتے ہیں کہ مقامی سیاسی عہدے کیلئے انتخاب لڑیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ وہ آپ کی مہم میں آپ کی مدد کریں گے تو ایسی صورت میں آپ کیا کریں گی؟

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ کیا کوئی ایسے نجی یا سیاسی اقدامات ہیں جنہیں اپنا کر آپ اطمینان محسوس کریں گی؟ کیا کوئی ایسے اقدامات ہیں جن کے حوالے سے آپ عدم اطمینان محسوس کریں؟ کیوں؟
- ☆ آپ کس طرح کی سیاسی شخصیت ہیں؟ آپ کس طرح کی سیاسی شخصیت بننا چاہیں گی؟ کیوں؟
- ☆ کیا یہ ممکن ہے کہ ذاتی طور پر سیاسی طاقت کے حصول کیلئے پر عزم ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقیات کے دائرے میں رہا جاسکے؟
- ☆ کیا غیر شمولیت کبھی بھی سیاسی اقدام ہو سکتا ہے؟ اگر ہاں، تو اس کی مثال کیا ہو سکتی ہے؟

مشق نمبر ۳-۳

مشق: عورتوں کو بطور قائدین متاثر کرنا اور ان کی حمایت کرنا

(تقریباً ۳۰ منٹ)

ایک رضا کار سے کہیں کہ وہ ذیل میں دی ہوئی ڈیفنسی اولوولیز (Daphne Olu-Williams) کے متعلق اور سیرالیون میں ان کے عام شہری سے سیاست دان بننے کے سفر کی کہانی پڑھ کر سنائے۔

☆☆☆☆☆

سیرالیون میں خانہ جنگی کی وجہ سے اپنے خاندان کے ساتھ گھانا کی جانب ہجرت سے دو دہائیاں قبل تک ڈیفنسی اولوولیز شعبہ تدریس سے وابستہ رہیں۔ جذبہ خیر سگالی اور خیرات وصول کرنے کے تجربے سے ڈیفنسی میں یہ خواہش بیدار ہوئی کہ جس طرح انہوں نے دیگر لوگوں سے کچھ لیا ہے اسی طرح وہ بھی معاشرے کو کچھ دیں۔ جب وہ سیرالیون واپس آئیں تو ایک یتیم خانے میں نوجوانوں کی سپروائزر کی حیثیت سے خدمات انجام دینے لگیں۔ ان کا سفر جاری رہا اور وہ افریقن کانسڈ ہارٹس آرگنائزیشن (African Kind Hearts Organization) کی بانی بنیں۔ یہ کمیونٹی میں کام کرنے والی ایسی تنظیم تھی جو گوڈریش نامی گاؤں (جو ڈیفنسی کے مرحوم شوہر کا آبائی علاقہ تھا) کے ساحلی علاقوں میں عورتوں اور بچوں کو مدد فراہم کرتی تھی۔ اس تنظیم نے بعد میں اپنی سرگرمیوں کو فروغ دیتے ہوئے عورتوں کو پیشہ وارانہ تربیت اور تجارت کرنے کے طریقے بھی سکھانا شروع کئے۔

۲۰۰۵ء میں، ڈیفنسی نے نائیجیریا کے شہر کالابار (Calabar) میں ایک قیادتی ادارے میں شرکت کی۔ اس کا اہتمام ڈبلیو ایل پی اور اس کی نائیجیریا کی ساتھی تنظیم باؤباب (BAOBAB) نے کیا تھا۔ اس ادارے میں شرکت کرنے کے تجربے سے ڈیفنسی میں عورتوں کی تحریک میں مزید سرگرم ہونے کا جذبہ پیدا ہوا۔ ڈیفنسی کے مطابق، ادارے میں شرکت کے نتیجے میں ان کی زندگی میں قیادت کا ایک نیا باب شروع ہوا۔ انہیں احساس ہوا کہ یہ کافی نہیں تھا کہ وہ محض اس واضح تصور کو حاصل کر لیں کہ ان کا معاشرہ کیسے بہتر ہو سکتا ہے۔ انہیں بے باک قدم اٹھانا تھا۔ خاص طور پر، ڈیفنسی کا خیال تھا کہ سیرالیون میں عورتوں کو زیادہ پر جوش طریقے سے سیاست میں شامل ہونا چاہیے۔ ڈیفنسی نے اپنے ملک کی سیاست میں شمولیت اختیار کرنے کیلئے خود کو لگا کارہ۔

ایک سال کے اندر، ڈیفنسی کو ملک کے مغربی حصے میں انتخابی کمیشن کی رکن مقرر کر دیا گیا۔ یہ علاقہ دیگر چار علاقوں کے مقابلے میں زیادہ بڑا ہے اور یہاں دارالحکومت فری ٹاؤن (Freetown) بھی قائم ہے۔ سیرالیون کی نئی، جمہوری اور

منتخب حکومت کی جانب بڑھنے کے عمل کے دوران، ڈیفنٹی نے اپنے انتخابی علاقے کو سنبھالا اور فرائض انجام دیئے۔ انتخابی کمیشن میں مرد ملازمین کی زیادہ تعداد ڈیفنٹی کیلئے بڑا مسئلہ ثابت ہوا۔ انہیں صنفی استحصال اور دباؤ کا بھی سامنا رہا، حتیٰ کہ انہیں جان سے مارنے کی دھمکیاں دی گئیں۔ لیکن ڈیفنٹی اس بات کو یقینی بنانے کیلئے پرعزم رہیں کہ انتخابات کے نتائج قابل قبول ہوں۔

انتخابی عمل کے آخر میں، چیف الیکشن کمشنر نے انتخابات کو جائز اور درست ہونے کا اعلان کیا۔ ڈیفنٹی اولوولیمز کیلئے یہ الیکشن ان کی زندگی کا دشوار گزار وقت تھا، لیکن اس کے دوران انہیں یہ موقع ملا کہ وہ اپنے ملک کی سیاسی قسمت کا فیصلہ کرنے میں اہم کردار ادا کریں۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ آپ کی رائے میں وہ کون سے واقعات تھے جو سیاسی عمل میں شمولیت کیلئے ڈیفنٹی کو متاثر کر سکتے تھے؟
- ☆ سیاست میں عورتوں کی موثر شرکت کرنے کی حوصلہ افزائی کیلئے عورتوں اور بالخصوص اس ورکشاپ کی شرکاء کیا کردار ادا کر سکتی ہیں؟

ٹیم میں سرگرمی

خود سے شروع کرتے ہوئے، دائرے میں بیٹھی ہوئی ہر عورت سے کہیں کہ وہ ذیل میں دیئے گئے جملے کو پورا کرے*:

"میں حکمرانی اور سیاسی عمل میں عورتوں کی شمولیت کیلئے ان کی مدد کر سکتی ہوں اور اس کیلئے -----"

* اس سلسلے میں کوئی درست یا غلط جواب نہیں ہوتا۔ عورتیں ووٹ کیلئے رجسٹر ہونے اور ووٹ ڈالنے میں دوسری عورتوں کی مدد کر سکتی ہیں، یا کسی امیدوار کی مہم میں شرکت کر سکتی ہیں، یا پراعتماد اور مضبوط لڑکیوں اور شفاف ذہنیت کے لڑکوں کو مقابلے کیلئے تیار کر سکتی ہیں۔ ایسے ہزاروں اقدامات کے ذریعے عورتیں بہتر دنیا تشکیل دینے میں دوسری عورتوں کی مدد کر سکتی ہیں۔

مشق نمبر ۴-۳

مشق: پسند اور فرائض

(تقریباً ۲۵ منٹ)

گروپ میں ایک یا دو رضا کاروں سے کہیں کہ وہ ذیل میں دی گئی عصمہ خضر (۶) کی ذاتی کہانی پڑھ کر سنائیں۔ وہ انسانی حقوق کی سرگرم کارکن ہیں اور اردن کی تنظیم سسٹر ہڈ از گلوبل انسٹی ٹیوٹ (ایس آئی جی آئی / جے) (Sisterhood is Global Institute/Jordan:SIGI/J) کی رابطہ کار ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

"میں تین بہنوں میں سب سے بڑی ہوں۔ جیسا کہ اردن کی روایت ہے، میری دس برس کی عمر ہونے تک میرے والد ابو عصمہ اور میری والدہ ام عصمہ کہلاتی تھیں۔ میرے والدین پر خاندان کا شدید باؤ تھا کیونکہ ان کا کوئی بیٹا نہیں تھا، لہذا انہوں نے ایک اور اولاد کا فیصلہ کیا۔ جب میں دس برس کی ہوئی تو میرا بھائی سمیر پیدا ہوا۔ اس کی پیدائش کے ایک گھنٹے کے اندر مجھے احساس ہو چکا تھا کہ ہر شخص میرے والد کو ابو سمیر اور میری والدہ کو ام سمیر کہہ کر مخاطب کر رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا کہ میں غائب ہو گئی ہوں۔ حالانکہ میں بڑی تھی، لیکن کیونکہ سمیر لڑکا تھا، وہ خاندان کی نظر میں سب سے زیادہ اہم بچہ تھا۔

"پہلے تو مجھے بہت غصہ آیا اور دکھ ہوا۔ کئی مہینوں تک میں نے وہ کام نہیں کیے جو عموماً لڑکیاں گھروں میں کرتی ہیں، اور میں لڑکوں کے ساتھ کھیلتی رہی، جنہیں لوگ زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ لیکن، میں خوش قسمت تھی۔ میرے والد باشعور اور پڑھے لکھے شخص تھے۔ انہیں میرے احساسات کا علم تھا اور انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کیلئے ان کی بیٹیاں کتنی اہم تھیں۔

"اس تجربے نے مجھے متاثر کیا۔ میں سمجھ گئی کہ عورتوں اور لڑکیوں کو ایسا شخص درکار ہوتا ہے جو ان کا دفاع کرے یا ان کیلئے لڑے۔ جیسے جیسے میں بڑی ہوتی گئی، میں اکثر اپنی سہیلیوں کی حمایت کرنے لگی، اور جب بھی مجھے محسوس ہوا کہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک ہو رہا ہے تو میں ان کیلئے اٹھ کھڑی ہوتی۔ میرے لئے یہ قدرتی بات تھی کہ میں وکیل بنوں اور عورتوں کے حقوق کیلئے لڑوں۔

"جب میری اپنی بیٹیاں پیدا ہوئیں، میں بطور وکیل سخت محنت کر رہی تھی۔ جب میری دوسری بیٹی کی عمر محض پانچ برس تھی، تو اس نے پڑوسی کو بتایا کہ "میں کبھی وکیل نہیں بنوں گی، میں اپنی ماں سے مل ہی نہیں پاتی۔ جب میں بڑی ہو جاؤں گی تو

۶- عصمہ خضر۔ وکیل اور انسانی حقوق کی سرگرم کارکن ہیں۔ وہ سسٹر ہڈ از گلوبل اردن، جوڈیسیا میں بی بی کی تنظیم ہے، کی رابطہ کار ہیں، اردن کی وزیر مملکت اور ترجمان، اور اردن کی عورتوں کی یونین کی صدر رہی ہیں۔ وہ عرب وکلاء کی یونین، عرب تنظیم برائے انسانی حقوق اور انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹس کی تنظیم کی کمیٹی کی رکن بھی رہ چکی ہیں۔ انہوں نے اردن میں عورتوں کیلئے قانون کے متعلق خواتین اور انہیں قانونی مدد فراہم کرنے کا اہتمام کیا تھا۔ مستقل عرب عدالت میں عورتوں کے خلاف تشدد کی رکن منتخب ہوئی ہیں اور عزت کے نام پر قتل کے خلاف قانون منبوط کرنے کی پیروی کرتی ہیں۔

سکول ٹیچر بنوں گی جو دو پہر کو گھر واپس آسکے۔" یہ سن کر مجھے دھچکا لگا۔ ایک طرف، میں اپنے کام میں جذبہ شوق سے سرشار تھی، لیکن دوسری طرف مجھے یہ پریشانی تھی کہ میں اپنی بیٹیوں کو وقت نہیں دے سکتی تھی۔

"ایک دن جب میری بیٹی کی عمر ۱۲ سال سے زیادہ ہوگئی، تو وہ میرے ساتھ جیل کا دورہ کرنے گئی جہاں مجھے ایک موکل سے ملاقات کرنی تھی۔ وہ جیل میں انتہائی خراب حالات دیکھ کر پریشان ہوگئی۔ وہ یہ جاننا چاہتی تھی کہ میں کیسے سکون سے سو سکتی ہوں جب مجھے احساس ہے کہ جیل میں معصوم افراد بھی قید ہو سکتے ہیں۔ اس دن میری بیٹی نے مجھ سے کئی سوال کئے۔ اس کے بعد جب میری بیٹی نے قانون پڑھنے کا فیصلہ کیا تو سب سے زیادہ حیران میں ہوئی تھی۔ اگر میں اس وقت اپنے دل کی بات سنتی جب میری بیٹی پانچ سال کی تھی، تو میں قانون کا پیشہ چھوڑ چکی ہوتی۔ لیکن آج میری بیٹی وکیل ہے اور وہ بھی انسانی حقوق کیلئے جدوجہد کر رہی ہے۔ بالآخر، میں اپنے فیصلے سے مطمئن ہوں۔"

گروپ میں بحث کیلئے سوالات - حصہ اول

- ☆ ہمارے ملک میں، کیا عورتوں اور مردوں کو خاندان اور پیشہ وراثت زندگی میں توازن برقرار رکھنے کیلئے ایک سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟
- ☆ ایسے چند عوامل بیان کیجئے جو عورتوں کی سیاسی شرکت کو محدود کر دیتے ہیں؟
- ☆ بورڈ پر دو کالم بنائیں، اور گروپ سے کہیں کہ وہ مردوں کے خاندانی فرائض اور عورتوں کے خاندانی فرائض پر غور و خاص کریں:

مردوں کے خاندانی فرائض	عورتوں کے خاندانی فرائض

گروپ میں بحث کیلئے سوالات - حصہ دوم

- ☆ دونوں فہرستوں میں کیا مشترک ہے اور کیا مختلف؟
- ☆ اس مشق سے آپ نے کیا سیکھا؟
- ☆ خاندانی ذمہ داریاں عورتوں کی سیاسی شرکت پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہیں؟

مشق نمبر ۵-۳

مشق: مثالی کردار

(تقریباً ۲۵ منٹ)

گروپ سے کہیں کہ وہ معاشرے میں عورتوں کے مختلف کرداروں کے نام تحریر کریں، مثلاً ماں، ملازمہ، ڈاکٹر، استانی، انجینئر، ڈرائیور، اکاؤنٹنٹ، گھر میں کام کرنے والی، وزیر، درزن وغیرہ۔ چاک بورڈ پر شرکاء کے جواب تحریر کریں۔ جب یہ فہرست چالیس سے پچاس کرداروں تک پہنچ جائے تو کارروائی روک دیں اور اگلے مرحلے پر جائیں۔

گروپ کو جوڑوں میں تقسیم کریں اور ہر جوڑے سے کہیں کہ:

- ☆ گروپ نے جن کرداروں کی نشاندہی کی ہے ان میں سے دس اہم ترین کردار چنیں
- ☆ اہمیت کے لحاظ سے ان دس کرداروں کو ترتیب دیں: انتہائی اہم کردار کو اول نمبر پر رکھیں اور کم سے کم اہم کردار کو دسویں نمبر پر لیجائیں۔

گروپ کو دوبارہ اکٹھا کریں اور ہر جوڑے کے نمائندہ سے کہیں کہ وہ اپنی فہرست کے متعلق گروپ کو بتائے۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ کیا یہ مشق آسان تھی یا مشکل؟
- ☆ کیا جوڑوں نے فہرست کے اکثر نمبروں سے اتفاق کیا۔ ہاں یا نہیں؟
- ☆ کیا کوئی اپنی ساتھی کی رائے کی وجہ سے رضامند ہوئی؟ وضاحت کریں۔
- ☆ زیادہ سے زیادہ اتفاق رائے کہاں پایا گیا؟ کم سے کم اتفاق رائے کہاں پایا گیا؟

مشق نمبر ۶-۳

مشق: ماضی، حال اور مستقبل

(تقریباً ۲۰ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ ذیل میں دیا گیا ٹولیکن اسماعیلووا (Tolekan Ismailova) (۷) کا بیان پڑھ کر سنائے جس میں انہوں نے ان واقعات اور حالات کا ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے انہوں نے انسانی حقوق کیلئے جدوجہد کرنی شروع کی۔

☆☆☆☆☆

"جہاں تک مجھے یاد ہے، میں انسانی حقوق کیلئے لڑنے والی سرگرم کارکن رہی ہوں۔ جب میں چھوٹی تھی اس وقت بھی مجھے احساس تھا کہ میں دنیا کے جس حصے میں رہتی ہوں وہاں عورتوں کو دوسرے درجے کا شہری سمجھا جاتا ہے۔ گھر اور معاشرے میں تمام تر اختیارات مردوں کے پاس ہوتے ہیں۔ ہماری پارلیمنٹ میں، ۲۰۰۷ء تک ایک بھی عورت نہیں تھی، حالانکہ کرغزستان میں بہت ساری ذہین عورت قائدین موجود ہیں۔ جس حکمت عملی کے تحت انتخابی عمل ہوتا ہے اور قانون منظور کئے جاتے ہیں؛ وہ ایسے لوگوں کے اختیار میں ہیں جو چاہتے ہیں کہ دولت اور اقتدار ان کے قبضہ میں رہے؛ اور وہ سب مرد ہیں۔

"میری دادی اور نانی مجھے پناہ گزین بچوں کے متعلق کہانیاں سناتی تھیں جو سردی اور بھوک سے مر جاتے تھے۔ ان کے والدین انہیں خوراک کے عوض بیچ دیتے تھے۔ بیٹوں کو خاندان کیلئے اہم تصور کیا جاتا تھا لہذا زیادہ تر بیٹیوں کو ہی بیچا جاتا تھا۔ لیکن یہ بھیانک کہانیاں صرف ماضی کا حصہ نہیں ہیں۔ رواں دہائی میں، ازبکستان کے علاقے اندیجان یا پھر چیچن ریپبلک (Chechen Republic) میں جاری تشدد اور بے چینی سے بچنے کیلئے فرار ہونے والے افراد پر آج بھی حملے ہوتے ہیں یا وہ "غائب" ہو جاتے ہیں۔

"کرغزستان میں بیویاں تلاش کرنے والے مرد آج بھی نوجوان لڑکیوں کو اغوا کرتے ہیں۔ اغواکاری کی حمایت نہ صرف نوجوان مرد بلکہ ان کے دوست اور لڑکیوں کے والدین بھی کرتے ہیں۔ وہ اپنی اس حرکت کا دفاع یہ کہہ کر کرتے ہیں کہ یہ ظلم ایک "قدیم روایت" ہے۔ کرغزستان میں سیلنگٹروں اور لڑکیوں کا شکار ہیں۔ عموماً انہیں پر تشدد انداز سے اغوا کیا جاتا ہے جس میں وہ زخمی ہو سکتی ہیں بلکہ کبھی کبھار ہلاک بھی ہو جاتی ہیں۔ اغوا کی جانے والی نوجوان لڑکیوں کی ایسی کئی کہانیاں

۷۔ ٹولیکن اسماعیلووا کرغزستان میں حقوق انسانی کیلئے جدوجہد کرنے والی سرگرم کارکن اور بیومن رائٹس سینٹر سٹیڈنٹس اکیڈمی (سی اے سی) کی ڈائریکٹر ہیں۔ یہ تنظیم ڈبلیو ایف پی کی پارٹنر تنظیم ہے۔ وہ کرغزستان کے این بی ایف فورم (۱۹۹۹ء) کی بانی ہیں۔ اس ادارے نے کرغزستان میں غیر سرکاری تنظیموں کے شعبے کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ کوئٹن فارڈ بیوروکریسی اینڈ سول سوسائٹی کی بانی اور اس کی پہلی صدر ہیں۔ سول سوسائٹی کی تعلیم اور انتخابات کی مانیٹرنگ کے دوران اسی ادارے نے کرغزستان کے این بی ایف کے شعبے کو تھمکایا۔ سول سوسائٹی کی سرگرم کارکن اور انسانی حقوق کا دفاع کرنے میں ان کی خدمات کے اعتراف میں انہیں کئی بین الاقوامی ایوارڈ سے نوازا جا چکا ہے۔ ۲۰۰۳ء میں وہ وسط ایشیا سے تعلق رکھنے والی پہلی ریگن ہیلڈ ڈیموکریسی فیلو بن گئیں۔

موجود ہیں جو بعد میں اگر فرار بھی ہو جائیں تو اپنے والدین کے پاس نہیں جا پائیں۔ پوری رات گھر سے باہر رہنے کی وجہ سے ان کی عزت پر سوالیہ نشان اٹھایا جاتا ہے اور روایت کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں "ناقص" اور کسی اور سے شادی کیلئے نااہل سمجھا جاتا ہے۔

"میری نانی اور دادی چاہتی تھیں کہ میری زندگی ان کی زندگیوں سے مختلف ہو۔ وہ چاہتی تھیں کہ میں مضبوط شخصیت کی مالک بنوں، اچھی تعلیم حاصل کروں اور آزاد رہوں۔ انہیں ڈر تھا کہ مجھے گھر بیلو تشدد اور ایسے ظالمانہ رویے کا سامنا کرنا پڑے گا جو پدرشاہی معاشرہ میں عام ہوتے ہیں۔ ان کی خواہش تھی کہ میری زندگی اچھی گزرے اور میں اپنی مرضی سے اپنی زندگی کے متعلق فیصلے کروں۔"

"میں اپنے والدین اور شوہر، جو ایک صحافی تھے، کی احسان مند ہوں جن کی وجہ سے آج میں آزاد ہوں اور اپنے معاشرے کو تبدیل کرنے کیلئے اپنی مرضی کے مطابق کام کرتی ہوں۔ ہمیشہ سے ہی میں انسانی حقوق کیلئے لڑتی رہی ہوں اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک عورتوں کو مساوی حقوق اور وہ وقار نہیں دیا جاتا جس کی وہ حقدار ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ اگر مجھے اپنے ملک میں عورتوں کے ساتھ ہونے والی نا انصافیوں کا مقابلہ کرنا ہے تو مجھے اقدام اٹھانے ہوں گے، بولنا ہوگا اور خطرے کے امکان سے ڈرنا نہیں ہوگا۔"

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ آپ کو یہ کہانی پڑھ کر کیا محسوس ہوا؟
- ☆ کیا آپ کے ماضی میں ایسے واقعات ہیں جو آج آپ کی شخصیت پر اثر انداز ہوتے ہیں؟
- ☆ کیا آپ نے کسی ایسے عزم کا اظہار کیا ہے جس کے تحت آپ آنے والی نسل کیلئے دنیا کو تبدیل کریں گی؟
- ☆ آپ سب سے زیادہ کیا تبدیل کرنا چاہتی ہیں؟

ورکشاپ کے سیشن

حصہ دوم

عمل کی جانب:

میرے اگلے اقدامات کیا ہیں؟

سیاسی عمل کرنے کیلئے ہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اپنے نجی اور پیشہ ورانہ دائرے میں فیصلے کرنے اور لوگوں کے فیصلوں پر اثر انداز ہونے کے حوالے سے ہم مطمئن ہوتے ہیں۔ لیکن، سیاسی دنیا ہمیں خوف زدہ کر سکتی ہے، اور ہماری کئی کمیونٹیوں میں، سیاسی دنیا عورتوں کیلئے اکثر مخالفانہ رویہ رکھتی ہے۔ سیاسی طاقت پر دباؤ ڈالنا، چاہے وہ بول کر، مہم میں شمولیت اختیار کر کے یا کسی سیاسی عہدے کیلئے انتخابات میں حصہ لے کر ڈالا جائے، ایک عوامی سرگرمی ہے۔ سیاسی عمل آپ کو تفتیش، تنقید یا اس سے بھی زیادہ سخت اقدامات کے سامنے کھڑا کر سکتا ہے جو وہ افراد کرتے ہیں جو آپ کے قریب ہوں یا جن سے آپ کبھی ملی ہی نہ ہوں۔ لیکن یہ خطرہ عمل کرنے کیلئے آپ کی طاقت کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ سیاسی قدم اٹھا کر آپ اس طاقت کا استعمال کریں گی جو حالات کو آپ کی مرضی کے مطابق تبدیل کر سکتے ہیں۔

اس حصے میں سیکھنے کیلئے جو مشقیں دی گئی ہیں ان کی مدد سے ورکشاپ کی شرکاء اپنا اگلا سیاسی قدم اٹھا سکتی ہیں، کچھ شرکاء کا یہ پہلا سیاسی قدم ہوگا۔ ایسے سیاسی امور کی نشاندہی سے ابتداء کرتے ہوئے جن پر شرکاء بحث کرنا چاہتی ہیں، دوسرے حصے میں سات سیشن شامل ہیں جن میں اپنے مقصد کیلئے مدد حاصل کرنے کی مثالیں دی گئی ہیں۔ ان میں مسئلے کے حوالے سے ابلاغ کرنا اور کامیابی کا خاکہ بنانا شامل ہیں۔ یہ مشقیں شرکاء کو باخبر رکھنے اور متحرک کرنے کیلئے مرتب کی گئی ہیں اور اس امید سے کہ وہ اگلا قدم اٹھا سکیں گی۔

سہولت کاری کیلئے تجاویز

آپ چاہیں تو سہولت کاری کیلئے صفحہ نمبر ۲۵ پر دی جانے والی تجاویز کا حوالہ لے سکتی ہیں۔ بصورت دیگر، آپ خود اپنے طریقے ایجاد کر چکی ہوں گی اور وہ طریقے بھی درست ہوں گے۔ بہتر ہوگا کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ تمام شرکاء مشقوں میں بھرپور انداز سے شرکت کریں۔

اگر آپ نے سہولت کاری کیلئے اپنا طریقہ ایجاد کر لیا ہے تو آپ نوٹس بھی لکھ سکتی ہیں کہ آپ کے تجربے کی روشنی میں کون سے اقدامات بہتر ہیں۔ یہ تربیتی مواد اور نصاب کی تیاری میں اور دیگر سہولت کاروں کیلئے مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ جو بھی طریقہ یا ترکیب استعمال کریں، وہ شراکتی قیادت کے جذبے اور اصولوں پر زور دیتا ہو اور غیر مداخلتی، قابل احترام اور حوصلہ افزاء ابلاغ کے تحت ہو۔

اہم بات یہ ہے کہ آپ اس پوری کارروائی سے لطف اندوز ہوں اور یقینی بنائیں کہ شرکاء بھی بھرپور انداز سے دلچسپی لیں۔

چوتھا سیشن

سیاسی معاملات کو پچھانا اور

اپنا پیغام مرتب کرنا

(تقریباً تین گھنٹے)

سیشن کے مقاصد

- ☆ ایسے معاملے یا معاملات کی نشاندہی کرنا جن پر ہم اقدامات کرنا چاہتے ہیں
- ☆ اپنے معاملے کا صنف پر اثرات کا جائزہ لینا
- ☆ اپنے معاملے کے حوالے سے واضح پیغام تیار کرنا جو صنفی برابری کی حمایت کرتا ہو

سیشن شروع کرنے کی تیاری کریں اور ذیل میں دیا جانے والا حوالہ ایسی جگہ چپکائیں جہاں اسے سب آسانی سے پڑھ سکیں۔

"اگر آپ کو دنیا کی موجودہ حالت پسند نہیں تو اسے آپ تبدیل کریں۔ اسے تبدیل کرنے کی ذمہ داری آپ کی ہے۔ ایک وقت میں ایک قدم اٹھائیں۔"

۔ میریٹن رائٹ ایڈلین (۸)

مشق نمبر ۱۔۴

مشق: ۲۰ سال بعد میں اپنی دنیا میں کیا دیکھنا چاہتی ہوں؟

(تقریباً ۲۰ منٹ)

دائرے میں سرگرمی

تمام شرکاء سے کہیں کہ وہ اطمینان سے بیٹھیں، اپنی آنکھیں بند کر لیں اور گہرا سانس لیں۔

۸۔ میریٹن رائٹ ایڈلین وینزولنگ پارٹرشپ کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں خدمات انجام دے رہی ہیں اور وہ بچوں کے تحفظ کیلئے کام کرنے والی تنظیم چلڈرنز ڈیفنس فنڈ کی بانی اور صدر ہیں۔ وہ پہلی افریقی امریکن عورت ہیں جنہیں مسی پیٹی کے کھانے کے بار میں ممبر شپ ملی۔ ان کی شہری حقوق کے حوالے سے جدوجہد کا آغاز اس وقت شروع ہوا جب وہ ۱۹۶۰ء کے وسط میں مسی پیٹی کے شہر جیکسن میں این اے سے سی پی ایگن ڈیفنس اور ایجوکیشن فنڈ آفس کی ڈائریکٹر بنیں۔ ۱۹۶۸ء میں مس ایڈلین نے مارٹن لوتھر کنگ کی جانب سے اپنی موت سے کچھ عرصے قبل شروع کی جانے والی ہم غریب لوگوں کے مارچ میں ان کے وکیل کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

اسی پر اطمینان حالت میں، شرکاء سے کہیں کہ وہ سوچیں کہ آئندہ ۲۰ سالوں میں وہ اپنی دنیا میں کیا دیکھنا چاہتی ہیں۔ شرکاء سے کہیں کہ وہ اسی حالت میں بیٹھی ہوئی کچھ منٹوں کیلئے اس سوال پر غور کریں۔ ان کو بتائیں کہ انہیں اپنی سوچ سے گروپ کو آگاہ کرنا ہوگا۔

دومنٹ بعد، شرکاء سے کہیں کہ وہ اپنی آنکھیں کھولیں۔ بات خود آگے بڑھاتے ہوئے کہیں کہ "میں چاہتی ہوں کہ ۲۰ سال بعد۔۔۔۔۔۔۔" پھر ایک سے پانچ مثبت تبدیلیوں کی فہرست بنائیں جو آپ معاشرے، کمیونٹی اور یا خاندان میں دیکھنا چاہتی ہیں۔

آپ کے قریب بیٹھی ہوئی شریک بات کو جاری رکھتے ہوئے کہے کہ "اور میں جو تبدیلی دیکھنا چاہوں گی۔۔۔۔۔" اور اس کے بعد ایک سے پانچ مثبت تبدیلیوں کی فہرست پیش کرے جنہیں وہ معاشرے، کمیونٹی یا خاندان کیلئے اہم سمجھتی ہے۔ دائرے میں بیٹھی ہوئی ہر شریک باری باری یہ سلسلہ جاری رکھے، جب تک تمام شرکاء کی باری مکمل ہو جائے۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ آپ کو کیا محسوس ہوا؟ کیا آپ شامل ہونا چاہتی ہیں یا یہ تجربہ آپ پر حاوی ہو جائے گا؟
- ☆ کون سی تبدیلیاں قابل عمل نظر آتی ہیں؟ کون سی ناممکن نظر آتی ہیں؟
- ☆ وہ کون سے معاملات ہیں جن پر آپ سب سے زیادہ توجہ دینا چاہتی ہیں؟ آپ کون سے معاملے پر سب سے پہلے توجہ دیں گی؟

مشق نمبر ۲-۴

مشق: اپنا معاملہ وضع کرنا (۱)

(تقریباً ۲۵ منٹ)

شرکاء سے کہیں کہ وہ ان سیاسی معاملات اور مقاصد پر غور و خوض کریں جنہیں وہ سب سے زیادہ اہمیت دیتی ہیں۔ جو کچھ شرکاء کہیں اسے چاک بورڈ پر تحریر کر لیں۔ اس مشق کیلئے، بہتر رہے گا کہ آپ دو شرکاء سے نوٹس لکھنے کیلئے کہیں۔ پہلی بورڈ پر مختلف شرکاء کی آراء لکھتی رہے جبکہ دوسری گروپ میں ہونے والی بحث کو اپنے پاس قلمبند کرے، جسے دیگر درکشاپ سیشنوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

گروپ کو تین یا چار شرکاء پر مشتمل ٹیموں میں تقسیم کر دیں۔ ہر ٹیم سے کہیں کہ صرف ایک ایسا جملہ لکھیں جو سیاسی مقصد بیان

کرتا ہوا اور جس کی ٹیم کے دیگر ارکان بھی تائید کرتے ہوں کہ وہ مقصد پر ورکشاپ کے اختتام تک زیر بحث رہے۔ ۲۰ منٹ کے وقفے کے بعد ٹیموں سے رابطہ کریں۔ ٹیموں کو زیادہ وقت بھی درکار ہو سکتا ہے۔

مثالیں:

ہمارا مقصد اپنی تحریروں، اتحاد کے قیام، اور ہم میں شرکت کرنے کے ذریعے ہر سطح پر عہدے کیلئے ایسی امیدوار عورتوں کی حمایت کرنا ہے جن کا سیاسی ایجنڈا عورتوں کے حقوق کو بڑھا دیتا ہے۔

ہم ایسے نئے مجوزہ قانون کو پارلیمنٹ سے منظور کروانا چاہتے ہیں جو بیوہ عورتوں کے جائیداد کے حقوق کا تحفظ کرے۔

گروپ کو دوبارہ اکٹھا کریں اور ہر ٹیم کی ایک رضا کار سے کہیں کہ وہ اپنی ٹیم کا سیاسی مقصد با آواز بلند پڑھ کر سنائے۔ چاک بورڈ پر ان مقاصد کو تحریر کریں اور مستقبل میں استعمال کرنے کیلئے کسی رضا کار سے کہیں کہ یہ مقاصد اپنے پاس قلمبند کرے۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ ہر مخصوص مقصد کیوں منتخب کیا گیا تھا؟
- ☆ کیا زیادہ تر مقاصد کو آپ "عورتوں کے معاملات" سمجھتی ہیں؟
- ☆ کیا یہ مقاصد معاشرے کے تمام حصوں کی مدد کرتے ہیں؟ کس کو فائدہ ہوگا؟ کسے نہیں ہوگا؟

مشق نمبر ۳-۴

مشق: اپنے موقف کی وضاحت کرنا

(تقریباً ۴۵ منٹ)

سیشن کے شرکاء میں کاغذ تقسیم کریں جن پر ذیل میں دی گئی سیاسی امیدواروں کے متعلق معلومات لکھی ہوں۔

تصور کریں کہ الف اور ب دو سیاسی کارکن ہیں جو آپ کے ضلع کی کمیونٹی کونسل کی نشست پر انتخاب لڑ رہی ہیں:

پہلی سیاسی امیدوار الف ابتدائی سکول کی معروف پرنسپل ہیں جو اپنی کمیونٹی میں بچوں کی فلاح و بہبود کیلئے ٹھوس موقف رکھتی ہیں۔ ان کی عمر ۶۲ برس ہے، وہ بیوہ ہیں اور ان کی اپنی کوئی اولاد نہیں

ہے۔ وہ دوسری مرتبہ اس عہدے کیلئے انتخاب لڑ رہی ہیں۔ پہلی مرتبہ انہوں نے اس عہدے کیلئے آٹھ سال قبل انتخاب لڑا تھا اور وہ ایک بڑی تعداد سے اس انکشاف کے بعد ہار گئی تھیں کہ ان کے (اُس وقت حیات) شوہر نے اپنی کمپنی کی انشورنس پالیسی نہ خریدنے پر مقامی دکانداروں کو ڈرایا دھمکایا تھا جس پر انہیں مجرم قرار دیتے ہوئے سزا سنائی گئی تھی۔ اکثر لوگوں کو یقین تھا کہ الف کو اپنے شوہر کی بدعنوانی کے متعلق علم نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود، اس انکشاف نے ان کے الیکشن جیتنے کے امکان کو زبردست نقصان پہنچایا۔

دوسری سیاسی امیدوارب کمیونٹی میں زیادہ معروف نہیں ہیں اور وہ صرف چار سال سے اس علاقے میں رہتی ہیں۔ ان کی عمر ۴۸ برس ہے، وہ ایک ریٹائرڈ اور امیر صراف کی بیوی ہیں جنہوں نے اس علاقے میں صحت کے مسائل کی وجہ سے رہائش اختیار کی کیونکہ یہاں نمی کا تناسب کم اور موسم گرم رہتا ہے۔ وہ اپنے شوہر، بیٹے، بہو اور تین سال کے پوتے کے ساتھ رہتی ہیں۔ خاندان سمیت یہاں آنے سے پہلے، وہ قریبی شہر میں خیراتی اور فلاحی کام اور فنڈ جمع کرتی تھیں اور خود اپنی رقم یتیموں، بچوں کے اسپتالوں اور سکولوں پر خرچ کیا کرتی تھیں۔

کمیونٹی کے لوگوں کیلئے سب سے زیادہ یہ واحد مسئلہ اہم ہے کہ ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق چھوٹے بچے اور عمر رسیدہ افراد مقامی پانی کے باعث بیمار ہو رہے ہیں اور ممکن ہے کہ یہ پانی ۱۵ کلومیٹر دور قائم چڑے کی فیکٹری سے خارج ہونے والے کیمیائی مواد سے آلودہ ہو۔

گروپ کو دو ٹیموں میں تقسیم کریں۔ ایک ٹیم الف کی حامیوں کا کردار ادا کرے گی جبکہ دوسری ٹیم ب کی حامیوں کا کردار ادا کرے گی۔ الف کی حامی ٹیم کمرے کی ایک جانب اور ب کی حامی ٹیم ان کے مقابل بیٹھیگی۔

ہر ٹیم اپنی امیدوار پر بات کرنے اور اس کیلئے زیادہ سے زیادہ حمایت حاصل کرنے کیلئے دس سے ۱۵ منٹ میں نکات تیار کرے گی۔

اس کے بعد، پورے گروپ کے سامنے، الف کی ٹیم کی ہر رکن گھر گھر دورہ کر کے ہم چلانے والی کا کردار ادا کرے گی۔ ب کی ٹیم کی ارکان گھر کے رہائشی افراد کا کردار ادا کریں جو دستک سن کر دروازہ کھولتی ہیں۔ ایک ایک کر کے یہ سلسلہ جاری رکھیں۔ الف کی ٹیم کی ایک رکن گھر کا دروازہ کھٹکھٹائے گی اور ب کی ٹیم کی ایک رکن دروازہ کھولے گی۔ اس کے بعد الف کی ٹیم کی کارکن یہ بتائے گی کہ وہ کمیونٹی کونسل کے عہدے کیلئے الف کی حمایت کر رہی ہے۔ اس کے پاس صرف دو منٹ ہوں گے جس میں وہ:

- ☆ اپنا تعارف کرائے گی۔ وہ چاہے تو بتا سکتی ہے کہ وہ کتنے عرصہ سے اس کمیونٹی میں رہتی ہے؛ اپنے خاندان یا کاروبار کے متعلق کچھ بتائے، یا وہ معلومات دے جنہیں وہ مناسب سمجھے۔
- ☆ واضح کرے کہ وہ کیا کرتی ہے۔
- ☆ اپنی امیدوار کی حمایت کرنے کی وجہ بتائے یا اپنی امیدوار کی مخالف کی حمایت نہ کرنے کی وجہ بتائے
- ☆ یہ بتائے کہ وہ دروازہ کھولنے والی سے کیا چاہتی ہے، مثلاً ووٹ دینا، مہم میں شامل ہونا، ریلی میں شرکت کرنا، یا امیدوار کے متعلق معلومات پڑھنا۔

مہم چلانے کے متعلق یہ مشق دہرائیں تاکہ الف اور ب کی سب حمایتیوں کو اپنی امیدوار کے حق میں مہم چلانے کا موقع مل جائے۔ ایک رضا کار ہر مہم چلانے والی کی تقریر کو دوورمنٹ تک محدود رکھے۔ لیکن، یہ مشق علاوہ کارآمد ہونے کے لطف اندوز ہونے کیلئے بھی ہے، لہذا انہی مذاق اور تبصرے کرنے کی اجازت ہے۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ کیا عورت امیدوار کیلئے مہم چلانا مختلف تھا؟ اگر ہاں تو کیوں اور نہیں تو کیوں؟
- ☆ کیا امیدوار کی حمایت میں صنفی دلائل پیش کئے گئے (کہ عورت کی حیثیت میں امیدوار کمیونٹی کیلئے بہتر کنسل ممبر بننے کی صلاحیت رکھتی ہیں)؟ کیوں؟
- ☆ کیا یہ مشق آسان تھی یا مشکل؟ کیوں؟
- ☆ مہم چلانے کے تمام طریقے دیکھتے ہوئے کون سا طریقہ بہترین ثابت ہوا؟ کون سا طریقہ اچھا ثابت نہیں ہوا؟

مشق نمبر ۴-۴

مشق: اپنا معاملہ وضع کرنا (۲)

(تقریباً ۴۵ منٹ)

سیشن ۴ کے مقصد کی نشاندہی کرنا

اس مشق کا مقصد ایک یا ایک سے زیادہ معاملوں کی نشاندہی کرنا ہے جن کی گروپ کی ارکان سیاسی عمل کے ذریعے حمایت کرنا چاہتی ہیں۔ گروپ کی ارکان جس معاملے کو چنیں گی اسے آنے والے دیگر سیشنوں میں زیر بحث لایا جائے گا۔ آئندہ سیشنوں میں اس کا حوالہ بطور "سیشن ۴ کا مقصد" دیا جائے گا۔

گروپ کو جوڑوں میں تقسیم کریں۔ ہر جوڑے سے کہیں کہ وہ بورڈ پر "اپنا معاملہ واضح کرنا (۱)" کی گزشتہ مشق کے دوران تحریر کئے گئے سیاسی مقاصد کا جائزہ لے۔

ہر رکن تین یا چار منٹ میں اپنی ساتھی کو قائل کرنے کی کوشش کرے کہ اسے کیوں بورڈ پر لکھے ہوئے کسی ایک سیاسی مقصد کا انتخاب کرنا چاہیے جسے مستقبل کے سیشنوں میں استعمال کیا جاسکے۔

اس کے بعد ہر ٹیم کی دونوں ساتھیوں سے کہیں کہ وہ صرف ایک مقصد کے حصول کیلئے مل کر کام کریں۔ اگر دونوں ساتھی ایک ہی مقصد کی حمایت سے شروع کرتی ہیں، تو انہیں کوئی ایسی دلیل قائم کرنی چاہیے جو وہ گروپ کے دیگر ارکان کے سامنے پیش کر سکیں۔

گروپ کو پھر اکٹھا کریں اور ہر ٹیم سے کہیں کہ وہ بتائے کہ انہوں نے کسی خاص معاملے کا انتخاب کیوں کیا۔

اس کے بعد پورے گروپ سے کہیں کہ وہ منتخب معاملات پر بحث کرے۔ گروپ کو ہدایت دیں کہ کسی ایک سیاسی معاملے پر اتفاق کرے جس پر وہ تمام دیگر سیشنوں میں کام کریں گے۔ اگر گروپ کیلئے کسی ایک معاملے پر اتفاق رائے کرنا مشکل ہو، تو فہرست کو بڑھا کر دو یا تین کر دیں۔ اتفاق رائے سے حاصل ہونے والا یہ معاملہ یا معاملات مستقبل کے ورکشاپ سیشنوں میں استعمال کئے جائیں گے۔

پانچواں سیشن

سیاسی منظر نامے کا نقشہ بنانا

(تقریباً چار گھنٹے)

سیشن کے مقاصد

- ☆ سیاسی عمل کیلئے درپیش مسائل اور مواقع کا نقشہ بنانا
- ☆ جائزہ لینا کہ ہمیں سیاسی طاقت کے کون سے حلقوں پر اثر انداز ہونا ہے۔
- ☆ مقامی، قومی یا بین الاقوامی
- ☆ جائزہ لینا کہ سیاسی پلیٹ فارم تشکیل دینے کیلئے کون سے اقدامات کئے جانے چاہئیں

مشق نمبر ۱-۵

مشق: پیچہتی کا حصول

(تقریباً ۳۰ منٹ)

گروپ میں ایک یا دو رضا کاروں سے کہیں کہ وہ با آواز بلند عرب عورتوں کی شہریت کے متعلق ہم کے بارے میں شائع ہونے والے ذیل میں دیئے گئے مضمون کو پڑھ کر سنائیں۔

شہریت میرا اور میرے خاندان کا حق ہے ہم

"میرے شوہر فلسطینی ہیں۔ وہ میرے ساتھ بحرین میں نہیں رہ سکتے۔ ہم اکثر ایک دوسرے سے علیحدہ رہتے ہیں۔ میں اپنے شوہر سے پیار کرتی ہوں لیکن ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اولاد پیدا نہیں کریں گے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارا بچہ ایسی دنیا میں پیدا ہو جہاں اس کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جائے اور جسے اس کے جائز حقوق نہ ملیں۔"

۔ فاطمہ، ۲۵ برس کی بحرینی عورت جن کا شوہر فلسطینی کا باشندہ ہے

"میری بہن کا انتقال اپنی شہریت اپنے خاندان کو منتقل کرنے سے پہلے ہی ہو گیا۔ آج میں اس کی یاد میں احتجاج کر رہی ہوں۔"

- مراکش سے تعلق رکھنے والی ۵۸ برس کی خدیجہ، جو اپنی بہن سعیدہ کا ذکر کر رہی ہیں جن کا شوہر
مراکش کا باشندہ نہیں تھا

"ہم کارروائی کریں گے۔ پارلیمانی انتخابات جون میں ہوں گے۔ ہم ہر اس امیدوار کے بائیکاٹ
کا اعلان کریں گے جو شہریت کے قانون میں اصلاحات کیلئے پر عزم نہیں ہے۔"
- ۳۲ برس کی لبنانی شہری ثریا، جن کا شوہر مصری باشندہ ہے

عرب دنیا کے اکثر ملکوں میں، صرف باپ کو اجازت حاصل ہے کہ وہ اپنی شہریت اپنی بیوی اور بچوں کو منتقل کرے۔ دنیا
کے اس خطے میں شہریت کے قوانین انتہائی امتیازی ہیں کیونکہ ان میں واضح طور پر لکھا ہے کہ صرف مرد اپنی شہریت منتقل
کر سکتے ہیں، عورتیں نہیں۔ عرب خطے میں شہریت کے قوانین آئین میں موجود شہریوں کی برابری کے متعلق شقوں کی کھلی
خلاف ورزی ہیں۔ یہی امتیازی قوانین عورتوں کو دوسرے درجے کے شہری بنائے رکھتے ہیں جنہیں مردوں کے مقابلے
میں کم حقوق اور مراعات حاصل ہیں۔

۲۰۰۲ء میں، چھ عرب ممالک (الجزیرہ، بحرین، مصر، لبنان، اردن، مراکش اور شام) سے تعلق رکھنے والی سرگرم عورتوں نے
ان امتیازی قوانین کا مقابلہ کرنے کیلئے اتحاد قائم کیا۔ انہوں نے مل کر خطے کی سطح پر ایک مہم شروع کی جس میں عورتوں اور
مردوں کیلئے مساوی حقوق و مراعات اور عرب ممالک میں شہریت کے قوانین میں اصلاحات لانے کا مطالبہ کیا گیا۔ ان
عورتوں کا کہنا تھا کہ شہریت کے قوانین میں اصلاحات ضروری ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے عورتوں کو اپنے خاندان کیلئے، وہ
تعلیم، صحت، معاشی سہولتیں اور سیاسی نمائندگی دینے میں مشکلات کا سامنا ہے جو مردوں کو حاصل ہیں۔

مہم میں شامل کارکنوں نے ایسی عورتوں کی رائے معلوم کرنا شروع کی جنہوں نے غیر ملکیوں سے شادی کی تھی۔ انہوں نے
ان عورتوں کی داستانوں کو مہم کے پیغام کے طور پر استعمال کیا۔ ان کہانیوں کو میڈیا کی توجہ حاصل کرنے اور درخواستیں دائر
کرنے کیلئے استعمال کیا گیا۔ اس سلسلے میں اجلاس بلائے گئے، دھرنے دیئے گئے، دستاویز بھیجی گئیں، ارکان پارلیمنٹ،
فیصلہ سازوں اور میڈیا کے ساتھ براہ راست مذاکرات بھی کئے گئے، کہ اس نا انصافی کے کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور
قانون میں اصلاحات کیوں ضروری ہیں۔

ان عرب ممالک کی عورتوں میں یکجہتی کا میاہی کی اہم وجہ تھی اور رہے گی۔ ۲۰۰۴ء میں مصر نے اپنے شہریت کے قوانین میں
پہلی تبدیلی کی۔ اس سلسلے میں مہم کی سرگرم کارکن مروت ابوتیج (Mirvat Abu Teej) کا کہنا ہے کہ "ہم مسلسل قانون
پر عمل کی نگرانی کرتے ہیں اور عدالت کے ذریعے ہم نے عورتوں کو یہ حق دلوا یا ہے کہ اگر وہ فلسطینی مرد سے شادی کریں تو
ان کے بچوں کو ان کی اپنی شہریت ملے گی۔" مروت ابوتیج مصر میں عورتوں کے فورم فار ڈیولپمنٹ (Women's

(Forum for Development) کی رکن ہیں۔ اس کے بعد الجیریا نے ۲۰۰۵ء میں اور حال ہی میں مراکش نے ۲۰۰۸ء میں اپنے شہریت کے قانون میں تبدیلی کی۔

۲۰۰۶ء میں، لبنان میں شہریت کے قانون کی رابطہ کار تنظیم کلکوفار ریسرچ اینڈ ٹریننگ فار ڈویلپمنٹ ایکشن (سی آر ٹی ڈی اے) (Collective for Research and Training for Development-Action: CRTD-A) اور ویمینز لرننگ پارٹنرشپ نے مل کر بین الاقوامی سطح پر یہ مہم شروع کی۔ اس وقت سے لے کر اب تک فیس بک (facebook) پر ۲۴ ہزار سرگرم ارکان اس مہم میں شامل ہو چکے ہیں جو مشترکہ طور پر عرب ممالک میں شہریت کے قانون میں اصلاحات کا مطالبہ کرتے ہیں۔

آج اگر دیکھیں تو "شہریت میرا اور میرے خاندان کا حق ہے" نامی مہم عورتوں کی مکمل شہریت کے حقوق کیلئے جدوجہد کر رہی ہے اور اس مقصد کیلئے جدید ترین طریقے اور ترکیبیں استعمال کئے جا رہے ہیں۔ مثلاً آئی سی ٹی اور ایسے عورتوں اور مردوں میں قیادتی مہارتیں پیدا کرنا جو غیر مساوی اور امتیازی قوانین کا شکار ہیں۔ اگرچہ کئی عرب ممالک میں قانون میں اصلاح نہیں کی گئی لیکن شہریت کی مہم کے ذریعے جس میں خطے کے لاکھوں لوگ حصہ لے رہے ہیں ان ملکوں پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے اور ان کی نافرمانی کو بے نقاب کیا جا رہا ہے۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

ذیل میں دیئے جانے والے سوالات درکشاپ کی شرکاء سے پوچھیں اور کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ جوابات کو بورڈ پر تحریر کرے۔

☆ عورتوں کے حقوق سے متعلق وہ کون سے معاملات ہیں جنہیں قومی، حتیٰ کہ بین الاقوامی سطح پر زیر بحث لانا چاہئے؟

☆ وہ کون سے طریقے، ادارے یا عدالتیں ہیں جو مقامی مسائل کو بین الاقوامی سطح پر زیر بحث لاسکتے ہیں؟

☆ پڑوسی ملک میں ہونے والے اقدامات کو آپ کے حکومتی رہنما اور دیگر قانون ساز شخصیات کتنی اہمیت دیتے ہیں؟ کیا آپ کے حکومتی رہنما دوسرے ملکوں کی حکومتوں سے متاثر ہیں؟ اگر ہیں تو کیوں اور نہیں تو کیوں نہیں؟

گروپ سے کہیں کہ وہ اس بات پر غور و خوص کرے کہ وہ کن ملکوں کی عورتوں سے اور ان کے درپیش انسانی حقوق کے مسائل کے ساتھ زیادہ قربت محسوس کرتی ہیں۔ بورڈ پر اسی سلسلے میں فہرست مرتب کریں۔ شرکاء سے پوچھیں کہ انہوں نے ان ممالک کا انتخاب کیوں کیا۔

اس بات پر غور کریں کہ بیرونی کرنے، مربوط سلسلے بنانے، مہم چلانے اور عالمی سطح پر اتحاد قائم کرنے کے فوائد کیا ہو سکتے ہیں۔ ان کے چند نقصانات کیا ہیں؟ بورڈ پر دو کالم بنائیں اور شرکاء سے کہیں کہ وہ دیگر ملکوں کی عورتوں کے ساتھ عورتوں کے مسائل پر مہم چلانے کے فوائد اور نقصانات پر غور و خاص کریں۔

فوائد	نقصانات

مشق نمبر ۲-۵

مشق: ہماری کمیونٹی میں سیاسی طاقت

(تقریباً ۶۰ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ذیل میں دیئے گئے رابعہ نصری (۱۰) کے حوالے کو پڑھ کر سنائے۔ وہ مراکش میں عورتوں کے حقوق کیلئے کام کرنے والی سرگرم کارکن ہیں۔

☆☆☆☆☆

"برسوں سے سیاسی منصوبہ بندی میں مصروف رہنے سے میں نے یہ سبق حاصل کیا ہے کہ وہی شخص یا گروپ تبدیلی لاسکتا ہے جس کے پاس واضح تصور ہو۔ دوسرے، وہ اپنے طویل اور قلیل مدتی اقدامات کے حوالے سے منصوبہ بندی کریں۔ تیسرے، وہ اتحاد قائم کریں اور اپنے مقصد کے حصول کی خاطر میڈیا کی توجہ حاصل کریں۔ اس طرح کسی بھی سیاسی مہم میں کامیاب ہونا ممکن ہے۔"

۱۰۔ رابعہ نصری مراکش میں ڈبلیو ایل پی کی شراکت دار تنظیم ڈیموکریٹک ایسوسی ایشن فار ووہمن ان مراکوک کی بانی رکن ہیں۔ انہوں نے پچھلیکھت 95 مغرب الیگلائٹ میں خدمات انجام دی ہیں۔ یہ الجیریا، مراکش اور تونس سے تعلق رکھنے والی خواتین محققین اور ایسوسی ایشنز کا نیٹ ورک ہے جو خواتین کے حقوق اور مساوات کیلئے سرگرم عمل ہے۔ انہوں نے آئیٹیمیشن آف آل فارمز آف ڈسکریمینیشن آگینسٹ ووہمن (سی ای ڈی اے ڈبلیو) نامی تنظیم میں بھی خدمات انجام دی ہیں۔ رابعہ نصری نے عرب خواتین اور غربت، خواتین اور اسلام، خواتین کی صلاحیتوں میں اضافے اور خواتین کے حقوق کے حصول کی حکمت عملی اور رتقیات کے فروغ جیسا مور پر متحدہ آرگنیکل اور مطبوعات تحریری ہیں۔ وہ مراکش کی یونیورسٹی آف رباط میں سائنس اور ہیومنٹیو کی پروفیسر ہیں۔

گروپ کو تین ٹیموں (الف، ب اور ج) میں تقسیم کر دیں اور ہر ٹیم سے کہیں کہ وہ ایک فہرست مرتب کرے:

ٹیم الف سے کہیں کہ وہ مقامی سطح پر موجود انتہائی طاقتور افراد اور منظمہ گروپ (governing bodies) کے حوالے سے غور و خاص کرے۔ ٹیم کیلئے لفظ "مقامی" کی تشریح کریں تاکہ ان کی تحقیق کا دائرہ واضح ہو جائے۔

ٹیم ب سے کہیں کہ وہ خطے کی سطح پر موجود انتہائی طاقتور افراد اور منظمہ گروپ کے حوالے سے غور و خاص کرے۔ ٹیم کیلئے لفظ "خطے" کی تشریح کریں تاکہ ان کی تحقیق کا دائرہ واضح ہو جائے۔

ٹیم ج سے کہیں کہ وہ قومی سطح پر موجود انتہائی طاقتور افراد اور منظمہ گروپ کے حوالے سے غور و خاص کرے۔ ٹیم کیلئے لفظ "قومی" کی تشریح کریں تاکہ ان کی تحقیق کا دائرہ واضح ہو جائے۔

قومی سطح پر طاقتور افراد اور منظمہ گروپ	خطے کی سطح پر طاقتور افراد اور منظمہ گروپ	مقامی سطح پر طاقتور افراد اور منظمہ گروپ
--------------------------------------------	----------------------------------------------	---------------------------------------------

دس منٹ بعد گروپ کو دوبارہ اکٹھا کریں اور ہر ٹیم سے کہیں کہ وہ بورڈ پرتین کالم میں اپنی فہرست تحریر کرے۔

گروپ سے کہیں کہ وہ اپنے "سیشن ۴ کا مقصد" پر غور کرے اور اس کے بعد ان تین کالموں میں ایسے افراد اور اداروں کی نشاندہی کرے جو ان کی کوشش میں ان کی مدد کر سکتے ہیں یا رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ "مددگار" سمجھے جانے والے عناصر کے گرد ایک رنگ سے دائرہ بنائیں جبکہ "رکاوٹیں پیدا کرنے والے" عناصر کے گرد دوسرے رنگ سے دائرہ بنائیں۔

مل کر، گروپ اس بات پر غور کرے کہ وہ کون سے افراد یا عناصر ہیں جو سیشن ۴ کے مقصد کی حمایت کرتے ہیں، اور وہ کون سے افراد اور عناصر ہو سکتے ہیں جنہیں اس مقصد کیلئے قائل کیا جاسکتا ہے۔ اس بحث کے نتائج بورڈ پر تحریر کریں۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ کس سیاسی حوالے سے ہم سیشن ۴ کے مقاصد پر اصرار کر سکتے ہیں؟ کیا یہ مقامی، قومی یا بین الاقوامی ہے؟
- ☆ ہمیں کن لوگوں پر اثر انداز ہونا چاہئے؟
- ☆ ہمیں کون سے منظمہ گروپ کا گروپوں میں شمولیت اختیار کرنا چاہئے، کس کو مطمئن کرنا چاہئے اور کسے قائل کرنا چاہئے؟
- ☆ کیا ایسے سیاسی ڈھانچے موجود ہیں جن پر ہمیں اثر انداز ہونے کیلئے کام کرنا چاہئے؟ اگر ہاں، تو وہ کون سے ہیں؟

مشق نمبر ۳-۵

مشق: کوئی مجھے ووٹ کیوں دے؟

(تقریباً ۶۰ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ذیل میں دی جانے والی کہانی پڑھ کر سنائے۔

☆☆☆☆☆

"ماریہ بہت ہی پر جوش نظر آرہی تھی، اتنی کہ اسے سانس لینے کی فرصت نہیں تھی۔ اسٹیج پر دیگر امیدواروں کے ساتھ، جو سب پرشکن کپڑے پہنے ہوئے بوڑھے مرد تھے، ایک عورت بھی بیٹھی تھی جس کا نام کارلا ہرنانڈز (Carla Hernandez) تھا۔ کئی ماہ قبل، کارلا ماریہ کے گرجا میں آئی تھی تاکہ وہ کلیسائی حلقے میں رہنے والی عورتوں کو اپنے بارے میں بتائے اور ان سے ووٹ مانگے۔ ماریہ کو کارلا فوراً پسند آگئی۔ کارلا اسے پر تپاک، صاف گو اور ایماندار معلوم ہوئی۔ اگرچہ ماریہ اور دیگر عورتوں نے کارلا ہرنانڈز کی مہم کیلئے چندہ دیا، اور پورے شہر میں اس کی حمایت میں بینر اور پوسٹر لگائے، ماریہ کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ کارلا ہرنانڈز اسٹیج پر بیٹھی ہے اور کچھ ہی دیر بعد مردوں کے ساتھ اصل سیاسی مباحثہ میں حصہ لینے والی ہے؛ یہ سب لوگ میئر (mayor) کے عہدے تک پہنچنا چاہتے تھے۔

مردوں کی باری پہلے آئی۔ انہوں نے وہی باتیں کیں جو وہ ہمیشہ سے کرتے آئے تھے، ایک دوسرے پر رشوت کا الزام، خوشحالی کے وعدے اور اپنے شہر سے پیار کرنے کے دعوے۔ آخر میں کارلا کی باری آئی:

کارلا نے تقریر شروع کرتے ہوئے کہا "اس عہدے کیلئے میں انوکھی امیدوار ہوں۔ اس شہر میں تبدیلی ہونی چاہیے اور میں وہ تبدیلی لاسکتی ہوں"۔ تقریب کے حاضرین جو اکتا گئے تھے؛ کچھ متوجہ ہو گئے۔ کارلا نے تقریر کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے حاضرین کو اپنے تجربات سے آگاہ کیا اور دیگر امیدواروں سے اپنا مقابلہ کیا۔ انہوں نے شہر میں زبردست غربت کا ذکر کیا، اور یہ بھی بتایا کہ موجودہ میئر کس طرح اپنے فرائض کی انجام دہی میں ناکام رہے ہیں۔ حاضرین ایک مرتبہ پھر توجہ کھورے تھے۔ ماریہ کو امید تھی کہ کارلا ان امور پر بات کرے گی جن کے متعلق اس نے منصوبہ بندی کی ہے، وہ بتائے گی کہ لوگوں کو اسے کیوں منتخب کرنا چاہیے۔ کارلا نے اپنا خطاب یہ کہہ کر ختم کیا کہ وہ شہر سے اتنا پیار کیوں کرتی ہیں۔ ماریہ نے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو معلوم ہوا کہ اکثر حاضرین روانہ ہو چکے تھے۔"

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ کیا تقریب کے حاضرین یہ بات سمجھ پائے کہ شہر کیلئے کارلارا ہر ناٹڈز کے منصوبے کیا تھے؟
- ☆ اگر کارلارا اپنے مقاصد اور منصوبے واضح طور پر بیان کرتی تو اس کے کیا فوائد ہو سکتے تھے؟ کس بات کا خطرہ ہو سکتا تھا؟
- ☆ سیاسی پلیٹ فارم (platform) کیا ہوتا ہے؟ کیا کارلارا نے سیاسی پلیٹ فارم پیش کیا؟

دائرے میں سرگرمی

تصور کریں کہ آپ کسی سیاسی عہدے کیلئے انتخاب لڑ رہی ہیں۔ سہولت کار کی حیثیت میں آپ کوئی ایسا سیاسی عہدہ نہیں جو آپ کے گروپ کیلئے مناسب ہو: مثلاً شہری کونسل، مقامی کانگریس، پارلیمنٹ، ٹریڈ یونین کونسل، صدر یا پھر کوئی اور عہدہ، اور اس کے بعد شرکاء سے کہیں کہ وہ مشترکہ طور پر اس عہدے کیلئے امیدوار ہیں۔

سرگرمی کا آغاز خود سے کرتے ہوئے اس جملے کو پورا کریں، "اگر میں منتخب ہوگئی تو، میں -----" اور اس کے بعد کسی ایک مقصد یا سرگرمی کا نام بتائیں۔ دائرے میں بیٹھی تمام شرکاء باری باری ایسا کریں تاکہ ہر ایک کو امیدوار کا سیاسی پلیٹ فارم بنانے کا موقع ملے۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ کیا آپ کو امیدوار کا پلیٹ فارم پسند آیا؟ کیوں اور کیوں نہیں؟
- ☆ اگر آپ واقعی کسی عہدے کیلئے انتخاب لڑ رہی ہوتیں تو اپنے پلیٹ فارم کو کس طرح تشکیل دیتیں؟
- ☆ کیا آپ کو پہلے سے ہی علم ہو سکتا تھا کہ آپ کا سیاسی پلیٹ فارم کیا ہوگا؟ یا آپ دوسروں (اپنے خاندان، مشیروں، مرکزی حلقے) سے ان کی رائے معلوم کرتیں؟ کیوں اور کیوں نہیں؟

ہر ایک کو پنسل اور کاغذ دیں۔ شرکاء سے کہیں یہ تحریر کریں کہ وہ کون سا سیاسی عہدہ حاصل کرنے پر غور کر سکتی ہیں۔ اگر کچھ شرکاء یہ محسوس کریں کہ وہ سیاستدان نہیں بننا چاہتیں تو ان سے کہیں کہ صرف مشق کیلئے کوئی سیاسی عہدہ چنیں۔

اس کے بعد شرکاء سے کہیں کہ وہ امیدوار ہونے کے حوالے سے کوئی بھی چار اصول تحریر کریں۔ پانچ یا دس منٹ بعد، رضا کاروں سے کہیں کہ وہ اپنے سیاسی پلیٹ فارم کے متعلق پڑھ کر سنائیں۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رکھیں جب تک ہر ایک کو بولنے کا موقع مل جائے۔

مشق نمبر ۴-۵

مشق: کوٹہ (quota) کیا ہوتا ہے؟ اسے کیوں استعمال کیا جائے؟ اور کیوں نہیں؟

(تقریباً ۴۵ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ کوٹہ کے متعلق ذیل میں دی جانے والی معلومات اور اس کے بعد دیا جانے والا اخباری مضمون پڑھ کر سنائے۔

سیاست میں شمولیت کے حوالے سے عورتوں کو غیر معمولی مسائل کا سامنا رہتا ہے۔ ان میں ثقافتی توقعات اور اپنے خاندان کی دیکھ بھال کا بوجھ، بڑی تنخواہوں والی بڑی ملازمتوں اور طاقتور سماجی سلسلوں تک رسائی نہ ہونا، کم تعلیم اور غربت کی اضافی شرح شامل ہیں۔ سماجی اور معاشی میدان میں عورتوں کی پیش قدمی میں اضافے کیلئے، چند حکومتوں نے ان کی سیاسی شمولیت کو یقینی بنانے کیلئے کوٹے کا نظام متعارف کیا ہے۔

کوٹہ کیا ہوتا ہے؟

کوٹہ کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ حد مقرر کرتا ہے۔ سیاست میں، صنفی کوٹہ کے ذریعے عورتوں کی نمائندگی کی کم سے کم حد مقرر کی جاتی ہے۔ کوٹہ کے نظام کو سیاسی میدان میں روایتی، سماجی، ثقافتی، مذہبی اور دیگر وجوہات کے باعث عورتوں کی کم نمائندگی کے تاریخی مسئلے کا حل تصور کیا جاتا ہے۔



۲۵ دسمبر ۲۰۰۹ء ڈیلیویاویل پی

عورتیں آدھے آسمان کو اٹھاتی ہیں لیکن پارلیمنٹ میں نمائندگی نہیں

"عورتیں آدھے آسمان کو اٹھاتی ہیں، ایک چینی کہاوت ہے، لیکن قانون ساز اداروں میں مردوں کی برابری کیلئے ان کا آدھا سفر بھی مکمل نہیں ہوا۔ ۲۰۰۹ء میں مختلف قانون ساز ایوانوں میں عورتوں کی نمائندگی ۱۸ فی صد تھی، ۲۰۰۶ء کے آخر تک یہ تعداد ۷-۷ فی صد جبکہ دسمبر ۲۰۰۴ء میں یہ تعداد ۷-۱۵ فی صد تھی۔ یہ ہا کا اضافہ ہے۔ بین الاقوامی یونین کے سیکریٹری جنرل آندرز جانسن (Anders Johnsson) کا کہنا تھا کہ اگر اضافہ اسی رفتار سے جاری رہا تو ہم ۲۰۵۰ء سے پہلے پارلیمنٹ میں برابری حاصل نہیں کر سکیں گے۔"

آئی پی یو (۱۲) کے مطابق، ۸ ملکوں میں عورتیں ارکان پارلیمنٹ بالکل نہیں ہیں۔ ان ملکوں میں سعودی عرب، قطر، اومان اور پیسفاک جزیرہ نما ملک مائیکرونیشیا، نورو، پاؤلو، جزائر سلومن اور ٹوالو شامل ہیں۔ لبنان، ایران، مصر، بحرین، کویت، اور یمن کی پارلیمنٹ میں عورتوں کی نمائندگی ۳ فی صد سے بھی کم ہے۔

۳۰ فی صد سے زیادہ نمائندگی دینے والے آدھے سے زیادہ ممالک ترقی پذیر ہیں۔ ان میں بروٹھی، کوسٹاریکا، کیوبا، موزمبیق، جنوبی افریقا، تنزانیہ اور یوگنڈا شامل ہیں۔ سرفہرست روانڈا ہے جہاں پارلیمنٹ میں عورتوں کی نمائندگی ۳-۵۶ فی صد ہے جس کے بعد سوئیڈن کی پارلیمنٹ میں سب سے زیادہ عورتیں یعنی ۴-۴۶ فی صد اور اس کے بعد جنوبی افریقا ۵-۴۴ فی صد اور کیوبا ۲-۴۳ فی صد ہیں۔

اگرچہ کوٹہ کا نظام متنازع ہے، لیکن سیاست کے ماہرین یہ واضح کرتے ہیں کہ جس ملک میں بھی عورتوں ارکان پارلیمنٹ کی تعداد ۳۰ فی صد سے زیادہ ہے وہاں کوٹہ کی کوئی نہ کوئی قسم نافذ ہے۔ اس سلسلے میں نمایاں آسٹریا، ڈنمارک اور کیوبا کو حاصل ہے۔

جیسے جیسے عورتوں کی سیاسی شمولیت میں اضافے کیلئے کوٹہ بڑھانے کی بحث میں تیزی آرہی ہے، حکومت میں مقامی کونسلوں سے لے کر پارلیمنٹ تک، ہر سطح پر اس کے اثرات محسوس کئے جا رہے ہیں۔ سیاسی عہدوں پر عورتوں کی زیادہ سے زیادہ اور نمایاں موجودگی سے نوجوانوں کو یہ پیغام ملتا ہے کہ عورتیں قانون سازی کر سکتی ہیں اور انہیں اس عمل میں حصہ لینا چاہیے۔ اس کے باوجود، سیاسی اہمیت کا سوال یہ ہے کہ پارلیمنٹ میں کوٹہ کے تحت منتخب ہو کر آنے والی عورتوں کی حیثیت کیا ہے؟

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

کوٹہ کے نظام پر چند منٹ کیلئے بحث کریں اور اس مقصد کیلئے ذیل میں دیئے گئے سوالات کے جواب دیں۔

- ☆ آپ کے ملک میں پارلیمنٹ اور کابینہ میں عورتوں کی نمائندگی کتنی فی صد ہے؟
- ☆ کیا گزشتہ دہائی کے دوران اس میں کوئی تبدیلی آئی؟ کیا انتخاب لڑنے والی عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہوا؟
- ☆ کیا آپ کے ملک میں کوٹہ کا نظام رائج ہے؟ کب سے؟ اس سے عورتوں کی سیاسی شمولیت پر کیا اثر ہوا؟
- ☆ کیا آپ نے اپنے ملک میں کبھی عورتوں کو ووٹ دیا ہے؟ کیوں یا کیوں نہیں؟

مشق نمبر ۴-۵ (جاری)

کوٹہ کے متعلق مشق

رضا کاروں سے کہیں کہ ذیل میں دی جانے والی لبنان سے کہانی پڑھ کر سنائیں۔



فروری ۲۰۱۰ء میں لبنانی کا بینہ نے بحث کے بعد عورتوں کیلئے ۲۰ فی صد کوٹہ کی منظوری دی جس کا اطلاق مقامی بلدیات کے انتخابات پر ہونا تھا جس کا انعقاد جون ۲۰۱۰ء میں طے تھا۔ مقامی بلدیاتی کونسل میں عورتوں کو نمائندگی دینا لبنان میں ایک حالیہ اقدام ہے (یہ سلسلہ ۲۰۰۴ء سے جاری ہے) اور اس میں کبھی ایک فی صد سے زیادہ اضافہ نہیں ہوا۔ لبنان کے پارلیمانی انتخابات کے نتائج بہتر نہیں رہے کیونکہ وہاں عورتوں کی نمائندگی تین فی صد سے زیادہ نہیں ہے۔ گزشتہ تین دہائیوں سے، عورتوں کی تنظیمیں پارلیمانی اور بلدیاتی انتخابات میں کوٹہ کے حصول اور بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن (Beijing Platform for Action) کے اطلاق کیلئے کوشش کر رہی ہیں جس میں ۳۰ فی صد کوٹہ کی تجویز دی گئی تھی۔

جب عورتوں کی بیشتر تنظیموں نے عورتوں کا کوٹہ مقرر کرنے جانے پر لبنانی حکومت کے چھوٹے چھوٹے اقدامات پر خوشی منائی انہیں اس مضمون پر انتہائی حیرت ہوئی جو انہی تنظیموں میں سے ایک نے مقامی پریس میں شائع کروایا۔

عورتوں کی مہم کی بزرگ رکن اور دیہی علاقوں میں رہنے والی غریب عورتوں کیلئے خدمات انجام دینے والی تنظیم کی تاحیات صدر فریدہ حجر نے نئے قانون پر زبردست تنقید کی۔ ان کا کہنا تھا کہ "دیہی علاقوں اور شہروں کے غریب علاقوں میں رہنے والی عورتیں سیاست کی دنیا میں قدم رکھنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ کوٹہ کے نظام کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سیاست میں نا اہل عورتیں آجائیں گی اور صرف اس لئے کہ وہ عورت ہیں"۔ فریدہ حجر کے مطابق، "کوٹہ کا نظام غیر جمہوری اور مصنوعی ہے۔ عورتیں سیاست میں اس وقت آئیں گی جب وہ اس کیلئے تیار ہوں۔ ایسے اقدامات کی کوئی ضرورت نہیں"۔

اس مضمون کے شائع ہونے کے فوراً بعد، عورتوں کے کوٹہ کے خلاف آواز اٹھانے والے ارکان پارلیمنٹ نے مقامی پریس میں بیان دیا کہ "وہ اس قانون کے حق میں ووٹ نہیں دے پائیں گے کیونکہ عورتوں میں خود کوٹہ کے نظام کے حوالے سے اتفاق رائے نہیں پایا جاتا!"

ٹیم کی سرگرمی

یہ کہانی پڑھنے کے بعد، گروپ کو دو یا تین ٹیموں میں تقسیم کر دیں۔ ان ٹیموں سے کہیں کہ وہ ذیل میں دیئے جانے والے

سوالات پر غور و خاص کریں:

- ☆ فریدہ نے عورتوں کے کوٹہ کے حوالے سے جو دلائل پیش کئے؛ ان کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟
- ☆ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ عورتوں کی تنظیموں کے درمیان عدم اتفاق سے عورتوں کی سیاسی شمولیت متاثر ہوگی؟
- ☆ آپ کے خیال میں لبنان میں اس معاملے پر کیا ہو سکتا ہے؟
- ☆ عورتوں کے کوٹہ کے متعلق آپ کی کیا رائے اور موقف ہے؟
- ☆ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ تقریباً برابری تک پہنچنے کیلئے عارضی طور پر عورتوں کیلئے کوٹہ سود مند ثابت ہوگا؟

مشق نمبر ۵-۵

مشق: جب حمایت نہ ملے۔۔۔۔۔

(تقریباً ۴۵ منٹ)

رضا کاروں سے کہیں کہ ذیل میں دی جانے والی ترکی سے کہانی پڑھ کر سنائیں۔

☆☆☆☆☆

گل سراییم (Gulser Esim) ۱۹۳۹ء میں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے استنبول میں تو مرچک کو آپریٹو (Tomurcuk Cooperative) کی بنیاد رکھی تاکہ معذور بچوں اور ان کے خاندان کی مدد کی جاسکے۔

گل سر نے ۱۹۸۰ء کی دہائی کے وسط میں عورتوں اور سیاست کے متعلق کانفرنس میں شرکت کی تھی۔ اس کانفرنس کا اہتمام عورتوں کے بین الاقوامی دن کے موقع پر مقامی سیاسی جماعت نے کیا تھا جس سے گل سر کا تعلق تھا اور یہ اجلاس آئندہ بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے پیش رو بھی تھا۔

پارٹی میں عورتیں مردوں سے عاجز آچکی تھیں۔ ان کے مطابق، ان کے مرد ساتھی اپنے ووٹوں کے ساتھ چپکے ہوئے تھے۔ اس وقت، گل سر کو اس بات سے خوشی ہوئی تھی کہ عورتوں کو احساس ہو رہا تھا کہ ان کی جنگ پارٹی کے مرد نہیں لڑیں گے۔ اس احساس سے مضبوط اور متحرک ہو کر، انہوں نے بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔ وہ اپنی کمیونٹی کیلئے بہت پریشان تھیں اور خود کو کمیونٹی کیلئے مکمل طور پر وقف کر چکی تھیں۔ انہیں عورتوں کے حقوق، مساوات، برابری اور وقار کی جنگ شروع کرنے کی ضرورت کا احساس تھا اور وہ اس جنگ کیلئے تیار تھیں۔

جب گل سر کی امیدواری کا باقاعدہ اعلان ہو گیا تو وہ عورتیں جو اپنے مرد ساتھیوں کے رویے کی شکایتیں کر رہی تھیں، گل سر سے ملاقات کرنے کیلئے آئیں۔ ان میں سے ایک، عاشی، نے بھرپور کوشش کی کہ گل سر اپنی امیدواری سے دستبردار

ہو جائیں۔ عاشی کا کہنا تھا کہ اگر گل سر دستمبر دار ہو جائیں تو وہ پارٹی کو اس بات پر رضامند کرنے کی کوشش کریں گی کہ ان کے شوہر کو پارٹی کے انتظامی امور کے دفتر میں نشست دی جائے۔ عاشی کا کہنا تھا کہ لوگ کسی حالت میں گل سر کو ووٹ نہیں دیں گے۔

ان دلائل نے گل سر کو آمادہ کیا کہ وہ انتخابات میں حصہ لیں چاہے وہ جیتیں یا ہاریں۔ وہ بتاتی ہیں کہ الیکشن سے پہلے ہم چلانے کا وقت ان کی زندگی کا سب سے زیادہ ولولہ انگیز وقت تھا۔ مجموعی طور پر ۱۱ امیدوار تھے جن میں دو عورتیں تھیں۔ گل سر یہ انتخابات ۱۵ فی صد کے فرق سے ہار گئیں لیکن ان کا حوصلہ برقرار رہا۔

ان کو یقین تھا کہ سیاست میں زیادہ سے زیادہ عورتوں کو شمولیت اختیار کرنی چاہیے۔ تو مرچک کو آپریٹو کی سرگرم رکن کی حیثیت سے، وہ سیاست میں شمولیت کیلئے زیادہ سے زیادہ عورتوں کو متحرک کرنے میں مصروف ہیں۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ آپ کی رائے میں کیا گل سر کو یہ معلوم ہونے کے باوجود اپنی امیدواری برقرار رکھنی چاہیے تھی کہ انہیں ان کی اپنی جماعت سے سیاسی حمایت نہیں ملے گی؟
- ☆ وہ کیا ثابت کرنا چاہتی تھیں؟
- ☆ آپ کی رائے میں عاشی اور پارٹی کی دیگر عورتیں گل سر کو انتخابات میں حصہ لینے سے کیوں روک رہی تھیں؟
- ☆ آپ کے تجربے کے مطابق، عورتیں کیا عورتوں کو ووٹ دیتی ہیں؟ کیوں اور کیوں نہیں؟
- ☆ عورتوں کی سیاست میں شمولیت کے حوالے سے آپ کے ملک میں سیاسی جماعتوں کا موقف کیا ہے؟
- ☆ بظاہر گل سر اس تجربے کی وجہ سے زیادہ متحرک اور با اختیار ہو گئی ہیں۔ اگرچہ وہ کامیاب نہیں ہوئیں لیکن لوگوں نے انہیں ووٹ دیا۔ آپ کی رائے میں انہوں نے اس تجربے سے کیا سیکھا؟

چھٹا سیشن

حامیوں کا حلقہ قائم کرنا

(تقریباً ۴ گھنٹے)

سیشن کے مقاصد

- ☆ حامیوں کا گروپ بنانے کی تدابیر کی نشاندہی کرنا
- ☆ حمایتیوں کے نقطہ نظر سے ہٹ جانے کے فوائد اور نقصانات کا جائزہ لینا
- ☆ حامیوں کیلئے فنڈ جمع کرنا

مشق نمبر ۱-۶

مشق: دس لاکھ حامی

(تقریباً ۲۰ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ایران (۱۳) میں شروع کی جانے والی "دس لاکھ دستخطوں کی مہم" کی تفصیل با آواز بلند پڑھ کر سنائے۔

☆☆☆☆☆☆

دس لاکھ دستخطوں کی مہم کا باضابطہ آغاز ۲۷ اگست ۲۰۰۶ء کو کیا گیا تھا۔ اس کے شرکاء ایرانی پارلیمنٹ میں پیش کرنے کیلئے ایک ایسی درخواست پر دس لاکھ دستخط جمع کر رہے ہیں جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ ان قوانین میں اصلاحات لائی جائیں جو عورتوں کیلئے امتیازی ہیں۔ اس مہم کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ شہریوں، بالخصوص عورتوں کو آگاہ کیا جائے کہ ان امتیازی قوانین کا عورتوں کی زندگیوں اور پورے معاشرے پر کیا منفی اثرات ہوتے ہیں۔ جو افراد اس مہم کے مقاصد سے اتفاق کرتے ہیں وہ اس درخواست پر دستخط کر سکتے ہیں۔ جو افراد اس مہم میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں وہ مہم کیلئے کام کرنے والے مقامی گروپوں کا حصہ بن سکتے ہیں۔

اس مہم میں بالمشافہ آگہی دینے کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے تاکہ قوانین کے متعلق معلومات فراہم کی جاسکیں۔ مہم کے سرگرم

۱۳۔ یاقبلاسات <http://www.sign4change.info/english> می ویب سائٹ اور ٹوشین احمد خوراسانی کی کتاب ایرانی عورتوں کی دس لاکھ دستخط جمع کرنے کی مہم برائے مساوات: اندر کی کہانی ۲۰۰۶ء سے حاصل کئے گئے ہیں۔

کارکن، ایرانی قوانین اور مہم کا بالمشافہ طریقے کے متعلق تربیتی پروگرام مکمل کرنے کے بعد، دیگر شہریوں سے دستخط حاصل کرنا شروع کر سکتے ہیں۔ اب تک تقریباً ایک ہزار افراد کو تربیت دی جا چکی ہے اور لاتعداد افراد نے ووٹرز لنگ پائٹرنشپ کی ویب سائٹ www.learningpartnership.org سے یادوستوں سے درخواست حاصل کی ہے اور وہ دستخط جمع کرنے کی اس مہم میں مصروف ہیں۔

دس لاکھ دستخط کی مہم کے بانیوں نے ۳۰ سال کی انقلابی شورش اور اس سے پہلے طویل نظریاتی اختلافات کی ندرونی رسد کشی سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ انہوں نے نظریاتی اختلافات کے بجائے مخصوص اور ٹھوس مطالبات پر زور دیا ہے تاکہ مختلف عقائد اور پس منظر سے تعلق رکھنے والی عورتوں کی حمایت حاصل کی جاسکے۔ ضروری نہیں کہ مکمل طور پر اتفاق رائے پایا جائے۔ اصلاحات میں کم اضافے پر بھی اکتفا کیا جاسکتا ہے، اگر وہ معقول ہوں۔

تحریک نسواں کے مسائل کی بنیاد پر اختیار کیے جانے والے طریقہ کار کی وجہ سے اس مہم کو نہ صرف حامیوں کی ایک بڑی تعداد حاصل ہوئی بلکہ عورتوں کے درمیان اتحاد کے قیام میں بھی مدد ملی جنہوں نے کامیابی کے ساتھ ۲۰۰۸ء میں امتیازی عالمی قانون کو منظور نہیں ہونے دیا۔

۲۰۰۹ء کی صدارتی انتخابی مہم کے دوران، سرگرم عورتوں نے انتخابی مہم کے عمل کا فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا جس سے انہیں مظاہروں، اجلاسوں، پریس میں اشاعت اور اپنا نیٹ ورک بڑھانے اور دیگر سلسلوں کے ساتھ اتحاد قائم کرنے کا موقع ملا۔ نتیجتاً، چھ تنظیموں اور انفرادی حیثیت میں ۷۰۰ سرگرم کارکنوں نے عورتوں کے مطالبات کی ایک فہرست بنائی تاکہ وہ صدارتی امیدواروں کو پیش کی جاسکے۔ اس کوشش کے نتیجے میں کئی ایسی عورتیں متحرک ہوئیں جنہوں نے سابقہ انتخابات کا بائیکاٹ کیا تھا کیونکہ وہ حکومت کی جانب سے امیدواروں کو پہلے سے ہی پسند کرنے اور اس کے نتیجے میں ان کی اپنی پسند کے محدود ہوجانے سے ناخوش تھیں۔

بڑے پیمانے پر عورتوں کو متحرک کرنے کا آغاز کارکنوں کی جانب سے امتیازی قوانین میں اصلاحات لانے کی مہم کے دوران ہوا جس میں گھر گھر جا کر آگہی کی مہم چلائی گئی، سڑکوں پر ڈرامے کئے گئے، ای۔میل اور ایس ایم ایس (sms) کے ذریعے پیغام بھیجے گئے، ویب سائٹ قائم کی گئیں اور ان تمام کوششوں نے سیاسی اثر پیدا کیا۔ سرگرم کارکنوں کے مطالبات کی بدولت صدارتی مہم کیلئے پہلے سے منتخب دو امیدواروں، میر حسین موسوی اور مہدی کروبی نے اپنے عوامی موقف کو صنفی مساوات کی طرف موڑا۔ ان دونوں کی مہم میں، بعد ازاں، عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمے کے متعلق اقوام متحدہ کے کنونشن (CEDAW) کی حمایت کو بھی شامل کر دیا گیا۔ یہ وہ بین الاقوامی دستاویز ہے جسے ایران کی نگران کونسل نے "غیر اسلامی" قرار دے کر مسترد کر دیا ہے۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ حال میں آپ کی کمیونٹی میں کیا کوئی معلوماتی مہم چلائی گئی ہے؟ کیا یہ مہم صحت کے متعلق آگہی پھیلانے کیلئے کی گئی تھی؟ کیا یہ ماحولیاتی مسائل کو حل کرنے کیلئے کی گئی تھی؟ کسی ایسی کمیونٹی کی مدد کرنے کی خاطر تھی جو بحران سے دوچار ہے؟ یہ معلومات کہاں فراہم کی گئی تھیں؟ آپ کو ان مسائل کے متعلق کیسے علم ہوا؟
- ☆ کیا آپ قانون سازی کے متعلق چلائی جانے والی مہم یاد کر سکتی ہیں (کسی قانون کو تبدیل کرنے، روکنے یا اس میں اصلاحات لانے کی کوشش) جس میں آپ سمجھتی تھیں کہ آپ کو مسائل کا علم تھا اور مکمل احساس تھا کہ قانون سازی آپ کی اپنی زندگی بدل دے گی؟ آپ کو اس قانون اور اس میں تبدیلی کے امکان کے متعلق کیسے علم ہوا؟
- ☆ کیا آپ نے کسی انتخابی حلقے کو متحرک کرنے کی مہم میں حصہ لیا ہے؟ آپ کیا پیغام دوسروں تک پہنچانا چاہتی تھیں؟ آپ نے لوگوں میں کس طرح معلومات پھیلائیں؟
- ☆ اس مہم کی تدبیر کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے؟ اس کے مثبت پہلو کیا ہیں؟ منفی پہلو کیا ہیں؟ کیا اس مہم میں بہتری لائی جاسکتی ہے؟ اپنے ثقافتی اور سیاسی ماحول کے پس منظر میں بتائیں کہ مہم کا انداز موزوں تھا یا نہیں؟

مشق نمبر ۲-۶

مشق: کسے پرواہ ہے (حصہ اول)

(تقریباً ۳۰ منٹ)

گروپ کو "تحفظات کے بغیر مساوات کی مہم" (Equality without Reservation Campaign) کے حوالے سے ذیل میں دی جانے والی معلومات کے متعلق آگاہ کریں۔

تحفظات کے بغیر مساوات کی مہم

"تحفظات کے بغیر مساوات کی مہم" مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کی علاقائی مہم ہے۔ اس مہم کا مقصد خطے کے ملکوں میں عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمے کیلئے اقوام متحدہ کے بین الاقوامی کنونشن (CEDAW) کیلئے حمایت حاصل کرنا، کنونشن کے اختیاری پروٹوکول کی توثیق کرنا اور اس کنونشن پر اس کی روح کے مطابق مکمل طور پر عملدرآمد کرنا ہے۔

دائرے میں سرگرمی

علیحدہ علیحدہ کاغذ پر لکھیں:

- ☆ تین لڑکوں کی ماں جو بیروزگار ہے
- ☆ بینک کا مردانہ
- ☆ دفاعی ساز و سامان تیار کرنے والی فیکٹری کے قریب رہنے والا مرد
- ☆ تین لڑکوں کا باپ جس کی بیوی گھر میں رہتی ہے
- ☆ چڑیا گھر سنبھالنے والا مرد
- ☆ عورت فضائی میزبان
- ☆ کالج میں داخلے کی خواہش مند نو عمر لڑکی
- ☆ مرد سماجی کارکن
- ☆ مرد ڈاکٹر
- ☆ عورت معلم
- ☆ دو لڑکیوں کی بیوہ ماں
- ☆ دادی جن کے شوہر بیمار ہیں
- ☆ کھیلوں کی خبریں پڑھنے والا مرد
- ☆ مرد لائبریرین (librarian)
- ☆ پرچیوں کی دکان سنبھالنے والی عورت
- ☆ عورتوں کے حقوق کی سرگرم وکیل
- ☆ عورت رکن پارلیمنٹ
- ☆ سڑک صاف کرنے والی عورت
- ☆ بال بنانے کی دکان کی عورت مالک
- ☆ غیر شادی شدہ عورت، جس کے بچے نہیں ہیں، اور وہ باقاعدگی کے ساتھ عبادت گاہ جاتی ہے
- ☆ مرد مذہبی رہنما
- ☆ مرد کسان
- ☆ عورت جو گھریلو تشدد کی شکار عورتوں کیلئے پناہ گاہ چلاتی ہے

گروپ کی ہر شریک کو ایک کاغذ دیں۔ اس کے بعد خود سے شروع کرتے ہوئے، اپنی دائیں جانب بیٹھی ہوئی شریک کو اپنا کاغذ دکھائیں۔ وہ آپ کو اس بات کی وضاحت کرے کہ آپ کو (کاغذ پر تحریر شخص کی حیثیت سے) کیوں "تخلفات کے بغیر مساوات کی مہم" کی حمایت کرنی چاہیے۔

جب وہ اپنی بات مکمل کر لے، تو اپنی دائیں جانب بیٹھی ہوئی شریک کو اپنا کاغذ دکھائے۔ نئی شریک کو اپنے برابر میں بیٹھی ہوئی رکن کو آمادہ کرنا ہوگا کہ وہ اس مہم کی حمایت کرے۔ دائرے کی صورت میں دوبارہ سہولت کار کی باری آنے تک یہ سلسلہ جاری رکھیں تاکہ گروپ میں شامل ہر شریک کو مہم چلانے اور کاغذ پر تحریر شریک کے مفادات کے عین مطابق دلائل پیش کرنے کا موقع ملے۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ کون سے افراد کو اس مہم میں شامل کرنا مشکل تھا؟ کس سے اس معاملے کی حمایت حاصل کرنا سب سے زیادہ مشکل تھا؟
- ☆ کون سے افراد نے اس معاملے میں زیادہ دلچسپی کا اظہار کیا؟ کیوں؟
- ☆ کیا ایسے افراد بھی تھے جنہیں اس معاملے میں دلچسپی لینے پر آمادہ کرنا مشکل تھا لیکن جنہیں اس پر توجہ دینی چاہیے تھی؟ اگر ہاں، تو کیا ایسی کوئی اور بات تھی جو کہنے سے انہیں رضامند کیا جاسکتا تھا؟

مشق نمبر ۳-۶

مشق: کسے پرواہ ہے؟ (حصہ دوم)

(تقریباً ۲۰ منٹ)

ذیل میں بورڈ پرتین کالم بنائیں اور ذیل میں دیئے گئے عنوان لکھیں۔ گروپ سے کہیں کہ وہ اس بات پر غور و خوص کریں کہ کس طرح کے افراد "تحفظات کے بغیر مساوات کی مہم" کی حمایت کیلئے حلقہ بنا سکتے ہیں۔ اس میں صنف، عمر، ملازمت کی نوعیت، طبقہ، تعلیمی معیار، مذہب، مفادات، خاندانی حیثیت، وغیرہ کا بھی خیال رکھیں۔

ایسے لوگ جنہیں یہ معاملہ براہ راست متاثر کر سکتا ہے اور وہ فطری طور پر ہمارے تناظر کی حمایت کریں گے	ایسے لوگ جنہیں یہ معاملہ براہ راست متاثر نہیں کرتا، لیکن اگر انہیں باخبر رکھا جائے تو وہ ممکنہ طور پر ہمدرد بن سکتے ہیں	ایسے لوگ جو مکمل طور پر ہمارے معاملہ پر اتفاق نہیں کریں گے اور شاید ہمارے خلاف کام کریں

مشق نمبر ۴-۶

مشق: معلوماتی اشتہار

(تقریباً ۳۰ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ذیل میں دی جانے والی کہانی پڑھ کر سنائے۔

☆☆☆☆☆☆

نادیہ الاعلاوی (Nadia Al-Alawi) عورتوں کیلئے کام کرنے والی خیراتی ادارے، وومنز ووکیشنل سینٹر Women's Vocational Centre (ڈبلیو وی سی: WVC) کی سرگرم کارکن تھیں۔ اس ادارے نے ایسی پیشہ ور عورتوں کی خدمات حاصل کر رکھی تھیں جو بیوہ، دیہی اور غریب عورتوں کو دفتری کام اور حساب نویسی (کھاتے سنبھالنے) سکھاتی

تھیں۔ نادیا کو فخر تھا کہ ان کا ادارہ عورتوں کی تربیت کرنے اور انہیں روزگار فراہم کرنے میں کامیاب رہا ہے۔ انہیں احساس تھا کہ اس ادارے کی انوکھی مثال کو جس میں عورتیں ہی عورتوں کی مدد کرتی ہیں، صنعتوں اور دیگر شعبوں میں بھی قابل عمل بنایا جاسکتا ہے۔

نادیا کے مقاصد میں سرفہرست مقصد یہ تھا کہ ڈبلیو وی سی کے نیٹ ورک کے ذریعے پارلیمانی انتخابات میں عورتوں کی بحیثیت سیاسی امیدوار مدد کی جائے۔ لہذا، انہیں یہ جان کر زبردست دھچکا لگا اور غصہ آیا کہ اگر ڈبلیو وی سی کی کسی بھی رکن نے سیاسی مہم میں حصہ لیا تو حکومت ادارے کی رجسٹریشن ختم کر دے گی۔ مزید تشویش ناک بات یہ تھی کہ صرف عورتوں کی تنظیموں کو پابندی کا سامنا تھا۔

نادیا نے کبھی غور ہی نہیں کیا کہ ان کے ادارے کی رجسٹریشن کی دستاویزات میں سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے پر پابندی شامل تھی اور انہیں شک ہوا کہ عورتوں کیلئے کام کرنے والے دیگر خیراتی اداروں کو بھی اس بات کا شاید علم نہیں تھا۔ اس کے جواب میں، انہوں نے ۶x۴۴ انچ کا ایک اشتہار بنایا جس پر انہوں نے بڑے بڑے الفاظ میں اس ناگوار قانون کے الفاظ تحریر کئے۔ گننا م طور پر، انہوں نے عورتوں کے غسل خانے، سرکاری عمارتوں اور عورتوں کی بڑی تنظیموں کی عمارتوں پر یہ اشتہار لگانے شروع کر دیئے۔

پہلے تو ان اشتہارات کو فوری طور پر ہٹا دیا گیا۔ لیکن جیسے ہی ان کے متعلق ایک بڑے اخبار میں خبر شائع ہوئی، دیگر افراد نے بھی ان کی نقل بنا کر چپکانا شروع کر دیا۔ جلد ہی بڑے شہروں اور دیہی کمیونٹیوں میں عورتوں کا ایسا کوئی غسل خانہ نہیں تھا جہاں ان کی نظر اس اشتہار پر نہ پڑے۔ یہ ایسی جگہوں پر بھی نظر آنے لگے جہاں مردوں کی زیادہ تعداد موجود ہوتی تھی، مثلاً ٹیلی فون کے کھمبوں، کمیونٹی ٹوٹس بورڈ حتیٰ کہ پارلیمنٹ کی عمارت کی دیوار پر بھی۔ انتہائی امتیازی قانون سے شرمندگی محسوس کرتے ہوئے، حکومت نے رات گئے خاموشی سے اس قانون کو ختم کرنے کا بل منظور کیا۔ اگرچہ ارکان پارلیمنٹ نے قانون کو ختم کرنے میں کم حصہ لیا تھا لیکن چند ہی دنوں میں میڈیا کو تبدیلی کی بھنک پڑ گئی اور بڑے پیمانے پر اس خبر کو نشر اور شائع کیا گیا۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ کیا آپ کے ملک میں ایسے قوانین ہیں جو غیر سرکاری تنظیموں کو سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے روکتے ہیں؟ کسی بھی این جی او (NGO) کے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے کیا فوائد اور نقصان ہو سکتے ہیں؟ کیا آپ کے ملک میں عورتوں کی تنظیموں کے کام کرنے کی حدود (قانونی یا کوئی اور) مقرر کی گئی ہیں؟
- ☆ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ نادیا کا خفیہ قدم پر فکر سرگرمی تھی یا صرف بغیر سوچے سمجھے کیا جانے والا ایسا اقدام تھا جس کی

- ☆ وجہ سے عورتوں کی شفاف اور پیشہ ورانہ سیاسی مہم چلانے کی صلاحیت کے اظہار کو نقصان پہنچا؟
☆ قانون کے متعلق آگہی پھیلانے کیلئے نادیہ کی جانب سے چھوٹے اشتہار لگانے کا کیا فائدہ ہوا؟ اس سے کون سے ممکنہ مسائل پیدا ہو سکتے تھے؟ اس اشتہار کے اثرات، اخراجات، ان کے نقل کئے جانے کی صلاحیت، خبریت اور کامیابی کے امکانات کا جائزہ لیں۔
- ☆ آپ کی رائے میں دیگر افراد اشتہار کی نقل بنا کر اسے پھیلانے پر کیوں آمادہ ہوئے؟
- ☆ اشتہار کی کامیابی میں میڈیا کا کیا کردار تھا؟ میڈیا میں خبریں شائع ہوئے بغیر کیا یہ اشتہار عوامی رائے اور پارلیمنٹ پر اثر انداز ہو سکتے تھے؟

مشق نمبر ۵-۶

مشق: نعرے اور عام مقولے تخلیق کرنا

(تقریباً ۴۵ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ پیغام پھیلانے کیلئے عام آدمی کی سطح پر اختیار کی جانے والی تدابیر کے متعلق پڑھ کر سنائے۔

☆☆☆☆☆☆

اپنی مہم کو مستہتر کرنے کیلئے آپ کو بہت سی جگہیں مل جائیں گی اور ہر جگہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو معلومات فراہم کی جاسکتی ہیں کہ وہ اقدام کیوں کریں۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پیغام پہنچایا جاسکتا ہے، لیکن یہ دونوں ذرائع حد سے زیادہ مہنگے ثابت ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ فلائرز (flyer)، سٹیکر (sticker)، سائن بورڈ، اور جھنڈے لگانے میں ہنرمند ہیں، تو آپ کا پیغام آسانی کے ساتھ پھیل سکتا ہے۔ یاد رکھیں کہ ان اوراق کو ڈاک، فیکس اور ای میل کے ذریعے بھیجا جاسکتا ہے اور ویب سائٹ پر شائع کیا جاسکتا ہے جبکہ عوامی مقامات پر انہیں دیواروں اور کھڑکیوں پر چپکایا جاسکتا ہے۔ اگر مقامی دکاندار آپ کے ساتھ تعاون کریں تو دکانوں کی کھڑکیاں بھی اس سلسلے میں استعمال کی جاسکتی ہیں۔

اپنے فلائرز اور مہم میں استعمال ہونے والے دیگر مواد کو پرکشش بنانے کیلئے، یہ ضروری ہے کہ ایسے نعرے یا جملے لکھے جائیں جنہیں آپ بار بار استعمال کر سکیں۔ مثلاً، گزشتہ مشق، "معلوماتی اشتہار"، میں نادیہ الاعلاوی نے ایک غیر منصفانہ قانون کے متعلق سیکڑوں اوراق شائع کرائے اور انہیں شہر بھر اور گرد و نواح کے علاقوں میں پھیلا دیا۔ ان کی تدبیر نہ صرف لوگوں کی توجہ کا سبب بنی بلکہ قانون کی نانصافی بھی بے نقاب ہوئی۔

یہ انتہائی ضروری ہے کہ آپ کا نعرہ آسان ہو اور آسانی سے دیکھا جاسکے۔ یہ مختصر، یادگار، آپ کی بات چیت کے مطابق اور

آپ کے مواد سے مطابقت رکھتا ہو۔ مثال کے طور پر، وہ گروپ جو عدلیہ میں عورتوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد کا حامی ہے، اپنی مہم کیلئے ترازو کا نشان منتخب کر سکتا ہے، جو برابری اور انصاف کی علامت ہے۔ ان کا نعرہ یہ ہو سکتا ہے کہ "عورتوں کو نچ بنا چاہئے، یہی انصاف ہے"۔ (۱۴)

گروپ کو تقسیم کر کے تین سے چار ٹیمیں بنائیں۔ ہر ٹیم سے کہیں کہ وہ ذیل میں دی جانے والی ہر مہم کے متعلق کم از کم ایک نعرہ لکھیں:

☆ فاطن خدیجہ کے حامیوں کو امید ہے کہ وہ پارلیمنٹ کیلئے بطور رکن منتخب ہو جائیں گی۔ ۱۴ ممبران میں وہ نویں عورت رکن ہوں گی۔ ڈاکٹر خدیجہ شعبہ طب سے ریٹائر ہونے سے قبل نمایاں ماہر امراض دماغ (neurologist) تھیں۔ انہوں نے عورتوں کے حقوق اور قانونی نظام میں ان کی برابری کیلئے اپنی زندگی کے دس سال وقف کئے۔

☆ طالب علم حکام کی توجہ ایسی عورتوں کی جانب دلوانا چاہتی ہیں جنہیں کیمپس میں مردوں کی جانب سے ہراساں کئے جانے اور ان کے تشدد کا سامنا ہے۔ ان مردوں کا خیال ہے کہ عورتوں کو یونیورسٹی میں پڑھنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ طالب علم چاہتے ہیں کہ یونیورسٹی انتظامیہ ایسے مردوں کو سخت ترین سزائیں دے جو عورتوں کو ہراساں کرتے ہیں۔

☆ ماہرین امراض اطفال چاہتے ہیں کہ ماؤں کو اپنے بچوں کو خود دودھ پلانے کے فوائد (ماں اور بچے دونوں کیلئے) کے متعلق تعلیم دی جائے۔

☆ عورتوں کی تنظیمیں چاہتی ہیں کہ وہ پارلیمنٹ کے اراکین پر اثر انداز ہوں تاکہ قانون کے تحت عورتوں کیلئے ۲۰ فی صد نشستوں کے کوٹہ کی درخواست کی تائید کریں۔

جب یہ ٹیمیں کچھ نعرے تخلیق کر لیں تو گروپ کو دوبارہ اکٹھا کریں۔ ہر ٹیم ارکان سے کہیں کہ وہ سب کو اپنے نعروں سے آگاہ کریں۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ نعروں کو استعمال کرنے کیلئے کون سے طریقے ہو سکتے ہیں؟ آپ نے سیاسی نعرے کہاں دیکھے ہیں؟
- ☆ اگر آپ نے حامیوں، طالب علموں اور ماہرین امراض اطفال (مذکورہ بالا) کیلئے مہم کی خاطر اشتہار تیار کئے ہیں تو وہ کون سی جگہ ہیں جہاں انہیں آپ چپکا نا چاہتی ہیں؟ آپ اور کس طرح ان اوراق کو تقسیم کر سکتی ہیں؟

☆ اپنی سیاسی مہم کے بارے میں بات کو پھیلانے کیلئے آپ کس طرح انفارمیشن ٹیکنالوجی کا استعمال کر سکتی ہیں؟
فیکس؟ ای میل؟ ویب سائٹ؟ فیس بک؟ کوئی دوسرے خیالات؟

مشق نمبر ۶-۶

مشق: اپنی اپیل کو پھیلانا سمجھوتا کرنا؟

(تقریباً ۳۰ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ذیل میں دی گئی ایک ایسی عورت کی کہانی پڑھ کر سنائے جو اس مشکل سے دوچار ہے کہ عورتوں پر ہونے والے گھریلو تشدد کے خاتمے کیلئے اپنے گروپ کے کام کو کس طرح زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائے۔

☆☆☆☆☆

گزشتہ رات میری ملاقات گھریلو تشدد کے خاتمے کیلئے کام کرنے والے گروپ (Working Group to Eradicate Domestic Violence) سے ہوئی۔ میں ہر مہینے ہونے والے ان کے اکثر اجلاسوں میں شرکت کرتی ہوں لیکن سب میں نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم گھریلو تشدد کی شکار عورتوں کو بچانے کیلئے قانون منظور کروا سکتے ہیں اور عدالتوں سے ان کیلئے انصاف حاصل کر سکتے ہیں۔

گزشتہ رات کے اجلاس میں، ایک عورت کا اصرار تھا کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ حامیوں کو جمع کرنے کیلئے اپنے مقصد کے سیاسی پلیٹ فارم کو بڑھانا چاہئے۔ ان کی رائے تھی کہ ہمیں شراب پر ٹیکس میں اضافے کیلئے بھی لڑنا چاہئے۔ ان کا ٹھوس موقف تھا کہ گھر کے اندر تشدد، بالخصوص بچوں کے ساتھ غلط رویے کا شراب کے استعمال کے ساتھ تعلق ہے۔ لہذا، ہمیں چاہئے کہ شراب مخالف قوتوں کے ساتھ مل کر اپنی قانون سازی کیلئے ان کی حمایت حاصل کریں اور ہم بھی ان کے موقف کی حمایت کریں۔

اجلاس میں ایک اور شخص نے نشاندہی کی کہ جو لوگ شراب پر پابندی کے حامی ہیں وہی لوگ اکثر و بیشتر عورتوں کے حقوق اور برابری کے مخالف ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگ شوہر اور باپ کے اس حق کا دفاع کرتے ہیں جس کے تحت وہ گھر میں جسمانی سزائیں دے کر "نظم و ضبط" قائم رکھتے ہیں۔ اس موقع پر ہم سے پوچھا گیا کہ کیا ہم قانون سازی کیلئے کئے جانے والے اقدامات میں شراب پر پابندی کو شامل کریں گے۔ مجھے علم نہیں تھا کہ ایسی صورت میں کسے ووٹ دینا چاہئے، لہذا میں نے ووٹ نہیں دیا۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ اگر مذکورہ بالا کہانی آپ نے لکھی ہوتی تو آپ کو کون سی ایسی معلومات درکار تھیں جن کے تحت آپ ورکنگ گروپ کے پلیٹ فارم پر شراب پر پابندی کو شمول کرنے کے حق میں ووٹ دیتیں؟ آپ یہ فیصلہ کیسے کرتیں؟
- ☆ وہ کون سا موقع ہوتا ہے جب کسی اہم نوعیت کا قانون منظور کرانے کیلئے اپنے مخالف افراد یا گروپ کے ساتھ اتحاد قائم کرنا اخلاقی قرار دیا جاسکتا ہے؟
- ☆ کیا آپ ایسی مثالوں کے بارے میں سوچ سکتی ہیں جہاں مخصوص مسائل کے حل کیلئے سیاسی مخالفین نے اتحاد قائم کیا ہو؟
- ☆ کیا کبھی کسی مخصوص امیدوار، قانون یا موقف کی حمایت کرنے کو سیاسی سودا کہا جاسکتا ہے؟ اگر ہاں، تو اس کی مثالیں کیا ہیں؟
- ☆ "تواعد پر سمجھوتہ کرنے" اور روایتی نقطہ نظر سے پیچھے ہٹنے کیلئے کن باتوں پر غور کرنا چاہئے۔ آپ ایسا فیصلہ کیسے کریں گی؟ وہ کون سے عناصر ہیں جن پر غور کرنا چاہئے؟

مشق نمبر ۷-۶

مشق: اپنی لڑائیوں کا انتخاب کرنا

(تقریباً ۲۰ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ذیل میں دی جانے والی جیکو لین پٹانگی (Jacqueline Pitanguy) (۱۵) کی بتائی ہوئی اس تدبیر کو پڑھ کر سنائے جو انہوں نے برازیل کے نئے آئین میں عورتوں کے حقوق کو بچانے کیلئے اختیار کی تھی۔ جیکو لین پٹانگی قومی کونسل برائے حقوق نسواں (National Council for Women's Rights: NCWR) کی سابق صدر ہیں۔

☆☆☆☆☆

"قومی کونسل برائے حقوق نسواں (این سی ڈبلیو آر) کا قیام برازیل میں جمہوریت کی جانب تحریک کے دوران ۱۹۸۵ء میں عمل میں آیا تھا۔ ۱۹۸۶ء میں، ملک میں کانگریس کے انتخابات ہوئے، جس کے بعد نو منتخب ارکان کو ملک کے نئے آئین کی

۱۵۔ جیکو لین پٹانگی وزیر تھیں پائز شپ بورڈ آف ڈائریکٹرز کی چیئر ہیں۔ وہ برازیل میں ماہر سیاست اور ماہر عمرانیات ہیں۔ وہ ریوڈی جنیروس میں ڈبلیو ایل بی کی پائز تنظیم سیدھا ڈانیا، اے ٹوڈو، پیسکیسا، انفارمساؤ ای اساء کی بانی ہیں۔ 1986ء سے 1989ء تک انہوں نے نیشنل کونسل برائے حقوق نسواں کے صدر کی حیثیت سے کابینہ میں خدمات انجام دیں۔ اسی دوران انہوں نے برازیل میں خواتین کی صورتحال کو بہتر بنانے کیلئے عوامی پالیسیاں مرتب کر کے ان پر عملدرآمد کرایا۔ وہ شہریت کے متعدد جرائم و رساں کے اوارٹی بورڈ کا بھی حصہ ہیں اور انہوں نے نئی آرٹیکل اور چارٹر کتب بھی تحریر کی ہیں۔ انہیں میڈل آف رابو براؤن کے اعزاز سے نوازا جا چکا ہے جو برازیل کی وزارت خارجہ کا اعلیٰ ترین ایوارڈ ہے۔

تیاری کا اہم کام کرنا تھا۔

"این سی ڈبلیو آر کی پہلی بڑی مہم اور نعرہ یہ تھا: "ایک اچھے آئین کیلئے ضروری ہے کہ اس میں عورتوں کے حقوق شامل ہوں۔" ہم نے یہ نعرے بڑے بڑے سائن بورڈ اور پوسٹر پر چھپوائے اور مختلف ریاستوں کے دارالحکومتوں میں نصب کرائے، مارچ کیا اور تمام ریاستوں کے منتخب نمائندوں کے ساتھ مل کر ایک قومی اجلاس منعقد کیا جس میں تحریک نسواں سے تعلق رکھنے والی عورتوں نے شرکت کی۔ اس اجلاس کے آخر میں ایک اہم اعلامیہ جاری ہوا: "آئینی کانگریس کے نام برازیل کی عورتوں کا خط" جس میں عورتوں، خاندان اور مزدوروں کے حقوق، سماجی مراعات، مادرانہ حقوق، عورتوں کی مختلف تشدد سے تحفظ اور دیہی عورتوں اور گھریلو ملازمت کرنے والیوں کے تحفظ کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ ہم نے عوام کو مطلع کرنے کیلئے ہر طرح کی تدبیر کا استعمال کیا اور کانگریس پر زور دیا کہ وہ عورتوں کے حقوق کی حمایت کریں۔ ہم نے سائن بورڈز، ٹیلی ویژن، کانفرنس، مارچ اور کانگریس کے ارکان کے ساتھ بالمشافہ ملاقاتوں جیسے ذرائع استعمال کئے۔

"جب تولیدی حقوق کے تحفظ کی بات آئی تو ہمیں زبردست مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ کانگریس میں قدامت پرست ارکان بہت طاقتور تھے جبکہ کیتھولک کلیسا سیاسی رہنماؤں پر دباؤ ڈال رہا تھا کہ اسقاط حمل کو ہر حال میں جرم سمجھا جائے چاہے اس کی وجہ زنا ہو یا اس سے کسی عورت کی جان کو خطرہ ہو۔ کلیسا اتوار کی دعائیہ تقریبات کے دوران بھی ملک بھر میں عوام کو یہ پیغام دے رہا تھا۔ دوسری طرف، عورتوں کی تنظیمیں ایک درخواست پر لوگوں کے دستخط حاصل کر رہی تھیں تاکہ اسقاط حمل کو انتخابی فہرست میں جرم کی تعریف سے خارج کروایا جاسکے۔ اس مقصد کیلئے ہمیں تقریباً دو لاکھ ۷۵ ہزار دستخط کی ضرورت تھی۔

"این سی ڈبلیو آر نے محسوس کیا کہ دستخط کے ذریعے چلائی جانے والی مہم قدامت پرست قوتوں کا مقابلہ کرنے کیلئے ناکافی ہے۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ عورتوں کے تولیدی حقوق کے تحفظ کیلئے محفوظ ترین طریقہ یہ دلیل ہے کہ اسقاط حمل کو یکسر آئین سے خارج کر دیا جائے کیونکہ یہ آئینی معاملہ نہیں ہے۔ زبردست پیروکاری کرنے اور عورتوں کی تحریک کا ساتھ ملنے کی وجہ سے این سی ڈبلیو آر کی مہم کامیاب ثابت ہوئی۔

"مہم کے دوران، این سی ڈبلیو آر کو پیش آنے والی مخالفت کی وجہ سے مجھے خوف محسوس ہوا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عورتوں کی تحریک کیلئے میں پر عزم تھی کیونکہ میرا ان سے مضبوط تعلق تھا اور میں صرف خود کو آگے کرنے کیلئے کام نہیں کر رہی تھی۔ ان جذبات نے مجھے حوصلہ دیا کہ میں جدوجہد برقرار رکھوں۔ این سی ڈبلیو آر کی اپنی چار سالہ قیادت پر نظر دوڑاتی ہوں تو وہ غیر معمولی سیاسی سرگرمیوں، ملک کو جمہوری بنانے اور نیا آئین تشکیل دینے کا وقت نظر آتا ہے۔ مجھے اس مہم کے دوران گہری خوشی محسوس ہوئی اور اپنے کام کی تکمیل کا احساس بھی ہوا۔"

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ این سی آرڈ بلیو کی تدبیر کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے؟ اس کے مثبت پہلو کیا تھے؟
- ☆ این سی آرڈ بلیو کا پیغام کیسے پھیلا؟ اس نے کانگریس پر کس طرح دباؤ ڈالا؟
- ☆ این سی آرڈ بلیو کی مہم میں دستخط کی تحریک کس طرح مددگار ثابت ہوئی؟
- ☆ دستخط کی تحریک اور قدامت پرستوں کے درمیان بیچ کا راستہ اختیار کرنے کے فیصلے نے کس طرح این سی آرڈ بلیو کے مقاصد کے حصول میں اس کی مدد کی؟

مشق نمبر ۸-۶

مشق: امیدیں بڑھانا اور فنڈ (چندہ) جمع کرنا

(تقریباً ۴۵ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ایک امیدوار کی کہانی پڑھ کر سنائے جو فنڈ جمع کرنے کی مہم کی منصوبہ بندی کر رہی ہیں۔

☆☆☆☆☆

ریاستی اسمبلی سے گھر آتے ہوئے سارہ الوزیر انتہائی خوش تھیں۔ ان کی سیاسی جماعت نے انہیں ریاست کے گورنر کے عہدے کا انتخاب لڑنے کیلئے نامزد کیا تھا۔ وہ اور ان کے حامی کافی عرصہ سے حمایت حاصل کر رہے تھے، اور رات ۱۱ بجکرے منٹ پر ان کی پارٹی نے متفقہ طور پر ووٹ کے ذریعے انہیں نامزد کیا۔ انہوں نے پارٹی رہنماؤں کو یقین دلایا تھا کہ وہ کامیاب مہم چلانے کیلئے فنڈ جمع کر سکتی ہیں۔

اگلی صبح، سارہ سویرے اٹھ گئیں اور فنڈ جمع کرنے کیلئے اپنی مہم کی تیاری کرنے لگیں۔ اس میں ایسے حامیوں سے ملاقات شامل تھی جو مالدار تھے۔ اس میں مالدار حمایتیوں سے فنڈ مانگنا، بطور عطیہ دی جانے والی اشیاء کی نیلامی کرنا، انعامی ٹکٹوں کی فروخت، گاڑیاں دھونا، کھانے پینے اور دستکاری کی اشیاء فروخت کرنا اور ایسے عشائیوں کا اہتمام کرنا جہاں مہمان ٹکٹ خریدتے ہیں، شامل تھا۔ ترکیب یہ تھی کہ ہمیشہ ایسی اشیاء جمع کی جائیں جنہیں فنڈ جمع کرنے کیلئے فروخت یا نیلام کیا جائے تو ان سے معقول رقم مل سکے۔ سارہ کی ایک سہیلی تھی جو ریستوراں، سینما گھروں اور کئی دکانوں کو اشیاء بطور عطیہ دینے یا انعامی ٹکٹ فراہم کرنے پر رضامند کر سکتی تھیں۔ اس مرتبہ، انہوں نے سوچا کہ وہ خط کے ذریعے بھی مہم چلائیں گی جس میں وہ اپنے تمام جاننے والوں کو خط لکھ کر ان سے اپنی سیاسی امیدواری کیلئے فنڈ فراہم کرنے کی درخواست کریں گی۔ کچھ خط ای۔میل کے ذریعے بھی بھیجے جاسکتے تھے، جن پر عملاً کوئی رقم خرچ نہیں ہوتی۔ انہوں نے اپنے ایسے تمام حامیوں کی

فہرست تیار کی جو ممکنہ طور پر فنڈ جمع کرنے کی مہم میں ان کی مدد کر سکتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے ایک ایک کر کے مدد کیلئے ان سے رابطہ شروع کر دیا۔

ٹیم میں سرگرمی

بورڈ پرنذیل میں دی جانے والی فنڈ جمع کرنے کے متعلق سرگرمیاں تحریر کریں:

- ☆ مالی معاونت کیلئے براہ راست اپیل
- ☆ خط کے ذریعے مہم
- ☆ بڑے عشائیہ کا اہتمام
- ☆ نیلامی
- ☆ انعامی ٹکٹ کی فروخت
- ☆ اشیاء کی فروخت (دستکاری، کھانا، گاڑیاں دھونا)

شرکاء سے کہیں کہ وہ تصور کریں کہ وہ سارہ کی امیدواری کیلئے فنڈ جمع کر رہی ہیں۔ ورکشاپ کا کمرہ چھ حصوں میں تقسیم کریں، جہاں فنڈ جمع کرنے کے حوالے سے مختلف سرگرمیاں شروع کی جائیں۔

شرکاء سے کہیں کہ وہ سارہ کی مہم کی حمایت کرنے کیلئے اپنی مرضی کے مطابق کوئی حصہ یا سرگرمی چنیں۔ ہر ٹیم، چاہے وہ چھوٹی ہو بڑی، فنڈ جمع کرنے کیلئے ایک منصوبہ بنائے۔ ہر ٹیم میں سے ایک شریک منصوبے کے حوالے سے نوٹس لکھے تاکہ گروپ کو اس کا حوالہ دیا جاسکے۔

۱۵ منٹ بعد، گروپ کو دوبارہ اکٹھا کریں، ہر ٹیم کی نمائندہ سے کہیں کہ وہ سارہ کیلئے فنڈ جمع کرنے کی مہم کے متعلق اپنی سرگرمیوں کی گروپوں کے بارے میں دیگر ٹیموں کو آگاہ کریں۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ فنڈ جمع کرنا کیوں اہم ہے؟
- ☆ کیا آپ نے کسی سیاسی مہم یا امیدوار کو فنڈ دیا ہے؟ اگر ہاں تو آپ سے فنڈ وصول کرنے والی نے کس طرح درخواست کی تھی؟
- ☆ آپ نے اس سے پہلے کس طرح کے فنڈ جمع کرنے کی مہم میں شرکت کی تھی؟
- ☆ آپ کو فنڈ جمع کرنے کے کون سے طریقے زیادہ آسان معلوم ہوتے ہیں؟ کیوں؟ کون سے طریقے سب سے

زیادہ مشکل ہیں؟

☆ کیا یہ ضروری ہے کہ اپنی مہم شروع کرنے سے پہلے آپ فنڈ استعمال کرنے کا بجٹ تیار کریں؟ کیوں اور

کیوں نہیں؟

☆ آج کی ورکشاپ سیشن میں آپ نے کوئی نئے خیالات سنے جو آپ کو پہلے معلوم نہیں تھے؟

ساتواں سیشن

مربوط سلسلے (نیٹ ورک) اور اتحاد قائم کرنا

(تقریباً ۴ گھنٹے)

سیشن کے مقاصد

- ☆ سیاسی تبدیلی کی خاطر دباؤ ڈالنے کیلئے اتحاد قائم کرنے یا کسی اتحاد میں شامل ہونے کے فوائد کا جائزہ لینا
- ☆ دیگر گروپوں کے ساتھ تعاون اور پیش قدمی کرنے کے منافی پہلو اور فوائد کا جائزہ لینا
- ☆ اتحاد کی کامیابی کو وسعت دینے کیلئے اس کے ارکان کی حکمت عملی اور ان کے اقدامات پر غور کرنا

مشق نمبر ۱۔۷

مشق: نئی جگہ پر دوست بنانا

(تقریباً ۳۰ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ اصلاحات شدہ عائلی قانون "مدونہ" منظور کرانے کیلئے رابعہ نصری اور ان کی مہم میں شامل کارکنوں کی کوششوں اور اقدامات کے متعلق مضمون پڑھ کر سنائے۔

☆☆☆☆☆

رابعہ نصری (۱۶) سمجھتی ہیں کہ تبدیلی ممکن اور ضروری ہے

اکتوبر ۲۰۰۳ء کی ایک شام جب رابعہ نصری بیروت میں اپنی دوستوں کے ہمراہ بیٹھی تھیں تو انہیں رباط سے ایک ہنگامی فون موصول ہوا۔ "آپ کہاں ہیں؟ آپ نے خبریں نہیں سنیں؟ کام ہو گیا! شاہ مراکش نے مدونہ میں اصلاحات کرنے کا اعلان کیا ہے! ہم جیت گئے! ہمیں کامیابی مل گئی!" یہ رابعہ نصری کی دوست مناء کے الفاظ تھے جنہوں نے انہیں رباط سے فون کیا تھا۔

رابعہ حیران رہ گئیں۔ وہ اس وقت سے مراکش میں مدونہ (عائلی قانون) میں اصلاحات لانے کیلئے جدوجہد کر رہی تھیں

جب سے انہوں نے ۱۹۸۵ء میں مراکش میں عورتوں کے حقوق کی تنظیم (اے ڈی ایف ایم) کی بنیاد رکھنے میں معاونت کی تھی۔ وہ اس تنظیم کی شریک بانی تھیں۔ تاریخ اور جغرافیہ میں تعلیم حاصل کرنے والی رابعہ نصری نے بطور یونیورسٹی پروفیسر خدمات انجام دی تھیں، لیکن وہ ہمیشہ سے مراکش میں عورتوں کے حقوق کی جدوجہد کیلئے پرعزم رہی تھیں۔

۱۹۹۰ء کے اوائل میں، عائلی قانون میں معمولی اصلاحات کی گئیں تھیں جس سے عورتوں میں امید پیدا ہوئی تھی کہ ایک نہ ایک دن ان کے حالات بہتر ہوں گے۔ رابعہ کا کہنا تھا کہ "ہم سب کو معلوم تھا کہ اپنی تمام تر خامیوں کے باوجود، یہ تبدیلی اہمیت رکھتی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ حالات تبدیل ہو رہے ہیں اور مزید تبدیل کئے جاسکتے ہیں۔ مدونہ اب مقدس نہیں رہا تھا۔ ہم کیل ٹھونکنے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن ابھی مشکل کام باقی تھا"۔

رابعہ اور ان کی ساتھیوں نے دن رات محنت کی، انہوں نے زبردست پیروکاری کی، مہم چلائی اور عورتوں کو متحرک کیا۔ آنے والے برسوں میں دھرنے دیئے گئے، ہڑتالی کیمپ قائم کیے گئے اور ریلیاں نکالی گئیں۔ "ہم یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ موجودہ مدونہ کس طرح عورتوں کیلئے تکلیف دہ ثابت ہو رہا ہے۔ ہم نے ممنوعہ موضوعات کو نمایاں کیا: مثلاً عورتوں کی خلاف تشدد، زنا، بچوں پر ظلم، کام کی جگہوں پر جنسی ہراساں کرنا، وغیرہ۔ عورتوں نے اس سلسلے میں صداقت نامے جمع کرنا شروع کئے جبکہ میڈیا نے ہماری مہم میں بڑھتی ہوئی دلچسپی ظاہر کی"۔ اس طرح مدونہ میں اصلاحات لانا ہرگلی، ہر اخبار اور ہر گھر میں زیر بحث آنے والا موضوع بن گیا۔

۱۹۹۸ء کے آخر میں، رابعہ نصری نے عورتوں کی تنظیموں سے تعلق رکھنے والی سرگرم کارکنوں کا اجلاس طلب کیا۔ اس اجلاس میں شرکاء نے قومی سطح پر ایک جال بچھانے (نیٹ ورک قائم کرنے) کا فیصلہ کیا (National Network to Support the Plan of Action for the Integration of Women in Development in Morocco) تاکہ مراکش کے ترقیاتی منصوبے میں عورتوں کے موقف کو شامل کیا جاسکے۔ ان کا کہنا ہے کہ، "ہم نے مل کر اور اپنے اختلافات بھلا کر کام کرنا سیکھا۔ اگر ہم تبدیلی دیکھنا چاہتے تھے تو ہماری سب سے بڑی ذمہ داری اس تحریک کو متحد رکھنا تھی"۔

مراکش کی حکومت نے منصوبے کے مسودے کی تیاری کی درخواست کی۔ رابعہ کی رابطہ کاری میں مختلف سرکاری محکموں، یونیورسٹیوں اور ملک بھر میں عورتوں کی تنظیموں نے اپنی اپنی آراء پیش کیے۔

رابعہ کے مطابق "۹۹-۱۹۹۸ء کا دور انتہائی اہم تھا۔ ہم نے مل کر کام کیا اور ۱۲ مارچ ۲۰۰۰ء کو رباط میں عورتوں کے جلوس کا اہتمام کیا۔ اس طرح عورتیں مساوی حقوق کیلئے سڑکوں پر نکل آئیں۔ ہم نے تبدیلی کا مطالبہ کیا اور عورتوں کے حقوق کی حمایت اور ان کے احترام پر اصرار کیا۔ لیکن ہماری مہم اس قدر مضبوط تھی کہ قدامت پرست مذہبی قوتیں پریشان ہو گئیں۔

انہوں نے کاسابلانکا (Casablanca) شہر میں ایک بڑے جلوس کا اہتمام کیا جس میں انہوں نے عدم مساوات کا موجودہ نظام برقرار رکھنے کا مطالبہ کیا۔

اس رکاوٹ نے مشترکہ اقدامات کیلئے مزید قوت فراہم کی۔ رابعہ ان کا رد عمل بتاتے ہوئے کہتی ہیں، "ہمیں مل کر کام کرنے اور معاشرے کے مختلف طبقوں کو اپنے ساتھ رکھنے کی اہمیت کا اندازہ ہو چکا تھا۔ ہم نے علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر ماہرین دینیات، ماہرین تعلیم، قانون دانوں، مصنفین، انسانی حقوق کے اداروں اور عورتوں کے حقوق کی تنظیموں کے رہنماؤں سے ملاقات کی۔ ہم نے مذہبی صحیفوں، ثقافتی روایات اور دیگر اصلاحات کے حوالے سے تحقیق کی۔ ہم نے مدونہ میں اصلاحات لانے کیلئے سوچے سمجھے دلائل تیار کیے۔ ہم نے اپنی رائے کے اظہار کے حوالے سے کوئی موقع ضائع نہیں کیا اور ہم تھاق، اعداد و شمار اور ناقابل تردید دلائل جیسے ہتھیاروں سے لیس تھے۔ لیکن، سب سے بڑھ کر، ہم نے واضح پیغام دیا کہ ہماری جدوجہد پر عزم ہے اور وہ مدونہ میں اصلاحات ہونے تک جاری رہے گی۔

اکتوبر ۲۰۰۳ء میں جب مدونہ میں اصلاحات کی گئیں تو رابعہ نصری کے مطابق، "یہ ایک شاندار لمحہ تھا۔" میں نے اس لمحے کیلئے ۲۰ سال سے زیادہ انتظار کیا۔ ہم کامیاب ہوئے، ہم نے کر دکھایا۔ لیکن یہ جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔ ہمیں عورتوں کی مدد کرنی ہے کہ وہ اپنے حقوق کیلئے کس طرح اس قانون سے استفادہ کریں۔ اب ہمیں اس قانون کی تشریح اور اس پر عملدرآمد کیلئے بطور نگران کام کرنا ہے۔"

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ نئے مدونہ کی منظوری کیلئے اتحاد کے قیام سے کس طرح فائدہ ہوا؟
- ☆ اتحاد کے قیام کی دیگر مثالیں کیا ہیں؟
- ☆ کسی بھی اتحاد میں شمولیت اختیار کرنے کے حوالے سے آپ کا اچھا یا برا تجربہ کیا تھا؟
- ☆ اتحاد قائم کرنے کے چند فوائد کیا ہیں؟ اس کے نقصانات کیا ہیں؟

مشق نمبر ۲۔

مشق: اتحاد میں کام کرنا

(تقریباً ۳۰ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ویمنز لرننگ پارٹنرشپ کی جانب سے ۲۰۰۵ء میں شروع کئے جانے والے انٹرنیشنل ویمنز ڈیموکریسی نیٹ ورک (International Women's Democracy Network) کے متعلق معلومات پڑھ کر سنائے۔



۲۰۰۴ء میں جمہوریت کیلئے عالمی مہم (World Movement for Democracy) کی اسمبلی کے تیسرے اجلاس کے موقع پر شرکاء کی جانب سے تجویز کردہ انٹرنیشنل ویمنز ڈیموکریسی نیٹ ورک: International Women's Democracy Network (آئی ڈبلیو ڈی این: IWDN) کے قیام میں ویمنز لرننگ پارٹنرشپ نے مرکزی کردار ادا کیا تھا۔ اسمبلی کے دوران، شرکاء نے جمہوری سرگرمیوں میں عورتوں کی شرکت کے حوالے سے ایک مربوط سلسلہ یا نیٹ ورک کے قیام کے امکانات پر غور کیا۔ بحث کے دوران اس بات پر بھی غور کیا گیا کہ وہ کون سے مقامی اور بین الاقوامی نیٹ ورک ہیں جنہیں قریب لایا جاسکتا ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کے کام میں معاونت کر سکیں اور مشترکہ مقاصد اور وسائل کے حوالے سے تبادلہ خیال کر سکیں۔ شرکاء نے تشویش کا اظہار کیا کہ عورتوں کی نسبتاً کم تعداد جمہوری تحریکوں میں حصہ لے رہی ہے۔

ستمبر ۲۰۰۵ء میں، ڈبلیو ایل پی نے آئی ڈبلیو ڈی این کا سیکرٹریٹ (۱۷) قائم کیا تاکہ رابطہ کاری کیلئے ایک ایسا طریقہ کار مرتب کیا جاسکے جس کے تحت عورتیں مکالمے میں حصہ لیں اور نیٹ ورک کے مقاصد کے حصول کیلئے کوشش کر سکیں۔ زمینی سطح پر کام کرنے والی عورتوں کی تنظیمیں اور متحرک عورتیں قومی اور علاقائی سطح پر رابطہ کاری کے سلسلے قائم کر سکتی ہیں۔ آج، آئی ڈبلیو ڈی این جمہوریت کیلئے سرگرم عورتوں اور ان کی تنظیموں کے درمیان یکجہتی قائم کرنے کا ذریعہ بن چکی ہے۔ وسائل، معلومات اور علم کے تبادلے کیلئے ایک فورم کی حیثیت میں یہ نیٹ ورک عورتوں کو موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ کمیونٹی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر جمہوری اقدار اور اداروں کے قیام اور ترقی میں اپنا حصہ ڈالیں۔

آئی ڈبلیو ڈی این کے مقاصد یہ ہیں:

- ☆ تجربات اور بہترین عمل کا تبادلہ کرنا اور جمہوری کام کیلئے دوسروں کو تربیت دینا؛
- ☆ مقامی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر ممبران کی جانب سے شروع کی جانے والی بیروکاری کی مہم کو ترقی دینا اور اس کی حمایت کرنا۔
- ☆ جمہوریت کیلئے سرگرم افراد اور اداروں کے مابین یکجہتی قائم کرنا اور ان کی حمایت کرنا۔
- ☆ مختلف بین الاقوامی نیٹ ورک کے سلسلوں کے درمیان رابطہ کاری اور ابلاغ بڑھانا۔ بشمول عورتوں اور انسانی حقوق، امن اور ماحولیاتی بہتری کیلئے کام کرنے والے نیٹ ورک۔
- ☆ ایک ایسا آن لائن ریسورس سینٹر (Online Resource Centre) قائم کرنا جو نیٹ ورک کے ترجیحی شعبوں کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہو۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ انٹرنیشنل ویمنز ڈیموکریسی نیٹ ورک کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟
- ☆ تنظیم اور تدبیر کی لحاظ سے ایسا نیٹ ورک قائم کرنے کے کیا فوائد ہیں؟ اس کے کیا نقصانات اور "منفی فوائد" ہیں؟
- ☆ اپنے یا اپنی تنظیم کے وقت اور وسائل کو اس نیٹ ورک میں شامل کرنے سے قبل آپ اس کی رابطہ کاروں سے کیا سوال پوچھیں گے؟
- ☆ آپ اپنے گروپ یا اپنی تنظیم کو ایسے نیٹ ورک میں شامل کرنے کیلئے کیا کہہ کر رضامند کریں گی؟

مشق نمبر ۳۔۷

مشق: نوجوانوں کی تحریک

(تقریباً ۲۰ منٹ)

ایک یاد دہانہ کاروں سے کہیں کہ ذیل میں دی جانے والی کہانی پڑھ کر سنائیں:

☆☆☆☆☆

ویمنز یونین (Women's Union) میں لینا ریوا (Lena Rivas) اور ان کی ساتھی عورتیں دو گھنٹے سے زائد وقت سے ایک اجلاس میں شریک تھیں جس میں عورتوں کے حقوق کے فروغ کیلئے کوششوں میں مزید نوجوان عورتوں کو شامل کرنے کی تدبیر پر غور کیا جا رہا تھا۔ نظر دوڑانے پر تمام شرکاء ہنس پڑیں کیونکہ ان میں سب سے کم عمر عورت ۴۱ برس کی تھی۔ باقی عورتیں تقریباً ۵۰ کی دہائی میں تھیں۔ عورتوں کے حقوق کی جدوجہد کو اگلی نسل تک منتقل کرنے کے حوالے سے ان سے کہاں غلطی ہو گئی تھی؟

یوں لگتا تھا کہ نوجوان عورتیں سمجھتی ہیں کہ ان کی آزادی خود بہ خود بڑھ جائے گی۔ وہ نہیں سمجھ پائی تھیں کہ ویمنز یونین کی اراکین نے گذشتہ دہائیوں میں عورتوں کیلئے بنیادی آزادیاں کس جدوجہد کے ذریعے حاصل کیں۔ لیکن یہ سب کے وقت کا ضیاء تھا کہ وہ بیٹھ کر اس بات پر بحث کریں کہ نوجوانوں نے ان کی قربانیوں اور کوششوں کو نہیں سراہا۔ ویمنز یونین کو مستقبل پر نظر رکھنی تھی۔

لینا نے دلیل دی کہ اپنے کام کو نوجوان عورتوں کیلئے متعلقہ بنانے کیلئے انہیں زیادہ محنت کرنی پڑے گی۔ انہوں نے سوال کیا، "آج کے دور میں نوجوان عورتوں کو کون سی چیز اہم معلوم ہوتی ہے؟" کئی عورتوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے

جواب دیا "موسیقی؟ کپڑے؟ ٹیکسٹ میسج؟"

لیکن ایک عورت نے سوال کیا، "کالج جا کر شادی کیلئے نفسی شخص ڈھونڈنے کا خیال کیسا ہے؟" ایک اور عورت نے تجویز دی کہ "کیا انہیں اپنی ملازمت پر توجہ دینی چاہیے یا پھر گھر بیٹھ کر ماں کا کردار ادا کرنا چاہیے؟" تیسری عورت کا کہنا تھا کہ "شاید ہمیں چاہیے کہ نوجوان عورتوں کو ورکشاپ میں شرکت کی دعوت دے کر ان کے مسائل معلوم کریں تاکہ ہم انہیں بہتر انداز سے سمجھ سکیں، اور اس موقع پر انہیں ویمینز یونین اور اپنی تاریخ کے متعلق بتائیں۔"

"لیکن ہمیں اسے ورکشاپ کا نام نہیں دینا چاہیے، مجھے یقین ہے کہ میری بیٹی ایسی ورکشاپ میں ہرگز آنا پسند نہیں کرے گی جس میں بوڑھی عورتیں شریک ہوں۔"

"کیسا رہے گا کہ ویمینز یونین اپنے کام کی توثیق کیلئے کسی نامور شخصیت کو مدعو کرے، یا کوئی ایسا مشہور شخص جو ہماری تنظیم کا حصہ بنے اور نوجوان عورتوں میں مقبول ہو؟ کوئی ایسا شخص جو خیراتی سرگرمیوں میں شریک ہو اور نوجوان عورتوں کے مستقبل کے بارے میں فکر مند ہو۔"

"اگر ایسا کوئی شخص مل جائے تو اچھا ہوگا۔ لیکن ہمیں توجہ نوجوان عورتوں پر رکھنی چاہیے اور اس پر کہ ویمینز یونین آج کے دور میں عورتوں کیلئے کیا کر سکتی ہیں۔"

"میں نہیں سمجھتی کہ میری بھتیجیاں عورتوں کی تنظیموں سے وہی کچھ چاہتی ہیں جس کیلئے ہم برسوں سے لڑ رہے ہیں۔"

"ضروری نہیں کہ یہ درست ہو۔ جنسی طور پر ہراساں کرنا، دفاتر میں ترقی کے موقع نہ ملنا، صنفی برابری کو یقینی بنانے کیلئے جائیداد کے حقوق۔۔۔ یہی وہ مسائل ہیں جو آج بھی اتنے ہی اہم ہیں جتنے ۲۰ سال پہلے تھے۔"

لینا نے اپنا ہاتھ اٹھایا۔ "ساتھیو! ہم کئی گھنٹوں سے بحث کر رہے ہیں۔ کیا ہم اس بات پر اتفاق کر سکتے ہیں کہ ہم زیادہ سے زیادہ نوجوان عورتوں کو جمع کریں، اور ایسا کرنے کیلئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ آج کی نوجوان عورت کن مسائل کو اہمیت دیتی ہے؟ اور یہ کہ ہمیں ویمینز یونین کو پر جوش اور متعلقہ بنانے کے طریقے ڈھونڈنا ہوں گے۔ اس مقصد کیلئے ہم نمایاں شخصیات کو بلا سکتے ہیں، موسیقی کے پروگرام اور دیگر پروگرام کا انعقاد کر سکتے ہیں۔"

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

☆ آپ کی رائے میں نوجوان عورتوں کو راغب کرنے کیلئے جو کچھ ویمینز یونین کی ارکان کو کرنا ہے وہ حقیقت پسندی پر مبنی ہے؟ کیوں اور کیوں نہیں؟

- ☆ اگر آپ ویمنز یونین کے اجلاس میں موجود ہوتیں تو کیا تجاویز پیش کرتیں؟
- ☆ فرض کریں کہ ویمنز یونین اپنی اگلی جدوجہد کیلئے نوجوان عورتوں کی بڑی تعداد کو اپنی طرف راغب کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو نوجوان عورتوں کی موجودگی سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کیلئے وہ کن اقدامات پر عمل کر سکتی ہے؟
- ☆ اپنے کام کے حوالے سے ویمنز یونین میڈیا کی توجہ کس طرح حاصل کر سکتی ہے؟
- ☆ نوجوان عورتوں کے ساتھ ان کی دلچسپی کے امور پر مشورہ کرنا کتنی اہمیت رکھتا ہے؟

مشق نمبر ۴۔ ۷

مشق: ہمارا اپنا اتحاد

(تقریباً ۴۵ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ دیگر تنظیموں کے ساتھ مل کر (۱۸) کام کرنے کے حوالے سے ذیل میں دیا جانے والا بیان پڑھ کر سنائے:

شراکت، تعاون، نیٹ ورک اور اتحاد

شراکت، تعاون، نیٹ ورک اور اتحاد ایسے تعلقات ہیں جن میں تنظیمیں یا افراد مقاصد کے حصول کیلئے اپنی معلومات اور وسائل آپس میں بانٹتے ہیں۔ دیگر تنظیموں کے وسائل اور خدمات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ زیادہ موثر بن سکتی ہیں اور وہ تنظیمیں بھی آپ کی مہارت اور مدد سے استفادہ کر سکتی ہیں۔

تاہم، ساتھ مل کر کام کرنے کے کچھ نقصانات بھی ہیں۔ سب سے عام نقصان گروپ کی فیصلہ سازی کی رفتار میں کمی واقع ہونا یا پھر، چند معاملات میں، فیصلے کرنے کی صلاحیت نہ ہونا۔ ہر تنظیم فیصلہ سازی اپنے ہی طریقے سے کرتی ہے۔ لہذا، فیصلے کرنے میں اگر زیادہ تنظیمیں شامل ہوں تو اتفاق رائے کیلئے زیادہ اقدامات ضروری ہوں گے اور نا اتفاقی پیدا ہونے کے امکانات بڑھ جائیں گے۔ دوسرا بڑا نقصان وقت، توانائی اور ایسے وسائل کا زیاں ہوتا ہے جنہیں اتحادی ساتھیوں کے درمیان ابلاغ کرنے کیلئے استعمال کرنا چاہیے تاکہ اتحاد کی ضروریات اور اگلے

اقدامات پر عمل کیا جاسکے۔

اس کے بعد، بورڈ پر گروپ کے سیشن ۴ کا مقصد تحریر کریں۔ تین کالم بنائیں اور گروپ سے کہیں کہ وہ سیشن ۴ کا مقصد کے حوالے سے مندرجہ ذیل پر غور و خوض کرے:

تنظیمیں، ایجنسیاں، سیاسی جماعتیں، میڈیا اور دیگر ایسے گروپ جو ہمارے کام کی مخالفت کرتے ہیں	تنظیمیں، ایجنسیاں، سیاسی جماعتیں، میڈیا اور ایسے گروپ جو اس مقصد پر کام نہیں کر رہے لیکن شاید ہمدردی رکھتے ہیں	تنظیمیں، ایجنسیاں، سیاسی جماعتیں، میڈیا اور ایسے گروپ جو اس مقصد پر پہلے ہی کام کر رہے ہیں

گروپ سے پوچھیں کہ مذکورہ بالا تنظیموں میں وہ کون سی پانچ (یا پانچ سے زیادہ) تنظیمیں ہیں جن کے ساتھ وہ کام کرنا چاہیں گے۔ اپنی فہرست میں شامل تنظیموں کے گرد دائرہ لگائیں۔

گروپ کو جوڑوں میں تقسیم کر دیں۔ ہر جوڑے سے کہیں کہ وہ دائرہ لگائی ہوئی تنظیموں میں سے ایک یا دو پر غور کرے تاکہ ہر ایک تنظیم پر بحث ہو سکے۔

ہر جوڑے سے کہیں کہ وہ کاغذ پر ذیل کے متعلق نوٹس لکھے:

- ☆ اس تنظیم کے ساتھ کام کر کے وہ کیا حاصل کر سکیں گی؟
- ☆ ممکنہ تنازعات، مشکلات اور پیچیدگیاں کیا ہو سکتی ہیں؟

گروپ کو دوبارہ اکٹھا کریں اور ہر جوڑے سے کہیں کہ وہ اپنے نتائج پیش کرے۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ سیشن ۴ کا مقصد پر پہلے ہی سے کام کرنے والی تنظیموں، ایجنسیوں، سیاسی جماعتوں، میڈیا اور دیگر گروپوں کی فہرست کا تنوع کیا ہے؟ کیا یہ تمام گروپ عورتوں کے ہیں؟
- ☆ سیشن ۴ کا مقصد کے حصول کیلئے کیا آزادانہ طور پر کام کرنے والی تنظیم کے مقابلے میں کوئی اتحاد زیادہ موثر کارکردگی دکھائے گا؟

- ☆ مل کر کام کرنے کے نتیجے میں تنظیموں کو کس طرح کی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے؟ کیا ان رکاوٹوں پر قابو پایا جاسکتا ہے؟
- ☆ کیا ہر ساتھی تنظیم اتحاد کے کام میں حصہ ڈالنا چاہتی ہے یا اس کی کوششوں سے شہرت یا انفرادی مراعات حاصل کرنا چاہتی ہے؟
- ☆ کیا اتحاد میں شامل ہر ساتھی دیگر تنظیموں کو قبول کرتی ہیں؟
- ☆ میڈیا (اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور دیگر) کے نمائندوں کے ساتھ اتحاد قائم کرنا کتنی اہمیت رکھتا ہے؟ کیوں؟
- ☆ سماجی انصاف کیلئے کام کرنے والی دیگر تنظیموں کو ساتھ ملانا کتنا اہم ثابت ہو سکتا ہے؟
- ☆ ایک مرتبہ پھر، مل کر بورڈ پر لکھی ہوئی فہرست کا جائزہ لیں۔ شرکاء سے پوچھیں کہ کیا وہ ممکنہ ہمہ کاروں کی فہرست میں کسی گروپ کا اضافہ یا کمی کرنا چاہتی ہیں۔ کیوں اور کیوں نہیں؟

آٹھواں سیشن

ذاتی ابلاغ کرنے کے طریقے

(تقریباً تین گھنٹے)

سیشن کے مقاصد

- ☆ عورت اور مرد قائدین کے قوت مشاہدہ میں فرق کا جائزہ لینا
- ☆ لفظی اور غیر لفظی ذرائع کے تحت اپنا پیغام پہنچانے کے طریقوں کا جائزہ لینا
- ☆ "گندی سیاست" کے حوالے سے اپنے خدشات پر بحث کرنا اور، عوامی اور سیاسی میدان میں کھلی عداوت اور زن بیزاری کا مقابلہ کس طرح کیا جائے

مشق نمبر ۸۔

مشق: کیا اچھی قیادت کی کوئی صنف ہوتی ہے؟

(تقریباً ۳۰ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ذیل میں چلی (Chile) کی صدر مشیل باشلیٹ (Michelle Bachelet) کا بی بی سی کے پروگرام "ہارڈ ٹاک" (Hard Talk) میں میزبان گیون ایسلر (Gavin Esler) کو دیئے گئے انٹرویو کے اقتباسات پڑھ کر سنائے (۷/۷ اپریل ۲۰۰۸ء):

☆☆☆☆☆

ایسلر:..... کیا عورتوں کی قیادت کو مردوں کی قیادت سے مختلف انداز میں پرکھا جاتا ہے؟

صدر باشلیٹ:..... میں اس سے اتفاق کرتی ہوں۔ مثال کے طور پر، کسی نے مجھے بتایا کہ چلی میں اخبارات میرے دورہ انگلینڈ کے بارے میں تبصرے کر رہے ہیں۔ گزشتہ روز جب میں ملکہ برطانیہ سے ملنے گئی تو میرے کپڑے پہننے کے طریقے اور ان کے رنگ کے متعلق خبریں چھپیں۔ قیادت کے متعلق ایسی باتیں کبھی زیر بحث نہ آتیں اگر قائد مرد ہوتا۔ اس کے برعکس، بحث یہ ہوتی کہ مرد قائد ذہین ہیں یا نہیں، کیا وہ اچھا بولتے ہیں، کیا جن منصوبوں کا وہ دفاع کر رہے ہیں وہ درست ہیں یا نہیں، کیا آپ ان سے اتفاق کرتی ہیں یا نہیں۔۔۔۔

مجھے یاد ہے جب صدر ریکارڈو لگوس (Ricardo Lagos) کسی بات پر جذباتی ہو جاتے تھے، مثلاً انسانی حقوق کے مسئلہ پر یا کسی ایسی بات پر جو انہیں تکلیف پہنچاتی تھی، تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے تھے۔ سب لوگ کہتے تھے، "دیکھو! کتنا حساس آدمی ہے، کتنا باشعور شخص ہے"۔ اگر میں آنسو بہاتی تو میڈیا میں کہا جاتا کہ "وہ اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پائیں، پاگل ہیں"۔ ہمیشہ یوں ہی ہوتا رہا ہے۔ اگر کوئی مرد مشکل فیصلہ کرے تو کہا جاتا ہے کہ وہ سچا اور باکردار شخص ہے لیکن ایسا ہی سخت فیصلہ عورت کرے تو کہا جاتا ہے، "ایسا فیصلہ کرنے پر اس کے مشیر نے آمادہ کیا"۔

یہ وقت کی بات ہے۔ یہ عورتوں کیلئے ثقافتی تبدیلی کا معاملہ ہے کہ ان میں صلاحیت ہے، خوبیاں ہیں، وہ نظر نہیں آتیں لیکن زندگی میں انہیں اپنی مرضی کے مطابق معاشرہ تخلیق کرنے کا موقع ضرور ملے گا۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- گروپ سے کہیں کہ وہ ایک مضبوط قائد کی خاصیتوں پر غور و خوض کرے۔ فہرست کو بورڈ پر لکھیں۔
- ☆ جو خاصیتیں بورڈ پر لکھی گئی ہیں کیا ان میں سے کچھ، کبھی کبھی عورتوں کیلئے منفی تصور کی جاتی ہیں؟
- ☆ جو خاصیتیں بورڈ پر لکھی گئی ہیں کیا ان میں سے کچھ، کبھی کبھی مردوں کیلئے منفی تصور کی جاتی ہیں؟

مشق نمبر ۲-۸

مشق: قیادت کیلئے میری اپنی کشمکش اور جدوجہد کیا ہے؟

(تقریباً ۲۰ منٹ)

گروپ کو جوڑوں کی شکل میں تقسیم کر دیں۔ ہر شریک سے کہیں کہ وہ اپنی ساتھی کو اپنے کسی تجربے (یا کسی جاری جدوجہد چاہے وہ دفتر میں ہو یا خاندان کے ساتھ) سے آگاہ کرے جس میں اس نے اپنی صنف، نسوانیت اور اچھی "عورت" ہونے کو موثر منتظم، مینیجر یا قائد سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی تھی یا اس کی کوشش جاری ہے۔ وقت کا خیال رکھیں تاکہ ہر ایک کو بات کرنے کیلئے پانچ منٹ مل سکیں۔ ہر پانچ منٹ بعد، اعلان کریں کہ اب جوڑے میں دوسری ساتھی کی باری ہے۔ جب گروپ دوبارہ مل کر بیٹھ جائے تو رضا کاروں سے کہیں کہ وہ بتائیں کہ انہوں نے کیا دیکھا اور کیا سیکھا۔

مشق نمبر ۳-۸

مشق: آپ کیا مشورہ دیں گی؟

(تقریباً ۴۵ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ذیل میں دیئے گئے امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن (Hillary Clinton) کی میڈیا میں خبروں کے متعلق ڈبلیو ایل پی کے ادارے کو پڑھ کر سنائے۔

☆☆☆☆☆

فروری ۲۰۰۹ء ڈبلیو ایل پی

سنجیدگی سے بتائیے: کیا آپ یہی ہلیری کلنٹن کے متعلق جاننا چاہتی ہیں؟

گزشتہ سال، واشنگٹن پوسٹ میں خبر شائع ہوئی جس میں سینیٹر ہلیری کلنٹن کے لباس پر تبصرہ کیا گیا تھا۔ قارئین کو معلوم ہوا کہ صدارتی امیدوار نے کالی قمیص پر گلابی رنگ کا جیکٹ پہنا ہوا تھا۔

اور اس کے چند ماہ بعد، اے بی سی نیوز (ABC News) نے خبر دی کہ "نیویارک سے تعلق رکھنے والی سینیٹر، پورٹس موٹھ کے کیفے ایکسپریس (Cafe Espresso) میں عورتوں کے سوالوں کے جواب دے رہی تھیں کہ ایک عورت سے پوچھے جانے والے سوال پر، کہ آپ شاندار اور پرکشش کیسے رہتی ہیں، وہ جذباتی ہو گئیں۔"

جذباتی ہو گئیں؟ ان کا کہیں یہ تو مطلب نہیں تھا کہ وہ رو پڑیں، چلانا شروع کر دیا؟ یا پھر کہیں انہوں نے سینا کو بی کر کے اپنے کپڑے تو نہیں پھاڑ دیئے؟

کلنٹن نے واضح کیا، "یہ آسان نہیں، اگر مجھے اس بات پر یقین نہ ہوتا کہ میں یہ کر سکتی ہوں تو میں یہ کام نہیں کر پاتی۔ مجھے اس ملک نے کئی موقع دیئے ہیں۔ میں ہم سب کو پیچھے گرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی۔"

اے بی سی نیوز نے دیگر ایسے موقعوں کے متعلق بھی بتایا جب ہلیری کلنٹن کی آنکھوں میں آنسو آگئے، وہ جذباتی ہو گئیں، پریشان لگنے لگیں اور، سب سے بڑھ کر، چلانے لگیں۔

کلنٹن کا کہنا تھا، "تبدیلی لانا تقریر کرنا نہیں ہوتا، یہ سخت محنت کا کام ہے۔" لیکن خبر میں محتاط انداز سے یہ بتایا گیا تھا کہ انہوں نے "ذرا اونچی آواز" میں مزید کہا کہ "میں تبدیلی لانا چاہتی ہوں، میں پہلے ہی تبدیلی لاسکتی ہوں۔ میں صرف تبدیلی کے وعدے پر عمل پیرا نہیں ہوں، ہمیں اپنے ملک میں لوگوں کو غلط امیدیں نہیں دینا چاہئیں کہ انہیں کیا کچھ دیا جاسکتا

ہے۔" اور اس کے بعد لگی لپٹی کے بغیر ہمیں معلوم ہوا کہ ہلیری کلنٹن نے اونچی آواز میں یہ کہا کہ، "میرے خیال میں ملک میں عورت کا پہلی مرتبہ صدر بننا ہی بہت بڑی تبدیلی ہوگی۔"

شور شرابے نے خبر کے مصنف کو یہ سوال اٹھانے پر مجبور کر دیا کہ آیا، "حالیہ عوامی اجلاسوں میں کلنٹن بہت زیادہ جذباتی، بہت زیادہ حساس یا پھر بہت زیادہ کمزور معلوم ہوتی ہیں۔"

واقعی؟ بہت زیادہ جذباتی؟

اگرچہ معروف ڈیزائنر ڈونا کیرین (Donna Karen) کے بنائے ہوئے کالے لباس میں ہلیری کلنٹن کا تاثر چاہے سینیٹر جیسا نہ ہو، لیکن وہ ایک طاقتور شخصیت پیش کر رہا تھا۔ "ان کی جب تصویریں بنائی جا رہی تھیں تو انہوں نے ڈونا کیرین کا بنایا ہوا لباس پہنا ہوا تھا۔"

چونکہ اب وہ وزیر خارجہ ہیں، اس لئے میڈیا کو کلنٹن کے کپڑوں کے بجائے دیگر امور پر زیادہ توجہ رکھنی چاہیے۔ کیونکہ عالمی سیاسی تنازعات طے کرنا بھی فیشن کا ہی حصہ ہے!

دائرے میں سرگرمی

ہر شریک سے کہیں کہ:

☆ ہلیری کلنٹن کو مشورہ دیں کہ انہیں کس طرح بولنا، لباس پہننا، اٹھنا بیٹھنا چاہیے اور وہ اپنا پیغام کس طرح پیش کریں۔

☆ ہر شریک واضح کرے کہ اس نے یہ مشورہ کیوں دیا اور یہ کسی بھی عورت سیاسی رہنما کیلئے اہم مشورہ کیوں ہوگا؟

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

☆ کیا عورت قائد عوام کے سامنے سچی، بے جھجک، ناراض یا جذباتی ہو سکتی ہے؟ کیوں اور کیوں نہیں؟ کیا مرد قائد ایسے ہو سکتے ہیں؟

☆ کیا جذبات، جنسی کشش اور سختی کسی عورت قائد کیلئے قابل قبول خصوصیات ہیں؟ کیوں اور کیوں نہیں؟ کیا عوام کے سامنے کسی عورت قائد کیلئے یہ خصوصیات ظاہر کرنا قابل قبول ہیں؟ کیوں اور کیوں نہیں؟

☆ توازن کا وہ کیا معیار ہے جس کے تحت آپ خود کو بطور ایک قائد پیش کر سکتی ہیں؟ آپ قیادت کے حوالے سے کیا خصوصیات لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کر رہی ہیں؟

مشق نمبر ۴-۸

مشق: ذاتی معاملہ سیاسی ہے

(تقریباً ۳۰ منٹ)

ایک یا زیادہ رضا کاروں سے کہیں کہ وہ ذیل میں دی گئی کہانی پڑھ کر سنائیں:

☆☆☆☆☆

میرا گپتا حفظانِ صحت کی آگہی کے حوالے سے ایک مہم "کمپین فار گڈ ہائی جین: Campaign for Good Hygiene (سی جی ایچ: CGH) میں گزشتہ چار سال سے ورکشاپ کی قائد ہیں۔ وہ اور سی جی ایچ میں ان کی ساتھی، بچوں اور بڑوں کو حفظانِ صحت کے اصولوں پر عمل کرنے کے فوائد کے متعلق لیکچر دیتی ہیں۔ ورکشاپ کروانے کے علاوہ، دیگر ورکشاپ قائدین کی تربیت کی ذمہ داری بھی میرا کی ہے۔ ان کے اکثر دوروں کے دوران ان کے ساتھ نوجوان انٹرن (intern) یا زیر تربیت قائد ہوتی تھیں۔

ورکشاپ سے ہر ہفتے قبل، کسی بھی گاؤں یا قصبے کا دورہ کرنے سے پہلے میرا اس کے متعلق تحقیق کرتی ہیں تاکہ وہاں کے لوگوں اور ان کی تاریخ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کی جاسکے۔ وہ ورکشاپ کے زیر تربیت شرکاء سے اکثر کہتی ہیں کہ وہ ورکشاپ کے حاضرین کی عمر، تعلیم، مذہبی پس منظر اور صنف کے متعلق سوالات پوچھیں۔ کسی بھی تقریب سے چند دن پہلے، میرا اور ان کے زیر تربیت ساتھی تیاری کرتی ہیں کہ انہیں کون سی چیزوں کی ضرورت پیش آئے گی، وہ کون سی مشقیں استعمال کریں گی، پریکٹس سیشن کس طرح کروائیں گی، حتیٰ کہ اپنے لباس کے متعلق بھی تیاری کرتی ہیں۔

حال میں میرا اور ان کی زیر تربیت ایک انٹرن سے درخواست کی گئی کہ وہ ایک دیہی علاقے میں قائم کپڑا بنانے کے کارخانے میں حفظانِ صحت کے متعلق ورکشاپ منعقد کریں۔ یہاں کام کرنے والی سب عورتیں تھیں جو زیادہ تر بڑھی لکھی نہیں تھیں اور ان میں سے بیشتر کا تعلق روایتی خاندانوں سے تھا۔ یہ میرا کی انٹرن کی پہلی ورکشاپ تھی اور وہ بہت پر جوش نظر آ رہی تھی، لیکن کچھ گھبرائی ہوئی بھی تھی۔ میرا نے اسے مناسب اور سادہ لباس پہننے کا مشورہ دیا۔ میرا نے اس سے علاقے کے خاندانوں کی تاریخ اور کپڑا بننے کی صنعت سے ان کے تاریخی تعلق کے حوالے سے بات چیت کی۔

جب وہ دونوں کپڑا بنانے کے کارخانے پہنچیں، تو انٹرن کو اطمینان ہوا کیونکہ جس طرح کے کپڑے وہاں سب کام کرنے والی عورتوں نے پہنے ہوئے تھے بالکل اسی طرح کا کالے رنگ کا لباس اس نے بھی پہن رکھا تھا۔ واضح، صاف اور سیدھی سادھی زبان اور الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے میرا نے وہاں کام کرنے والی عورتوں کو اپنے آنے کا مقصد اور ورکشاپ میں

زیر بحث آنے والے موضوعات سے آگاہ کیا۔ اپنی کئی ورکشاپوں میں میرا شرکاء کو چھپا ہوا مواد فراہم کرتی ہیں، لیکن اس مرتبہ انہوں نے ایسا نہیں کیا کیونکہ زیادہ تر شرکاء پڑھ نہیں سکتی تھیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ ورکشاپ میں شرکت کرنا ضروری نہیں ہے، لیکن انہوں نے ہر ایک کو شرکت کرنے کیلئے گرجوشی سے دعوت دی۔

عورتوں کو دائرے میں بیٹھنے کی تجویز دینے کے بعد، میرا نے شرکاء کو اپنی انٹرن سے متعارف کرایا اور شرکاء سے کہا کہ وہ اپنا تعارف کرائیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ ان کے ساتھ آنے والی انٹرن ورکشاپ کی قیادت کرنے کے طریقے سیکھ رہی ہے۔ میرا نے ورکشاپ کی شرکاء کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ بھی اپنی اپنی ورکشاپ کی قیادت کرنے پر غور کریں۔ انہوں نے ورکشاپ کی شرکاء کو پیشکش کی کہ اگر وہ اپنی ورکشاپ کی قیادت کرنا چاہتی ہیں تو وہ خود انہیں تربیت دیں گی۔ انہوں نے عورتوں کو ان سے رابطہ کرنے کیلئے معلومات بھی فراہم کیں۔ اس کے بعد میرا اور ان کی انٹرن نے ورکشاپ کے موضوعات پیش کرنا شروع کئے۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ ورکشاپ کے انعقاد سے قبل، میرا شرکاء کی تاریخ اور ان کے پس منظر کے بارے میں کیوں معلومات حاصل کرتی تھیں؟
- ☆ کیا آپ انٹرن کو کوئی اور مفید مشورہ یا تجاویز دیتیں؟ اگر ہاں، تو وہ کیا ہیں؟
- ☆ ورکشاپ کی شرکاء کو خود اپنی ورکشاپ کرنے کے مشورے کے طویل اور قلیل مدتی فوائد کیا ہو سکتے ہیں؟
- ☆ میرا کے رویے کے حوالے سے آپ کو کون سے اقدامات، طریقے اور عمل زیادہ اچھے لگے؟
- ☆ کمیونٹی میں قائد بننے کیلئے وہ نوجوان عورتوں کی مدد کس طرح کر رہی ہیں؟
- ☆ اگر آپ ورکشاپ کی قیادت کر رہی ہوئیں تو کیا اضافی اقدامات کرتیں؟

مشق نمبر ۵-۸

مشق: معاملات واقعی "خراب" ہونے کی صورت میں ہم کیا کر سکتے ہیں؟

(تقریباً ۳۰ منٹ)

ایک یا دو رضا کاروں سے کہیں کہ وہ ذیل میں دی گئی کہانی پڑھ کر سنائیں:

☆☆☆☆☆

بین الاقوامی میڈیا میں یہ اطلاعات سامنے آنے کے بعد، کہ میسر صاحب نے شہر کے تمام محکموں میں عورتوں کی بھرتی اور ان

کے تقرر پر پابندی عائد کر دی ہے، جائیداد میں سرمایہ کاری کرنے والے ایک مالدار کی اہلیہ، زینا شریف، کوفوری طور پر شہر کے منصوبہ بندی کمیشن (City Planning Commission) میں مقرر کر دیا گیا۔ یہ خبر ملک بھر میں اور ملک سے باہر میڈیا میں شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی کیونکہ میسر صاحب پہلے ہی انسانی حقوق کی کانفرنس میں اپنی شرکت کی تشہیر کر رہے تھے۔ اگرچہ ان کا تقرر متنازع بن چکا تھا لیکن اس کے باوجود زینا شریف کمیشن میں بہترین کارکردگی دکھانے پر عزم تھیں۔

کمیشن کے پہلے اجلاس سے ہی، زینا سمجھ گئی تھیں کہ انہیں ایک مشکل جنگ کا سامنا ہے۔ ان کے شوہر نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ آئندہ اجلاسوں میں شرکت نہ کریں۔ ان کے کمیشن کے ساتھ سیاسی رابطے تھے اور اسی لئے وہ محسوس کرتے تھے کہ زینا کیلئے بہترین راستہ یہ تھا کہ وہ کچھ نہ کریں۔ لیکن شہر کے مرکز میں قائم غیر قانونی آبادی کے حوالے سے ایک طوفان بپا ہونے کو تھا۔ شہر میں قائم باغ کے ساتھ ہی ہزاروں بے گھر افراد نے آہستہ آہستہ جھونپڑیاں ڈال دی تھیں۔ ان جھونپڑیوں میں اضافے کی وجہ یہ تھی کہ یہاں ایک چھوٹی گھاٹ واقع تھی اور جھونپڑیوں کے رہائشی اس کا پانی دھونے دھلانے اور کوڑا پھینکنے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ زینا کو معلوم تھا کہ شہر کی گلیوں میں آوارہ گردی کرنے والے سیکڑوں، بچے، طوائفیں، بھیک مانگنے والے اور کچرا چھننے والے انہی جھونپڑیوں میں رہتے ہیں اور اگر انہیں گرا دیا گیا تو وہ بالکل بے گھر ہو جائیں گے۔ انہیں ڈر تھا کہ بہت سے افراد تو سڑکوں پر ہی مرجائیں گے۔

جب زینا نے دیگر کمشنروں سے ان جھونپڑیوں کو منہدم کرنے کے بارے میں بات کرنے کی کوشش کی تو انہیں نظر انداز کر دیا گیا۔ رسمی اجلاس کے دوران بھی، اگرچہ انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھایا لیکن چیئر مین نے انہیں بولنے کا موقع نہیں دیا۔ اس کے بعد جھونپڑیوں کے حوالے سے صرف ایک اجلاس ہونا باقی تھا۔ چیئر مین نے تمام کمشنروں کو مشورہ دیا کہ اگلی دو پہر دو بجے ووٹ کے ذریعے حتمی فیصلہ کرنے کیلئے وقت پر پہنچیں۔

زینا نے اگلے ۲۴ گھنٹے ہر اس شخص سے رابطہ کرنے میں گزار دیئے جو جھونپڑیوں کو منہدم کرنے کے معاملے میں سیاسی طور پر مدد کر سکے۔ اس ہی کوشش میں انہوں نے ایک بڑے بازار کے مالک کو ان کے عشائیہ سے باہر بلا کر جھونپڑیاں منہدم نہ کرنے کی درخواست پر دستخط کروائے۔ اگلی دو پہر تک انہوں نے نو مختلف تاجر رہنماؤں سے درخواست پر دستخط حاصل کر لئے تھے۔ انہوں نے اجلاس کیلئے تیاری مکمل کی اور چند منٹ پہلے پہنچیں تاکہ نمایاں نشست پر بیٹھ سکیں۔

جب وہ اجلاس گاہ میں داخل ہوئیں تو حیران رہ گئیں کیونکہ وہاں سب پہلے سے ہی موجود تھے۔ چیئر مین زینا کو دیکھ کر مسکرائے اور کہا، "آہا! میڈم شریف، بالآخر آپ آگئیں خیر، ہم نے ووٹ آدھے گھنٹے پہلے ڈال دیئے۔ مجھے افسوس ہے کہ طوائفوں اور گندے بچوں کے متعلق ہم آپ کی درخواست نہ سن سکے۔" زینا کو زبردست دھچکا لگا۔ چیئر مین پھر مسکرائے،

جبکہ دیگر افراد نے قبضہ لگایا۔ اور اس کے بعد وہ سب فوری طور پر روانہ ہو گئے۔ جیسے ہی دروازہ بند ہوا، تو زینا کو اونچی آواز میں یہ طنزیہ جملہ سنائی دیا، "دو پہرہ دو بجے!! کتنی بیوقوف عورت ہے۔"

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ اس کہانی کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے؟ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ حقیقی زندگی میں ایسا ہو سکتا ہے؟
- ☆ کیا کوئی ایسے دیگر اقدامات ہو سکتے تھے جن کی مدد سے زینا کمیشن کے ارکان پر زیادہ اثر انداز ہو سکتی تھیں؟
- ☆ جب انہیں احساس ہوا کہ انہیں جان بوجھ کر میننگ کیلئے غلط وقت بتایا گیا تھا تو ان کا رد عمل کیا ہونا چاہیے تھا؟
- ☆ کیا آپ زینا کو کوئی مشورہ دینا چاہیں گی؟ اگر آپ زینا کی جگہ ہوتیں تو کیا کرتیں؟
- ☆ اگر آپ زینا کی ساتھی ہوتیں تو آپ ان کی کامیابی کیلئے کس طرح ان کی مدد کرتیں؟ سیاسی عہدے پر فائز عورت کی مدد کرنے کیلئے دیگر عورتیں اور مرد کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟

نواں سیشن

گفت و شنیدر سمجھوتہ ارنہ قابل گفت و شنید

(تقریباً تین گھنٹے)

سیشن کے مقاصد

- ☆ غور کرنا کہ کس طرح گفت و شنید آپ کو اپنے مقصد کے قریب لے جاسکتی ہے
- ☆ سیاسی میدان میں "سمجھوتہ" کرنے کے حوالے سے حقائق اور فرضی قصوں کا جائزہ لینا
- ☆ "نا قابل گفت و شنید" امور کی حد کا تعین کرنے کے طریقے ڈھونڈنا

مشق نمبر ۹۔

مشق: نئے راستے ڈھونڈنا

(تقریباً ۳۰ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ذیل میں کینیڈا کی سابق وزیر اعظم اور وزیر انصاف کم کیمپ بیل (Kim Campbell) (۱۹) کی اسلحہ کے نئے قانون پر ہونے والی گفت و شنید کے حوالے سے ان کے تجربے کی کہانی پڑھ کر سنائے۔

☆☆☆☆☆

"جب میں وزیر انصاف تھی اور ایک دن مجھے فیصلہ کرنے میں دقت پیش آرہی تھی تو میرے چیف آف اسٹاف نے مجھ سے کہا: 'آپ ان تجاویز سے خوش نہیں لگتیں جو آپ کے سامنے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا، 'تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟' میرے چیف آف اسٹاف کا جواب تھا: 'کیونکہ عموماً آپ جلدی فیصلہ کرتی ہیں۔ جب آپ اس وقت فیصلہ نہیں کر پار ہیں تو اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ آپ کے سامنے جو تجاویز رکھی گئی ہیں ان سے آپ خوش نہیں ہیں۔'

۱۹۔ عزت مآب کمپ بیل بی بی سی، کیوی، ۱۹۹۳ء میں کینیڈا کی ایسوسی اٹڈ اور ملک کی پہلی خاتون وزیر اعظم تھیں۔ انہوں نے کابینہ میں کئی دیگر تھیں بھی سنبھالے ہیں جن میں وزیر مملکت برائے امور بھارت اور ترقی برائے شمالی علاقہ جات، وزیر انصاف اور انارٹی جنرل، وزیر دفاع، وزیر برائے امور سابق افواج شامل ہیں۔ اس کے بعد، انہوں نے اس ایجنس میں کینیڈا کے قونصل جنرل کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں، ہارورڈ میں کینیڈی اسکول آف گورنمنٹ میں پڑھایا اور ولڈوین لیڈرز کی کونسل کی صدر بھی رہیں۔ وہ عورتوں کے بین الاقوامی فورم کی صدر بھی رہ چکی ہیں جبکہ کب آف میڈرڈ کی سیکریٹری جنرل کے طور پر بھی فرائض انجام دے چکی ہیں۔ آج، وہ کئی بین الاقوامی تنظیموں کے ہارڈ اور مشاورتی کمیٹیوں کی رکن ہیں؛ ان تنظیموں میں کلب آف میڈرڈ، کیویس فاؤنڈیشن فار ایجنڈا گورننس، کرائسٹس گروپ، مائلک اسٹی ٹیوٹ، مل پاورز اینڈ ٹیوٹو، عرب ڈیموکریسی فاؤنڈیشن، فورم آف فیڈریشنز اور ولڈوونٹ فاؤنڈیشن شامل ہیں۔

"میرے وزیر انصاف کے عہدے کا حلف لینے سے ایک ماہ قبل، مارک لپین (Mark Lepine) نامی نیم خود کار اسلحہ سے لیس ایک شخص مونٹریال (Montreal) کے ایکول پولی ٹیکنیک (Ecole Polytechnique) میں گھس گیا اور اس نے فائرنگ کر کے انجینئرنگ کے شعبے کی ۱۴ ساتذہ اور طالبات کو ہلاک کر دیا۔ یہ انتہائی افسوس ناک واقعہ تھا اور لوگوں کا رد عمل یہ تھا کہ ہمیں ہتھیاروں پر ضابطے کے متعلق فوراً قانون سازی کرنے کی ضرورت ہے۔

"میرے لئے صورتحال نہ صرف پیچیدہ بلکہ ہولناک بھی تھی۔ میں پہلی عورت تھی جسے وزارت انصاف کا قلمدان دیا گیا تھا اور میں حقوق نسواں کی علمبردار بھی تھی۔ مارک لپین طالب علموں کو مارتے ہوئے چیخ رہا تھا کہ تم سب حقوق نسواں کے حامی ہو اور اس کے بعد اس نے خودکشی بھی کر لی۔ آپ سمجھ سکتی ہیں کہ مجھ پر کیا گزری ہوگی۔

"اگرچہ اس قسم کا دباؤ فوری فیصلہ کرنے کیلئے اچھا ہوتا ہے لیکن اس کے نتیجے میں وہ ماحول نہیں پیدا ہوتا جس میں گہری سوچ کے بعد حکمت عملی تشکیل دی جائے۔ اکثر اوقات لوگ چاہتے ہیں کہ آپ فوری اقدامات کریں لیکن وہ دنیا کو محفوظ نہیں بنا سکتے۔ خدشہ یہ ہے کہ آپ بہت ساری رقم اور سیاسی سرمایہ ان کاموں پر ضائع کر دیتی ہیں جن سے حالات نہیں بدلتے۔

"میں نے سیکھا ہے کہ آپ کو اپنے ذہن کو ٹٹولنے اور یہ طے کرنے کی ضرورت ہے کہ آپ مختلف تجاویز سے خوش ہیں یا نہیں۔ جو شخص اس مسئلے کا تعین کر لیتا ہے، وہ بہت طاقتور بن جاتا ہے۔ کبھی کبھی ہمارے لئے دوسرے لوگ مسئلے کا اس طرح تعین کرتے ہیں کہ ہمارے پاس پسند کرنے کا اختیار نہیں رہتا۔

"مجھے محسوس ہوا کہ اس سے پہلے کہ عوام مشکلات کا سامنا کریں، مجھے اسلحہ کے متعلق مجوزہ قانون سازی کے بارے میں لوگوں کی رائے معلوم کرنی چاہیے۔ لوگوں کی رائے بہت متفرق تھی۔ لہذا، میں نے وزارتی سطح پر ہتھیاروں کے متعلق مشاورتی کونسل تشکیل دی جس میں ہر طرح کے افراد شامل تھے: ہتھیاروں کے ماہرین، شکاری، ایک ایسا ماہر نفسیات جو شہری علاقوں میں پر تشدد واقعات کم کرنے میں معاونت کرتا تھا، ایک وکیل جو عورتوں کے خلاف تشدد کے مقدمات کا ماہر تھا اور پستول کی نشاۃ بازی میں اولمپک مقابلہ جیتنے والی ایک عورت۔

"میری رائے تھی کہ اس معاملے کے متعلق لوگوں کی آراء بہت مختلف ہیں۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے اور پارلیمنٹ کے ارکان سے مشاورت کی۔ میری ذمہ داری تھی کہ بطور وزیر انصاف میں وہ کچھ کرنے کی کوشش کروں جس سے کینیڈا کے عوام زیادہ محفوظ ہو جائیں، لیکن میں نے تمام آراء کو قابل احترام سمجھا۔ اور یہ سب لوگوں کیلئے ایک غیر معمولی بات تھی۔ وہ اس طرح کے اقدامات کے عادی نہیں تھے۔

"مجھے احساس ہوا کہ جو مختلف تجاویز ابتدائی طور پر میرے سامنے پیش کی گئیں وہ صرف یہ تھیں کہ اسلحہ پر ضابطے کا بل کتنا

مضبوط یا کمزور ہو سکتا ہے۔ لیکن میں مختلف سمت میں جانا چاہتی تھی اور اس مشکل مسئلے سے جمہوری انداز میں نمٹنا چاہتی تھی۔ بالآخر، میرا تیار کردہ قانون بھاری اکثریت کے ساتھ منظور ہو گیا۔"

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ کم کمپنیل کیلئے سیاسی لحاظ سے اسلحہ کے متعلق نیا قانون تشکیل دینا اتنا پیچیدہ عمل کیوں تھا؟
- ☆ فیصلہ سازی میں ان کے کئے جانے والے اقدامات میں آپ کو کیا بات پسند آئی؟ کیا آپ مختلف یا اضافی اقدام کرتیں؟
- ☆ کیا آپ نے کبھی محسوس کیا ہے کہ اہم فیصلہ سازی میں آپ کو کوئی تجویز پسند نہیں آئی؟
- ☆ کیا آپ نے دیگر افراد کی آراء حاصل کرنے کی کوشش کی؟ کس کی؟
- ☆ فیصلہ سازی کے عمل میں زیادہ لوگوں کو شامل کرنے سے کیا خدشات لاحق ہو سکتے ہیں؟ کیا حاصل ہو سکتا ہے؟

مشق نمبر ۲-۹

مشق: مشکل فیصلے

(تقریباً ۴۵ منٹ)

ایک یا دو رضا کاروں سے کہیں کہ وہ ذیل میں دی گئی کہانی پڑھ کر سنائیں:

☆☆☆☆☆

ویمنز لیگل رییسورس کمپین (Women's Legal Resource Campaign) (ڈبلیو ایل آر سی: WLRC) کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر تاتیانازیروا (Tatiana Nazirova) کو تقریباً ۲۴ بین الاقوامی عورت ججوں کیلئے ضیافت اور شہر کے دورے کا اہتمام کرنا تھا۔ جج صاحبان اگلے ہی دن پہنچنے والی تھیں۔ لیکن، دفتر کی فون لائنیں ایک مرتبہ پھرنا کارہ ہو گئی تھیں جس کی وجہ سے کھانے پینے، گھومنے پھرنے اور ہوٹل کے انتظامات کیلئے تاتیانازیروا کی فون، فیکس مشین اور ایمیل استعمال نہ کر سکیں۔ جب بجلی بھی اچانک چلی گئی تو تاتیانازیروا کو حیرت نہیں ہوئی۔ ان کے دفتر کے نیچے جوتوں کی مرمت کی دکان میں بجلی بھی آرہی تھی اور فون بھی چل رہا تھا، تو ایمرجنسی کی صورتحال میں وہ یہ فون استعمال کر سکتی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود، بجلی نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے کمپیوٹر سے ضروری فائلیں نکال سکتی تھیں؛ ان فائلوں میں جج صاحبان کے نام، ان کی آمد کے اوقات اور ان کے قیام کی جگہ کے متعلق ضروری معلومات موجود تھیں۔ انہیں معلومات کی ایک فائل ہر جج کو فراہم کرنا تھی۔ اس کیلئے تاتیانازیروا کو صرف پرنٹنگ کی دکان پر جا کر اس معلومات کی نقل بنوانی تھی لیکن اس پر بہت رقم خرچ ہوتی۔

وینسز لیگل رییسورس کمیٹین کا مقصد مقامی اور بین الاقوامی ماہرین قانون کو عدالتی نظام کی حکمت عملی اور عوامل، اور حقوق انسانی کی خلاف ورزیوں اور اس سلسلے میں دیئے جانے والے تحفظ کے متعلق آگاہ کرنا تھا۔ کئی برسوں سے، تاتینا دنیا بھر کے ججوں، وکلاء اور حقوق انسانی کیلئے جدوجہد کرنے والوں کیلئے معلوماتی دورے اور پروگرام کا اہتمام کر رہی تھیں۔

لیکن، حال ہی میں حکومت ایسی تمام تنظیموں کے خلاف کارروائی کر رہی تھی جن کے متعلق سمجھا جاتا تھا کہ وہ فساد برپا کرنے والے غیر ملکی عناصر کے ساتھ رابطے میں ہیں۔ تاتینا نے سوچا کہ جج کیسے فساد پھیلا سکتے ہیں۔ یہ انتہائی نامقصد، کامیاب، پیشہ ور ماہرین قانون تھیں جنہیں صرف گھومنے پھرنے کیلئے یہاں آنا تھا۔ بس! لیکن حکومت کو یہ معلوم نہ تھا یا پھر اسے پرواہ ہی نہیں تھی۔ تاتینا کو اندازہ تھا کہ ڈبلیو ایل آر سی کی بجلی اور فون کیوں بند کر دیئے گئے تھے اور انہیں شبہ تھا کہ ججوں کا دورہ مکمل ہونے تک یہ دونوں سہولتیں بحال نہیں ہوں گی۔

جیسے ہی تاتینا نے اپنے کاغذات اور فائلیں نقل کرانے کیلئے جمع کیں، موچی نے انہیں نام سے پکارا۔ نیچے نیلے رنگ کے سوٹ میں ملبوس ایک شخص ان کا انتظار کر رہا تھا۔ اس شخص نے اپنا کارڈ دکھایا اور بتایا کہ اس کا تعلق وزارت انصاف سے ہے۔ وزیر صاحب نے سنا ہے کہ ڈبلیو ایل آر سی بین الاقوامی ججوں کے دورے کا اہتمام کر رہی ہے، لہذا وہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ اس دورے میں وہ کس طرح مدد فراہم کر سکتے ہیں۔ اس شخص کا کہنا تھا کہ وزیر انصاف کے سینئر ڈپٹی کو خوشی ہوگی کہ وہ ججوں کو خود سرکاری بس میں شہر اور عدالتوں کا دورہ کروائیں، اور ان کیلئے ظہرانے اور عشائے کا اہتمام بھی کریں۔

تاتینا نے خوش اخلاقی سے اس شخص کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ ڈبلیو ایل آر سی کے بورڈ کا اجلاس دوپہر کو منعقد ہوگا جس میں وہ ارکان کو وزیر انصاف کی پر خلوص پیشکش سے آگاہ کریں گی۔ انہوں نے اس شخص سے پوچھا کہ کیا وہ دوپہر کے بعد اس سلسلے میں انہیں آگاہ کر سکتی ہیں۔ تاتینا نے بجلی اور فون لائنوں کے متعلق کچھ نہیں بتایا لیکن اندازہ لگایا کہ اس شخص کو پہلے ہی ان باتوں کا علم تھا۔ اس شخص نے اتفاق کیا اور چلا گیا۔

دو گھنٹے بعد، تاتینا اور ڈبلیو ایل آر سی کے بورڈ کے اراکین تنظیم کے دفتر میں کھڑکی کے قریب آ کر بیٹھے تاکہ روشنی آسکے۔ تاتینا نے انہیں اس شخص کے متعلق بتایا۔ اگر وہ وزیر کی پیشکش قبول کر لیتے تو شاید ان کی بجلی اور فون لائنیں بحال ہو جاتیں، ججوں کے شہر کے دورے کا بھی خیال رکھا جاتا جبکہ ۲۴ ججوں کیلئے چار اوقات کے کھانے کا اہتمام بھی حکومت خود کرتی۔ جس صورتحال کا سامنا اس وقت درپیش تھا، اس کے تحت ڈبلیو ایل آر سی کے عملے کو ۲۴ ججوں کیلئے ٹیکسی، کمرے، ڈھائی دن کیلئے کھانے پینے اور ضیافت کا انتظام کرنا تھا اور دورے کیلئے آنے والی معروف عورتوں کی پیشہ ورانہ اور نجی ضروریات کا بھی خیال رکھنا تھا۔ یہ سب کام فون اور بجلی کے بغیر کرنے تھے۔

دوسری طرف، تائیانا کو حکومت کی جانب سے ڈبلیو ایل آر سی کی سرگرمیوں کو متاثر کرنے کی کوششوں پر شدید تشویش تھی۔ ڈپٹی منسٹر کے کردائے ہوئے دورے، انصاف کے نظام کے حوالے سے دی جانے والی وضاحتیں، عدالتوں میں موجود بدعنوانیاں، تعصب اور نا انصافی ہرگز ظاہر نہیں کرتے۔ وہ حج صرف چند غیر سرکاری تنظیموں کا دورہ کرتیں اور انہیں حقوق انسانی کیلئے کام کرنے والے مقامی افراد سے بات کرنے کا موقع بھی نہ ملتا۔ وہ واپس اپنے ملک شاید یہ سوچتے ہوئے جاتیں کہ حکومت انتہائی فیاض اور سخی ہے اور انصاف کے نظام میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ اور حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی۔

ٹیم میں سرگرمی

ورکشاپ کی شرکاء سے کہیں کہ وہ دو ڈبلیو ایل آر سی کے ہر ٹیم ڈبلیو ایل آر سی کے بورڈ ممبر کے طور پر کام کرے گی۔ ٹیموں سے کہیں کہ وہ فیصلہ کریں کہ ڈبلیو ایل آر سی کا اگلا قدم کیا ہونا چاہیے۔ منصوبہ بنانے کیلئے جن امور پر غور کیا جائے گا وہ یہ ہیں:

- ☆ ججوں کے دورے کے موقع پر آپ کی ذمہ داری کیا ہے؟
- ☆ ڈبلیو ایل آر سی کے مقاصد کی تکمیل کیلئے آپ کی ذمہ داری کیا ہے؟
- ☆ آپ تائیانا کو کیا مشورہ دیں گی؟
- ☆ کیا آپ حکومت کے ساتھ گفت و شنید کر سکتی تھیں؟ کیا یہ اقدام اخلاقی ہوتا؟ اس میں کیا خطرات ہو سکتے ہیں؟ اس سے کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں؟

شرکاء کو دوبارہ اکٹھا، ٹھہرائیں، ہر ٹیم کی ایک نمائندے سے کہیں کہ وہ اپنی ٹیم کے منصوبے اور اسے اختیار کرنے کی منطقی وضاحت پیش کرے۔

مشق نمبر ۳-۹

مشق: اتفاق رائے حاصل کرنا

(تقریباً ۹۰ منٹ)

اس مشق میں ہر ایک کو کردار ادا کرنا ہوگا۔ ایک رضا کار سے کہیں کہ وہ ذیل میں پیش کیے گئے منظر نامے کو پڑھ کر سنائے۔

☆☆☆☆☆

بین الاقوامی سطح پر غربت کے حوالے سے سرگرم گلوبل پاورٹی ورکنگ گروپ (Global Poverty Working)

(Group) کے ۴۰ ملکوں سے تعلق رکھنے والے نمائندوں کا تین روزہ اجلاس اقوام متحدہ کے جنیوا میں قائم دفتر میں منعقد ہوگا جس میں دنیا کے غریب ملکوں پر عالمگیریت (globalization) کے اثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔ گروپ کی تیار کردہ دستاویز سے معلوم ہوتا ہے کہ غریب اور انتہائی مقروض ممالک کی لاجاری کو یکسر فراموش کر دیا گیا ہے اور عورتوں پر پڑنے والے خصوصی اثرات پر غور تک نہیں کیا گیا۔ ورکنگ گروپ کی صدر، مونیکا گین (Monica Gane) کو ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ اجلاس کو وقت اور موضوع کے تحت نتیجہ خیز بنائیں۔ اس گروپ کے اجلاس میں دلچسپی رکھنے والوں میں ان عورتوں کا اتحاد بھی شامل ہے جو ماہر اقتصادیات ہیں اور جن کا نام کاؤنٹ آؤر ریسرچ (Count Our Research) (سی او آر: COR) ہے۔ یہ اتحاد ورکنگ گروپ کے وفد سے ملاقات کرنا چاہتا ہے تاکہ انہیں یہ بتایا جاسکے کہ دنیا میں ایسی عورتوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو اپنی یا اپنے خاندان کی کفالت نہیں کر پاتیں۔ اس کے علاوہ یہ اتحاد ان وفود کو حکمت عملی کے بارے میں تجاویز بھی پیش کرنا چاہتا ہے۔ سی او آر کے انتظامات ایلانا بنج (Ailana Benge) سنبھالتی ہیں۔ ورکنگ گروپ کے وفد نے مونیکا گین سے کہا ہے کہ وہ ان کی کارروائی میں سی او آر کو مداخلت نہ کرنے دیں۔

مشق کے پہلے حصہ کیلئے، گروپ کو دو ٹیموں میں تقسیم کر دیں: ان میں سے ایک ورکنگ گروپ (WG) جبکہ دوسرا کاؤنٹ آؤر ریسرچ (COR) کے طور پر کردار ادا کرے گا۔ ذیل میں حقائق پر مشتمل دو معلوماتی پرچے (fact sheet) پیش کئے جا رہے ہیں جن میں سے ایک ڈبلیو جی جبکہ دوسرا سی او آر کیلئے ہے۔ ان پرچوں میں ٹیم کے پس منظر کے حوالے سے معلومات اور ایسے حقائق موجود ہیں جن کی مدد سے گفت و شنید کے سلسلے کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔ پرچوں کی نقل بنا کر ہر ٹیم میں تقسیم کی جائیں، لیکن ٹیم صرف اپنے پرچے دیکھے۔ ایک ٹیم دوسری ٹیم کو اپنے پرچے نہ دکھائے۔

ڈبلیو جی کا معلوماتی پرچہ

گلوبل پاورٹی ورکنگ گروپ کا قیام ۲۰۰۰ء میں ایسی فکر مند اقوام کے تحت عمل میں آیا تھا جو ایک کثیر الملکی مشاورتی بورڈ قائم کرنا چاہتی تھیں جس کا مقصد کثیر الجہتی انداز سے غربت کے خاتمے کیلئے حکمت عملی پیش کرنا ہو۔ ورکنگ گروپ کے اراکین میں امیر ترین ممالک اور دنیا کے غریب ترین ممالک شامل ہیں۔ علاوہ چند ملکوں کے، ڈبلیو جی کے ارکان انتہائی حد تک پر عزم ہیں کہ غربت کے مسئلے کو ختم کرنے کیلئے عالمی تدابیر تلاش کی جائیں اور ان کی حمایت کی جائے۔ اپنے قیام سے لے کر اب تک، ڈبلیو جی نے ۲۵ ملکوں کے حوالے سے جائزے پیش کئے ہیں۔

جنیوا میں ہونے والے اجلاس کے حوالے سے ڈبلیو جی کے دو مقاصد ہیں:

مقصد اول:..... آئندہ ۱۲ ماہ کے دوران جن تین سے چار ملکوں کے حوالے سے جائزہ تیار کرنا ہے

ان کی فہرست مرتب کرنا۔ ان ملکوں کو چننے کا معیار انتہائی سیاسی ہے۔ ان ملکوں کو چننے سے ظاہر ہونا چاہیے کہ ڈبلیو جی؛ غریبوں پر عالمگیریت کے اثرات کا تنقیدی جائزہ پیش کرنے میں سنجیدہ ہے، لیکن یہ انتخاب ڈبلیو جی کی ارکان حکومتوں کیلئے بھی قابل قبول ہونا چاہیے۔

مقصد دوم:..... اس تنقید کا جواب دینا کہ ڈبلیو جی بین الاقوامی سطح پر مقامی باشندوں کے مسائل کو نظر انداز کر رہا ہے۔ اب تک، ڈبلیو جی کے پیش کئے جانے والے جائزوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گروپ چند اقتصادی اور معاشرتی حالات کی ذمہ داری حکومت اور غیر مخصوص ثقافتی روایات پر ڈالتا ہے جن کی وجہ سے غریب خطرات سے دوچار ہوتے ہیں۔ حقوق کی کئی مقامی شعلہ بیاں انجمنوں کا کہنا ہے کہ ڈبلیو جی کے تجزیوں میں بدترین حد تک انہیں غربت کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ ورکنگ گروپ اپنے تجزیے پر قائم ہے، لیکن اس کے باوجود وہ مقامی افراد کے انسانی حقوق کی تنظیموں سے اختلاف دور بھی کرنا چاہتا ہے۔

مونیکا گین ڈبلیو جی کی ہوشیار اور متحرک صدر ہیں۔ انہیں انسانی حقوق کی وکیل اور غیر سرکاری تنظیم میں بطور قائد کام کرنے کا ۳۰ سال کا تجربہ ہے۔ ان کا تعلق مشرقی افریقی ملک سے ہے جس کا انسانی حقوق کے حوالے سے ملا جلا ریکارڈ ہے۔ ڈبلیو جی میں ان کے تقریر کو اس لحاظ سے مثبت علامت سمجھا جاتا ہے کہ ان کا ملک انتہائی غریب آبادی کے حقوق کے تحفظ کرنے میں دلچسپی لیتا ہے۔

ورکنگ گروپ کی ایک رکن نے مونیکا گین سے کہا ہے کہ وہ کاؤنٹ آؤر ریسرچ کی صدر ایلا نا پیج سے ملاقات کریں۔ سی او آر کی ارکان ماہرین اقتصادیات عورتیں ہیں جو چاہتی ہیں کہ ڈبلیو جی جیووا کے اجلاس میں عالمگیریت کا عورتوں پر اثرات کے حوالے سے ان کی تحقیق کو مرکزی اہمیت دے۔ ماضی میں سی او آر کی حامی انتہائی منظم انداز سے کام کر چکی ہیں؛ جن میں مظاہرے اور زیادہ سے زیادہ میڈیا کو اپنی جانب راغب کرنا شامل ہے۔ اگرچہ ڈبلیو جی کی ارکان کو ان معاملات کا علم ہے جن پر سی او آر کی ارکان بات کرنا چاہتی ہیں لیکن وہ یہ نہیں سمجھتی کہ غربت صنفی معاملہ ہے اور وہ سی او آر کی تنقید اور ان کی جانب سے اجلاس میں گڑ بڑ کرنے کے امکانات سے ناراض ہیں۔

مونیکا نے پہلے کبھی ایلا نا سے ملاقات نہیں کی لیکن وہ جانتی ہیں کہ ایلا نا اپنے ملک پیسیفیکا (Pacifica) میں ایک معزز شخصیت سمجھی جاتی ہیں۔ چار سال قبل، ڈبلیو جی نے پیسیفیکا

میں غربت کے متعلق ایک رپورٹ شائع کی تھی جس پر مقامی آبادی نے شدید تنقید کی تھی کیونکہ انہیں محسوس ہوا تھا کہ رپورٹ میں مقامی باشندوں کی قدیم روایات کو کم عرصہء حیات، خراب خوراک اور موٹاپے کی شرح میں اضافے کا ذمہ دار قرار دیا گیا تھا۔

ملاقات میں مونیکا کے مقاصد یہ ہیں:

- ☆ یہ معلوم کرنا کہ آیا سی اور مظاہرے کا اہتمام کر رہا ہے؛ اگر ہاں، تو وہ اقدامات کرنا جن سے ایلا نامظاہرہ منسوخ کرنے پر آمادہ ہو جائیں
- ☆ ایلا نا کو یقین دلانا کہ سی اور کی تحقیق پر مکمل غور کیا جائے گا تاکہ سی اور کو ڈبلیو جی کو براہ راست اپنی تحقیق پیش نہ کرنی پڑے اور اجلاس کی کارروائی میں رخنہ ڈالنے کا موقع نہ ملے
- ☆ ایلا نا کو یہ ثابت کر کے دکھانا کہ ڈبلیو جی ہمیشہ عورتوں کی غربت سے زد پذیریری کا جائزہ لیتا ہے اور اس کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کرتا ہے
- ☆ ڈبلیو جی اور سی اور کے درمیان ایک ایسی غیر رسمی شراکت قائم کرنا جہاں سی اور سے ان ملکوں کی عورتوں کے معاشی حالات کے متعلق مشورہ کیا جائے جو ڈبلیو جی کے جائزے میں آتی ہوں

سی اور کا معلوماتی پرچہ

کاؤنٹ آؤر ریسرچ (سی اور) کی ارکان دنیا بھر کی ماہر اقتصادیات عورتیں ہیں۔ اس اتحاد کی ۶۶ ارکان میں سے ۳۲ فی صد کا تعلق ترقی پذیر ممالک سے ہے۔ تقریباً ہر چار سال بعد، سی اور عورتوں کی غربت کی ایک وجہ کا تحقیقی جائزہ تیار کرتا ہے۔ ماضی میں کی جانے والی تحقیق میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی اور صفائی ستھرائی، زچہ و بچہ کیلئے صحت کی سہولیات کی فراہمی، اور ایڈز (AIDS) کو بھی شامل کیا جاتا رہا ہے۔ تین ماہ قبل، سی اور نے اپنی تازہ ترین رپورٹ جاری کی، جو عالمگیریت کے متعلق تھی۔ میڈیا میں اس رپورٹ کو بھرپور توجہ ملی جبکہ مختلف حکومتوں نے اس رپورٹ پر ایسے حوالہ جات کا خیر مقدم کیا جو بین الاقوامی تجارت اور غیر ملکی امداد کے حوالے سے ان کے موقف کی حمایت کرتے ہیں۔

سی اور کے درجن بھر ارکان جنیوا پہنچے ہیں تاکہ اپنی رپورٹ کیلئے زیادہ سے زیادہ توجہ حاصل

کر سکیں اور گلوبل پاورٹی ورکنگ گروپ پر دباؤ ڈالیں کہ وہ ایسی قرارداد منظور کریں جس کے تحت ان کی تمام تحقیق کی توجہ خصوصی طور پر عورتوں پر مرکوز رہے۔

سی او آر کی موجودہ صدر ایلانا پنچ ہیں، جو پفسیر کا کی مقامی رہائشی ہیں۔ یہ ایک ایسی چھوٹی سی قوم ہے جو مقامی باشندوں اور تارکین وطن پر مشتمل ہے۔ چار سال قبل ڈبلیو جی نے پفسیر کا میں غربت پر ایک تنازع رپورٹ شائع کی تھی جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ مقامی آبادی کی خراب صحت اور موٹاپے کی بھرپور شرح کی وجہ ان کی اپنی مقامی روایات ہیں۔ ایلانا خود ایک تنظیم کے بورڈ کی رکن ہیں جو پفسیر کا کی مقامی آبادی کی صحت کو بہتر بنانے کیلئے کام کر رہی ہے۔ وہ ذاتی طور پر سمجھتی ہیں کہ ڈبلیو جی نے بجا طور پر پفسیر کا کی حکومت کو غریب مقامی آبادی کو صحت کی بنیادی سہولیات نہ فراہم کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔

ایلانا کو اچھی طرح معلوم ہے کہ گلوبل پاورٹی ورکنگ گروپ ایسی پر فکر اقوام نے قائم کیا تھا جو کثیر لگجتی انداز سے غربت کے خاتمے کی حکمت عملی تیار کرنے کیلئے مشاورتی کمیٹی تشکیل دینا چاہتی تھیں۔ ورکنگ گروپ کے ارکان دنیا کے امیر ترین اور غریب ترین ممالک ہیں۔ چند ملکوں کے علاوہ، ڈبلیو جی کے ارکان انتہائی حد تک پر عزم ہیں کہ غربت کے خاتمے کیلئے عالمی تدابیر تلاش کی جائیں اور ان کی حمایت کی جائے۔ اپنے قیام سے لے کر اب تک، ڈبلیو جی نے ۲۵ ملکوں کے حوالے سے جائزے پیش کئے ہیں۔

ایلانا کو معلوم ہوا ہے کہ موزیکا گین ڈبلیو جی کی ہوشیار اور متحرک صدر ہیں۔ انہیں انسانی حقوق کی وکیل اور غیر سرکاری تنظیم میں بطور قائد کام کرنے کا ۳۰ سال کا تجربہ ہے۔ ان کا تعلق مشرقی افریقی ملک سے ہے جس کا انسانی حقوق کے حوالے سے ملا جلا ریکارڈ ہے، اور ڈبلیو جی میں ان کے تقرر کو اس لحاظ سے مثبت علامت سمجھا جاتا ہے کہ ان کا ملک انتہائی غریب آبادی کے حقوق کا تحفظ کرنے میں دلچسپی لیتا ہے۔

ورکنگ گروپ میں ایلانا کی ایک دوست بھی کام کرتی ہے جس نے ان کی موزیکا گین سے ملاقات کروائی۔ جس ہال میں ڈبلیو جی کا اجلاس منعقد ہو رہا تھا اس کے باہر ایلانا نے بھرپور مظاہرے کا اہتمام کیا تھا اور یہ جانتے ہوئے کہ دو بڑے میڈیا گروپ مظاہرے کی خبر دیں گے، ایلانا نے موزیکا سے مجبوراً ملاقات کیلئے رضا مندی دی۔ اس ملاقات میں ایلانا کے مقاصد یہ ہیں:

☆ سی او آر کی اراکین کیلئے ڈبلیو جی کے اجلاس میں دو گھنٹے کا وقت حاصل کرنا تاکہ انہیں عالمگیریت کے عورتوں پر مخصوص اور زیادہ مرتب ہونے والے اثرات سے آگاہ کیا جا سکے

☆ موزیکا کو اس بات پر رضامند کرنا کہ وہ ڈبلیو جی کے اجلاس میں ایک ایسی قرارداد پیش کریں جس کے تحت گروپ اپنے جائزوں میں عورتوں پر مخصوص توجہ دے

☆ ڈبلیو جی اور سی او آر کے درمیان ایک رسمی شراکت قائم کرنا تاکہ سی او آر کی اراکین سے ان ممالک کی معیشت کے حوالے سے مشاورت کی جائے جو ڈبلیو جی کے جائزے میں شامل ہے

ہر ٹیم ۲۰ سے ۲۵ منٹ تک اپنے اپنے پرچوں کا جائزہ لے اور مختلف ممکنات، طریقوں اور ناقابل قبول امور پر غور کرے۔ "ناقبل قبول" وہ مقاصد ہیں جن سے ٹیم پیچھے نہیں ہٹے گی؛ یعنی، وہ مقاصد جن پر کوئی سمجھوتا نہیں ہو سکتا۔

مشق کے دوسرے حصے میں، گروپ جوڑوں کی شکل میں تقسیم ہو جائے جو ایک ڈبلیو جی اور ایک سی او آر پر مشتمل ہو۔ ہر جوڑا موزیکا گین اور ایلا نا بیچ کا کردار ادا کرے اور اپنی اپنی ممکنات پر بحث کرے اور اس بات کا جائزہ لے کہ باہمی اتفاق حاصل کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ ہر جوڑے کو بات چیت کیلئے ۲۰ منٹ کا وقت دیا جائے۔ جب وقت پورا ہو جائے تو گروپ کو دوبارہ اکٹھا کریں تاکہ جوڑوں میں ہونے والی پیش رفت پر گفتگو ہو سکے اور یہ بھی بتایا جائے کہ کوئی سمجھوتا ہوا یا نہیں۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

☆ ڈبلیو جی والوں کیلئے سب سے مشکل رکاوٹ کون سی تھی؟

☆ سی او آر والوں کیلئے سب سے مشکل رکاوٹ کون سی تھی؟

☆ کیا کسی جوڑے کو محسوس ہوا کہ وہ مناسب سمجھوتہ کر سکتے ہیں؟ اگر ہاں تو وہ کیا تھا؟

☆ کیا کسی جوڑے کو محسوس ہوا کہ ان کے پاس تنازع ختم کرنے کا کوئی طریقہ نہیں تھا؟ کیوں؟

☆ کیا یہ مشق مشکل تھی یا آسان؟ کیوں اور کیوں نہیں؟

مشق نمبر ۲-۹

مشق: اچھی لڑائی لڑنا، تا وقتیکہ۔۔۔۔۔ جب؟

(تقریباً ۶۰ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ذیل میں دی گئی کہانی پڑھ کر سنائے۔



نائیجیریا میں عام انتخابات (گورنر کے عہدے کا الیکشن) اپریل ۲۰۰۷ء میں ہوئے تھے۔ مختلف ریاستوں، بالخصوص جنوب مغربی نائیجیریا میں ہونے والے انتخابی عمل میں زبردست دھاندلی اور بے ضابطگیاں کی اطلاعات سامنے آئیں۔

مخالف جماعتوں نے انتخابات کے نتائج کو چیلنج کر دیا اور اس سلسلے میں عدالت میں مقدمہ بھی جیت لیا۔ عدالت نے قرار دیا کہ انتخابات کے دوران بے ضابطگیاں ہوئی ہیں، اور نتیجتاً دوبارہ انتخابات کا حکم جاری کیا گیا جس کے تحت اپریل ۲۰۰۹ء میں ایک مرتبہ پھر انتخابات منعقد ہوئے۔ انسانی حقوق کے سرگرم کارکن ازسرنو ہونے والے انتخابات کی نگرانی کر رہے تھے۔ میڈیا میں یہ اطلاعات آئیں کہ الیکشن کی نگرانی کرنے والوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا جبکہ ازسرنو ہونے والے انتخابات میں بھی کئی بے ضابطگیاں ہوئیں۔

متذکرہ ریاست میں حکومت کی جانب سے مقرر کی جانے والی ریویژنٹ الیکٹورل افسر ایک عورت تھیں، جن کا نام ٹیمی موٹیس (Temi Mutesi) تھا۔ وہ انتخابات میں ہونے والی بے ضابطگیوں سے باخبر تھیں اور نہیں چاہتیں تھیں کہ انتخابی دوڑ میں کسی کی کامیابی کا اعلان کیا جائے، کیونکہ بظاہر انتخابات میں کامیاب ہونے والا حکمران جماعت کا رکن تھا جو دھاندلی کر کے جیتتا تھا۔ ٹیمی نے اعلان کیا کہ، "دھاندلی اور بے ضابطگیوں کو دیکھتے ہوئے، ہمارا مسیحی ضمیر کہتا ہے کہ ہم اپنے اقدامات کے حوالے سے آگے نہ بڑھیں۔"

ٹیمی نے بے ایمانی کے عمل کا حصہ بننے کی بجائے اپنا استعفیٰ جمع کرانا بہتر سمجھا۔ وفاقی حکومت نے ان کا استعفیٰ مسترد کر دیا۔ ٹیمی پر بعد میں دباؤ ڈالا گیا کہ وہ دوبارہ کمیشن کا حصہ بنیں اور جن نتائج کو وہ مسترد کر چکی تھیں انہیں وہ منظور کریں۔

دھاندلی کی وجہ سے انتخابات میں شکست پانے والے مخالف امیدوار نے نتائج کو عدالت میں چیلنج کر دیا۔ ان کی اہلیہ نے، جو ملک میں عورتوں کے حقوق کیلئے کام کرنے والی سرگرم رکن تھیں، عوامی سطح پر بیان جاری کیا جس میں انہوں نے دیگر کئی لوگوں اور ٹیمی کے کردار کو بالخصوص نشانہ بنایا جس کے تحت انہوں نے اپنے سابقہ موقف سے ہٹ کر نتائج کو جائز قرار دیا تھا۔

گروپ میں بحث کیلئے سوالات

- ☆ بظاہر ٹیپی کی رائے تبدیل ہو گئی تھی۔ آپ ان کے اقدامات کے بارے میں کیا کہیں گی؟
- ☆ ایسا لگتا ہے کہ پورے عمل میں ہونے والی دھاندلی کا الزام ٹیپی پر لگایا گیا ہے اور کئی لوگوں کیلئے وہ قصور وار بھی ہیں، کیا اس سے عورتوں کی سیاست میں شرکت کو نقصان پہنچتا ہے؟
- ☆ آپ کی رائے میں، بطور عورت عوامی سیاسی عہدے پر فائز ہونے کی وجہ سے کیا ٹیپی پر دباؤ ڈالنا زیادہ آسان تھا۔
- ☆ عورتوں کے حقوق کیلئے سرگرم عورت اور مخالف امیدوار کی اہلیہ نے سبجٹی کا اشارہ دیتے ہوئے جو بیان جاری کیا اس میں کہا گیا تھا کہ "میرا دل اس لئے خون کے آنسو رو رہا ہے کیونکہ ایک عورت نے جمہوریت کا پہیہ روکنے کی اجازت دی"۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ مردوں کے مقابلے میں سیاست میں عورتوں کی زیادہ تفتیش ہوتی ہے؟

دسواں سیشن

کامیابی کا تعین کرنا / تجربات کو بنیاد بنانا

(تقریباً چار گھنٹے)

سیشن کے مقاصد

- ☆ باقاعدگی سے اپنی مہم کے منصوبوں اور ترقی کا جائزہ لینے کے فوائد پر غور کرنا
- ☆ اپنی مہم کے دوران کئے گئے وعدوں کے حوالے سے خود کو اور دیگر امیدواروں کو دائرہ احتساب میں لانے کیلئے تدابیر پر بحث کرنا
- ☆ جائزہ لینا کہ اپنے ماضی کے تجربات سے کیسے سبق حاصل کیا جاسکتا ہے اور بطور قائد اچھے اقدامات کی فہرست مرتب کرنا

مشق نمبر ۱۰۔

مشق: ہمیں اپنی کامیابی کا علم کیسے ہوگا؟

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ذیل میں دیئے جانے والے بیان کو پڑھ کر سنائے۔

☆☆☆☆☆

اوشا پٹیل (Usha Patel) کمرے میں داخل ہوئیں اور کانفرنس کی لمبی میز کی مرکزی نشست پر بیٹھ گئیں۔ اتحاد میں شامل ۲۰ ارکان اور مہم کے عملے نے پر جوش تالیفوں کی گونج میں ان کا استقبال کیا۔

اوشا نے بات شروع کرتے ہوئے کہا "میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ لڑکیوں کی تعلیم کیلئے قومی مہم شروع کرنے پر آپ نے آج میرا ساتھ دیا۔ جیسا کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں اس ملک کی ۵۰ فی صد کے قریب عورتیں ناخواندہ ہیں۔ اس مہم کا مقصد اس مسئلے کے متعلق آگہی پیدا کرنا، مسائل کے حل کیلئے فنڈ اکٹھا کرنا اور ملک میں امید کو فروغ دینا ہے کہ ہم بھی کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ہمارا معاشرہ یقین نہیں رکھتا کہ ہم بہتر کام کر سکتے ہیں تو ایسی صورت میں ہمارا اتحاد موجودہ حالات کو بدلنے کیلئے نہ کچھ کہہ سکتا ہے اور نہ کوئی اقدام کر سکتا ہے۔ اسی وجہ سے، میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ آج یہاں ہر ایک یقین رکھتا ہے کہ ہم لڑکیوں کی ناخواندگی کو ختم کر سکتے ہیں۔"

اوشا نے رد عمل دیکھنے کیلئے توقف کیا اور میز کے گرد نظر دوڑائی۔ اوشا کی دائیں جانب بیٹھی عورت نے اپنا ہاتھ اٹھایا۔ اوشا

نے مسکرا کر کہا، "جی گیتا!"

گیتا نے سوال کیا، "کیا ہم اس کیلئے وقت مقرر کر دیں؟ مثلاً دس سال؟ کیا دس سال میں ہم ملک سے لڑکیوں کی ناخواندگی ختم کر دیں گے؟"

"یقیناً، ہم ایسا کہہ سکتے ہیں۔ لیکن میں نہیں چاہتی کہ ہم خود کو ایک تنگ خواب میں محدود کر دیں۔ اگر یہ ناخواندگی آئندہ دس برس میں ختم نہ ہو سکی؟ کیا ہم ناکام ہو جائیں گے؟ کامیاب ہونے کے بعد ہی ہمیں کامیابی کا علم ہوگا۔"

گیتا نے اصرار کیا، "لیکن کیا ہمیں ٹھوس مقاصد کی ضرورت نہیں؟" "ایسے طریقے جن سے ہم حالات کا جائزہ لے سکیں، ہم کس طرح ہم چلا رہے ہیں، ہمارے اشتہار، سکولوں میں ہماری سرمایہ کاری، ہم اپنے فنڈ، وقت اور وسائل کس طرح استعمال کر رہے ہیں؟"

"یقیناً گیتا، لیکن اس کیلئے انتظار کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت ہمارا کام عطیہ دینے والوں سے بات کرنا، فنڈ جمع کرنا اور اپنے مقصد کے متعلق آگہی بڑھانا ہے۔ بھروسہ رکھنا ضروری ہے۔ ہم سب پر عزم ہیں، اور جب تک ہمارا بھروسہ برقرار ہے، ہم لڑکیوں کی ناخواندگی کو ختم کر دیں گے۔ مجھے یقین ہے!"

بحث کیلئے سوالات

- ☆ کیا آپ اوشا کی اس بات سے اتفاق کرتی ہیں کہ "کامیاب ہونے کے بعد ہی ہمیں کامیابی کا علم ہوگا"۔ کیوں اور کیوں نہیں؟
- ☆ گیتا کیا کرنا چاہتی تھیں؟ کیا ان کا مشورہ اچھا تھا؟
- ☆ کیا وہ معیار ان کی تنظیم کیلئے مفید ثابت ہو سکتے تھے جن کا تذکرہ انہوں نے کیا؟ کیوں اور کیوں نہیں؟
- ☆ اُن کی فہرست میں آپ اگر دیگر معیار شامل کرنا چاہیں تو وہ کیا ہوں گے؟

گروپ کو تقسیم کر کے پانچ سے چھ شرکاء پر مشتمل ٹیمیں بنالیں۔ ہر ٹیم سے کہیں کہ وہ گیتا اور اوشا کی تنظیم کے اتحاد کیلئے دس سالہ منصوبہ (کیلنڈر) مرتب کرے۔ ہر ٹیم سے کہیں کہ وہ ایک لمبے کاغذ پر، دس سال کی ٹائم لائن (timeline) بنائے جس میں ناخواندگی کی مہم چلانے کیلئے پانچ سے ۱۵ معیار شامل ہوں۔ ہر ٹیم خود فیصلہ کرے کہ اس کے پاس کون سے وسائل ہیں اور ان کے مطابق وہ اپنے معیار اور مقاصد ترتیب دیں۔

۲۰ منٹ بعد، ٹیموں کو دوبارہ گروپ کی شکل میں بٹھائیں۔ ہر ٹیم سے کہیں کہ وہ اپنی دس سالہ ٹائم لائن پیش کرے اور کامیابی کیلئے طے کئے جانے والے اپنے معیار اور مقاصد واضح کرے۔

مشق نمبر ۲-۱۰

مشق: اپنے معیار طے کرنا

(تقریباً ۴۵ منٹ)

سیشن ۴ کا مقصد بورڈ پر تحریر کریں۔

معیار وہ کرنا ہے یا کامیابیاں ہوتی ہیں جو یہ اندازہ لگانے میں مدد دیتے ہیں کہ ہم اپنے مقاصد کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ چاہتی ہیں کہ بلدیاتی حکومت یا شہری بورڈ کے دستور میں عورتوں کے خلاف تشدد اور ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمے کیلئے اقوام متحدہ کے کنونشن (CEDAW) کو شامل کیا جائے تو کامیابی کے معیار یہ ہو سکتے ہیں: ۱۔ مقامی کونسل کے ساتھ ملاقات کرنا تاکہ انہیں سی ای ڈی اے ڈبلیو کے متعلق بتائیں، ۲۔ مقامی سکولوں اور یونیورسٹیوں میں اس موضوع پر مباحثوں کا اہتمام کرنا، ۳۔ مقامی میڈیا پر اس معاملے پر گفتگو کروانا، ۴۔ معلوم کرنا کہ عوام میں سی ای ڈی اے ڈبلیو کے متعلق آگہی کتنی بڑھی اور مقامی عورتوں کیلئے اس کی اہمیت کیا ہے اور ۵۔ ایک ایسی درخواست تقسیم کرنا جس پر سی ای ڈی اے ڈبلیو کی حمایت میں چار ہزار سے زائد دستخط حاصل ہو سکیں۔

گروپ سے کہیں کہ وہ سیشن ۴ کے مقصد کے حصول میں کامیابی کے اعشاریوں پر غور و خوض کریں۔ کم از کم پانچ سے دس اعشاریوں کی نشاندہی کریں۔ گروپ کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے؟

گروپ کو تین سے چار شرکاء پر مشتمل ٹیموں میں تقسیم کریں۔ ہر ٹیم کو بورڈ پر تحریر کردہ مقاصد میں سے دو مقاصد دیں اور ان سے کہیں کہ وہ بتائے گئے مقاصد کے حصول میں کامیابی کیلئے دو سے چار معیار پر غور و خوض کریں۔

بعد میں ٹیموں کو ساتھ بٹھائیں اور ان سے کہیں کہ وہ اپنے اپنے معیار سے دوسروں کو آگاہ کریں۔ کسی رضا کار سے ان معیاروں کو بورڈ پر تحریر کروائیں۔

بحث کیلئے سوالات

☆ کیا بورڈ پر تحریر کئے جانے والے معیار آپ کو باختیار بناتے ہیں؟ کیا آپ محسوس کرتی ہیں کہ اب آپ کو اپنے مقاصد حاصل کرنے کا راستہ نظر آ رہا ہے؟ کیوں اور کیوں نہیں؟

- ☆ آپ کو کون سے معیار سب سے زیادہ پسند آئے؟ کیوں؟ وہ کون سے معیار ہیں جن کے ذریعے آپ اپنے مقاصد کے حصول کی کو جانچ سکتی ہیں؟
- ☆ کون سے معیار آپ کو کم پسند آئے؟ کیوں؟
- ☆ کیا بورڈ پر تحریر کئے ہوئے مقاصد کو ترجیحی ترتیب دی جاسکتی ہے؟ ان میں سے کیا کچھ کو پہلے اور کچھ کو بعد میں لکھا جاسکتا ہے؟ یا پھر تمام مقاصد برابر کی اہمیت رکھتے ہیں؟
- ☆ کون سے مقاصد سب سے زیادہ جلدی حاصل کئے جاسکتے ہیں؟ کون سے مقاصد کا حصول دیگر مقاصد کے حصول پر منحصر ہے؟

مشق نمبر ۳-۱۰

مشق: اپنے بوئے ہوئے بیجوں کو پانی دینا

(تقریباً ۴۵ منٹ)

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ذیل میں دیئے جانے والے بیان کو پڑھ کر سنائے۔

☆☆☆☆☆

نسرین نے روزانہ صبح کے معمول کے مطابق اخبار اٹھایا اور قومی پارلیمنٹ کیلئے اپنی امیدوار کی خبریں ڈھونڈنے لگیں۔ ایسٹریڈ ہیجینی نیان (Astrid Hejinian) کو عورتوں اور غریب افراد میں مقبول امیدوار سمجھا جاتا تھا کیونکہ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ سکولوں کی حالت بہتر بنائیں گی اور لڑکیوں اور غریب ترین لوگوں تک تعلیم پہنچائیں گی۔ انتخابات میں اپنی کامیابی کے بعد وہ عوامی منظر نامے سے غائب ہو گئیں۔ انتخاب جیت کر عہدے تک پہنچنے والی ہیجینی نیان کے متعلق آٹھ مہینے گزرنے کے باوجود کم از کم اخبار میں تو خبر نہیں شائع ہوئی کہ وہ تعلیم کیلئے کام کر رہی ہیں یا کسی سیاسی معاملے کے حوالے سے سرگرم ہیں۔ نسرین نے سوچا کہ "شاید وہ پس پردہ رہ کر بھرپور محنت کر رہی ہوں گی"۔

بحث کیلئے سوالات

- ☆ اگر پارلیمنٹ میں ایسٹریڈ کی سرگرمیوں کے بارے میں خبر شائع نہیں ہوئی تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ان معاملات پر کام نہیں کر رہی ہیں جن کے متعلق انہوں نے اپنی انتخابی مہم کے دوران وعدے کئے تھے؟ ایسٹریڈ کے متعلق خبریں نہ ہونے کے حوالے سے کیا دیگر وضاحتیں پیش کی جاسکتی ہیں؟
- ☆ کیا آپ نے کبھی سیاسی عہدے کیلئے کسی امیدوار کی حمایت کی ہے؟ اور ان کے منتخب ہونے کے بعد کیا آپ

نے سوچا ہے کہ وہ اپنے کئے ہوئے وعدے نبھائیں گے؟

- ☆ یہ معلوم کرنے کیلئے کہ سیاسی عہدیدار اپنے وعدے پر عمل کر رہی ہیں یا نہیں، آپ کیا اقدام کر سکتی ہیں؟
- ☆ کیا امیدوار کے سیاسی عہدے تک پہنچنے کے بعد ان کی حمایت کرنی ضروری ہے؟ کیوں اور کیوں نہیں؟
- ☆ آپ کیسے یقینی بنا سکتی ہیں کہ امیدوار سیاسی عہدے تک پہنچنے کے بعد اپنے کئے ہوئے وعدے پورے کریں؟
- ☆ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ مہم کے دوران کئے جانے والے وعدوں کی تکمیل کیلئے امیدواروں کی مدد کرنی چاہیے؟

تین سے چار شرکاء پر مشتمل ٹیمیں تشکیل دیں۔ ہر ٹیم سے کہیں کہ وہ تصور کرے کہ اس نے انتخاب کے دوران ایسٹریڈ کی حمایت کی تھی۔ ٹیم کا کام یہ ہے کہ وہ پانچ سے دس سرگرمیوں اور وعدوں پر مشتمل ایک منشور مرتب کرے جس کے ذریعے وہ ایسٹریڈ کی بطور رکن پارلیمنٹ حمایت کریں گی۔ (اگر حقیقت میں کوئی امیدوار ہے جس کی ٹیم کی ارکان حمایت کرتی ہیں تو وہ اپنا منشور اس امیدوار کیلئے مرتب کر سکتی ہیں)۔

ٹیمنوں سے پوچھیں کہ کیا انہیں پارلیمنٹ کے اقدامات اور ایسٹریڈ کے حوالے سے مزید معلومات درکار ہیں؟ یہ معلومات کیسے حاصل کی جاسکتی ہیں؟ اپنے اقدامات کیلئے پارلیمنٹ میں اگر ایسٹریڈ کو مشکلات کا سامنا ہے تو وہ ان کی مدد کس طرح کریں گی؟ اگر ایسٹریڈ بولنے میں خطرہ محسوس کرتی ہیں تو ٹیم کی ارکان ان کی مدد کیسے کریں گی؟ اگر پارلیمنٹ کے دیگر ارکان ایسٹریڈ کے اقدامات میں رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں تو ایسی صورت میں وہ کیا کریں گی؟

جب تمام ٹیمیں اپنے منشور بنالیں تو گروپ کو دوبارہ اکٹھا کریں۔ ہر ٹیم کی رضا کار سے کہیں کہ وہ اپنا منشور پڑھ کر سنائے۔

بحث کیلئے سوالات

- ☆ وہ کیا اقدامات یا تدابیر تھیں جن کا ذکر ایک سے زیادہ ٹیم نے کیا؟
- ☆ سیاسی امیدوار کی حمایت میں تیار کئے گئے منشور میں شامل اقدامات پر آپ نے کبھی ذاتی طور پر عمل کیا ہے؟
- ☆ مستقبل میں کسی عورت کی سیاسی عہدے کیلئے حمایت کرنے کیلئے آپ کیا اقدامات کر سکتی ہیں؟

مشق نمبر ۲-۱۰

مشق: اس ورکشاپ میں ہم نے عورتوں سے کیا سیکھا؟

(تقریباً ۲۵ منٹ)

چھوٹے چھوٹے کاغذوں پر ہر شریک کا اور اپنا نام لکھ کر انہیں تہہ کر دیں اور ایک پیالے میں ڈال دیں۔ خود سمیت، ہر شریک ایک ایک پرچی اٹھائے (اگر کسی کی اپنے ہی نام کی پرچی نکلتی ہے تو کسی دوسرے سے پرچی تبدیل کر لے)۔

اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہر ایک کے پاس کاغذ، قلم یا پنسل ہو۔ ہر ایک سے کہیں کہ وہ اپنی اٹھائی ہوئی پرچی پر درج نام کو کاغذ پر لکھے اور اس کے بعد دو سے تین ایسی اہم باتیں تحریر کرے جو اس شخص سے آپ نے قیادت، سیاسی انتظامات، مضبوط عورت ہونے کے حوالے سے سیکھی ہیں، یا کوئی اور بالکل مختلف خصوصیات۔ یہ کام پانچ سے دس منٹ میں مکمل کر لیں۔

گروپ کو دوبارہ اکٹھا کریں اور ہر ایک سے کہیں کہ وہ کاغذ پر لکھے ہوئی متعلقہ عورت کی نشاندہی کرے اور بتائے کہ اس سے کیا سیکھا۔ یہ ایک پر لطف کاروائی ہونی چاہئے لہذا اس کیلئے گروپ کو اس کی مرضی کے مطابق وقت دیں۔

سیشن کی کارکردگی کا جائزہ لینے کی ترکیب: ورکشاپ سیشنوں سے ہم نے کیا سیکھا؟

(تقریباً ۲۵ منٹ)

اس بحث کے دوران یہ ضروری ہے کہ نوٹس تحریر کئے جائیں کیونکہ شرکاء کے تبصرے دیگر ورکشاپوں میں سہولت کاری کے فرائض انجام دینے میں مدد کر سکتے ہیں۔

گروپ کو تین سے چار افراد پر مشتمل ٹیموں میں تقسیم کریں۔ ہر ٹیم سے کہیں کہ وہ ذیل میں دیئے جانے والے چار سوالوں پر بحث کر کے ان کے جواب ایک علیحدہ کاغذ پر لکھیں (اس کام میں ۲۰ منٹ صرف ہوں گے)

- ۱- اپنی توقع کے مطابق آپ نے اس ورکشاپ سے کیا سیکھا؟
- ۲- کیا کوئی ایسے مقاصد ہیں جو آپ کی رائے میں پورے نہیں ہوئے یا اگر مزید وقت ہوتا تو پورے ہو جاتے؟
- ۳- گزشتہ دس سیشنوں میں کون سی مشق، سیشن، بحث یا تجربہ متاثر کن یا تفریحی ثابت

ہوا؟ کیوں؟

۴۔ ان ورکشاپوں کی سہولت کاروں کیلئے آپ کیا تبدیلیاں یا تجاویز پیش کریں گی؟

گروپ کو دوبارہ اکٹھا کریں اور ہر ٹیم سے کہیں کہ وہ اپنی رپورٹ کے بارے میں سب کو بتائے۔

بحث کیلئے سوالات

آپ نے ان ورکشاپ سیشنوں سے کیا سبق اور خیالات حاصل کئے جن کو آپ اپنے کام کا حصہ بنانے کی کوشش کریں گی؟ ورکشاپ سیشنوں کی روشنی میں آپ مستقبل میں اپنے رویے، امیدوں اور پسند کو کس طرح تبدیل کریں گی؟

" سیشن ۴ کا مقصد " پر توجہ دینے کیلئے گروپ کا اگلا قدم کیا ہوگا؟

ورکشاپ کا جائزہ لینا

سیاست میں شمولیت کے تربیتی تجربے اور اپنی ورکشاپ کی سہولت کار کے متعلق اپنی رائے کے اظہار کیلئے ذیل میں دیئے جانے والے چارٹ میں ہر سوال کے ساتھ دیئے گئے اس نمبر پر نشان لگائیے جو بہترین انداز سے آپ کے ردعمل کا اظہار کرتا ہے۔ آپ کے جواب اور ردعمل کو آئندہ ورکشاپ پروگراموں کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں استعمال کیا جائے گا۔

۵۔ اعلیٰ ۴۔ اچھا ۳۔ اطمینان بخش ۲۔ بہتری کی ضرورت ۱۔ بہت خراب

اس جائزہ فارم میں آپ کا نام نہیں لکھا جائے گا لیکن اگر آپ چاہیں تو خود اپنا نام لکھ سکتی ہیں۔

سیشن

۵	۴	۳	۲	۱	۱	ورکشاپ میں شرکت کرنے سے مجھے ان مسائل پر غور کرنے میں مدد ملی جن کا سامنا روزانہ ہوتا ہے
۵	۴	۳	۲	۱	۲	ورکشاپ میں شرکت کرنے سے دیگر لوگوں تک اپنی رائے پہنچانے میں میری ہچکچاہٹ میں کمی ہوئی
۵	۴	۳	۲	۱	۳	ورکشاپ میں شرکت کرنے سے میرے سننے کی صلاحیت میں اضافہ ہوا
۵	۴	۳	۲	۱	۴	ورکشاپ میں شرکت کرنے سے میری دوسروں کے ساتھ ابلاغ کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوا
۵	۴	۳	۲	۱	۵	ورکشاپ میں شرکت کرنے سے میری خود اعتمادی میں اضافہ ہوا
۵	۴	۳	۲	۱	۶	ورکشاپ میں شرکت کرنے سے میں اپنی کمیونٹی کے بارے میں سوچنے پر آمادہ ہوئی
۵	۴	۳	۲	۱	۷	ورکشاپ میں شرکت کرنے سے میرے رضا کارانہ جذبے میں اضافہ ہوا
۵	۴	۳	۲	۱	۸	ورکشاپ میں شرکت کرنے سے مجھے اپنے خاندان اور کمیونٹی کو درپیش مسائل کے حل کیلئے ٹیم ورک کی اہمیت سمجھنے میں مدد ملی
۵	۴	۳	۲	۱	۹	ورکشاپ میں شرکت کرنے سے مجھے دوستوں اور ساتھیوں کا ایک دائرہ بنانے میں مدد ملی جن کے ساتھ میں نجی اور پیشہ ورانہ معاملات پر آسانی سے بات کر سکتی ہوں تاکہ اپنی زندگی اور کمیونٹی کی بہتری کیلئے تبدیلی لاسکوں

۵	۴	۳	۲	۱	۱۰	ورکشاپ میں شرکت کرنے سے سیاست میں شمولیت کے متعلق زیادہ معلومات حاصل کرنے اور عورتوں کو باختیار بنانے کی میری خواہش میں اضافہ ہوا
۵	۴	۳	۲	۱	۱۱	ورکشاپ کی دیگر شرکاء سے بات چیت کر کے مجھے یہ سمجھنے کا موقع ملا کہ میری کمیونٹی میں عورتوں کی فیصلہ سازی میں شرکت کرنا کتنا اہم ہے
۵	۴	۳	۲	۱	۱۲	دنیا بھر سے پیش کئے گئے منظر ناموں کا جائزہ لینا ایک مفید طریقہ تھا جس کے تحت سیاست میں شمولیت کے مسائل اور موقعوں پر غور کیا جاسکتا ہے
۵	۴	۳	۲	۱	۱۳	سیکھنے کی مشقوں سے مجھے سیاسی بیرونی کرنے میں درپیش مسائل اور موقعوں پر غور کرنے کا موقع ملا
۵	۴	۳	۲	۱	۱۴	میں سمجھتی ہوں کہ عورتوں اور مردوں، دونوں کو اس ورکشاپ میں شرکت کرنے سے فائدہ ہوگا
۵	۴	۳	۲	۱	۱۵	میں اپنے خاندان والوں، دوستوں اور ساتھیوں کو مشورہ دوں گی کہ وہ ان ورکشاپوں میں شرکت کریں

نیچے دی گئی جگہ اور اس صفحے کی پشت پر براہ مہربانی ورکشاپ کے تجربے کے اچھے یا برے پہلوؤں کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کریں۔ آپ اپنے اور اپنی کمیونٹی کیلئے ورکشاپ کو مزید متعلقہ اور کارآمد بنانے کی خاطر کیا سفارشات پیش کریں گی؟ آپ ایسی عورتوں کی مثالوں پر روشنی ڈال سکتی ہیں جو سیاسی بیرونی کرنے میں مصروف ہیں اور جنہیں آپ جانتی ہیں۔ سیکھنے کی مشقوں کیلئے آپ کیا تجاویز پیش کرنا چاہتی ہیں؟ کیا کوئی ایسے موضوعات ہیں جنہیں آپ ورکشاپوں میں شامل کرنا چاہتی ہیں؟

آپ کی رائے

ورکشاپ کا جائزہ لینا

سہولت کار

۱	۱	۲	۳	۴	۵	سہولت کار نے مناسب رفتار سے ورکشاپ چلائی، جس سے شرکاء کو نہ بوریہت محسوس ہوئی اور نہ ہی تھکاوٹ اور سیشنوں کے منظر ناموں اور سیکھنے کی مشقوں سے فائدہ حاصل کرنے کا موقع ملا
۲	۱	۲	۳	۴	۵	سہولت کار نے ایسا ماحول بنایا جس میں مجھے حساس نجی اور پیشہ وارانہ امور پر آسانی سے بولنے کا موقع ملا
۳	۱	۲	۳	۴	۵	بحث کو پر جوش رکھنے کیلئے سہولت کار نے شرکاء کو اپنی نجی زندگی کے متعلق تجربات سے بھی آگاہ کیا
۴	۱	۲	۳	۴	۵	سہولت کار نے شرکاء کی سیاست میں شمولیت کے حوالے سے درپیش مسائل اور موقعوں کو سمجھنے میں مدد فراہم کی
۵	۱	۲	۳	۴	۵	سہولت کار نے تمام متعلقہ تجاویز کا خیر مقدم کیا اور انہوں نے شرکاء کی ضروریات کے مطابق ورکشاپ کو ڈھالا

نیچے دی گئی جگہ اور اس صفحے کی پشت پر سہولت کار کی کسی ایسی بات پر تبصرہ لکھیے جو آپ کو اچھی یا بری لگی ہو۔ اس سہولت کار کو آپ کیا تجاویز پیش کریں گی تاکہ وہ آئندہ ورکشاپوں کو مزید متعلقہ اور مفید بنا سکے؟ آزادی سے رائے دیں۔

آپ کی آراء

ضمیمے

الف۔ اضافی مشقیں

ب۔ پریس ریلیز کیسے لکھی جائے: مثالیں اور مشقیں

ج۔ اخلاقی مہم کے اہتمام کیلئے مشورے

د۔ متحرک کرنا اپنا پیغام دوسروں تک پہنچانا

ر۔ مربوط سلسلے (نیٹ ورکنگ) اور اتحاد قائم کرنا

س۔ سیاسی شرکت کے متعلق اصطلاحات

ص۔ سیاست میں عورتوں کی شمولیت کیلئے ویب سائٹ پر مبنی وسائل

ط۔ کوٹہ بطور صنفی مساوات

ع۔ عقیدہ اور آزادی کے متعلق پر مقالہ

ف۔ عورتوں کی سیاست میں شرکت کے حوالے سے بین الاقوامی قانونی

معاهدے

ضمیمہ الف اضافی مشقیں

مشق: ریڈیو کا وقت

کسی رضا کار سے کہیں کہ وہ ذیل میں دی گئی کہانی کو پڑھ کر سنائے

☆☆☆☆☆

قدامت پرست ریڈیو اسٹیشن "بھارتیہ ایئر ویوز (Bharatiya Airwaves)" کی ساکھ تیزی سے گرتی جا رہی تھی اور پروگرام کی سرپرستی کرنے والے اور اسے اشتہار دینے والے اپنی رقم واپس کرنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ بھارتیہ کے بورڈ نے صورتحال کی سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے طنز و مزاح کے ذریعے سامعین کو محظوظ کرنے کی حکمت عملی میں نرمی اختیار کی۔ بھارتیہ کی جانب سے جانبدار نہ اور سنسنی خیزی کا پہلا شب خون عورتوں کی تنظیم و بینز ایکشن گروپ (Women's Action Group) (ڈبلیو اے جی: WAG) سے تعلق رکھنے والی ملک کی سب سے بڑی یونیورسٹی کی طالبہ کانٹرو یو تھا۔ اسٹیشن نے اس پروگرام کے متعلق زبردست تشہیری مہم چلائی جس میں عورتوں کیلئے توہین آمیز الفاظ استعمال کئے گئے اور نوجوان طالبات کا مذاق اڑایا گیا۔ سامعین کی تعداد بڑھنے لگی۔

اس وقت حینا دلاور (Heena Dilawar) مائیکرو بیالوجی کے دوسرے سال میں پڑھتی تھیں اور وہ تعلیم کے شعبے میں کام کرنا چاہتی تھیں۔ کسی بھی یونیورسٹی میں سائنس پڑھانے کے نتیجے میں ان کیلئے اپنی تحقیق جاری رکھنے کے موقعے بڑھ جاتے اور وہ مائیکرو بیالوجی کی جدید ترین تعلیم بھی حاصل کرتی رہتیں۔ انہیں معلوم ہوا کہ اس راہ میں حائل رکاوٹ یہ تھی کہ سائنس کی عورتیں پروفیسر بہت کم تھیں جبکہ کوئی بھی نمایاں اور معروف مائیکرو بیالوجسٹ نہیں تھی، حالانکہ یونیورسٹی میں طالبات کی ایک بڑی تعداد سائنس کے شعبے میں زیر تعلیم تھی۔

حینا اور ان کی یونیورسٹی کی سہیلیوں نے مل کر وینز ایکشن گروپ نامی تنظیم قائم کی تاکہ بحیثیت پروفیسر عورتوں کی کمی اور ان کی بیشتر پیشہ ورانہ شعبوں میں ترقی کی راہ میں حائل "شیشے کی چھت" (glass ceiling) کے مسئلے کو زیر بحث لایا جا سکے۔ ڈبلیو اے جی کی ارکان مختلف تداویر پر غور کر رہی تھیں جن میں طلباء کو آگے دینا تھا کہ عورتوں کو ملازمت دینے میں کس طرح امتیازی سلوک کیا جاتا ہے اور اس کا حل کیا ہو سکتا ہے۔ ایک دن انہیں "بھارتیہ ایئر ویوز" سے دعوت نامہ ملا جس میں گروپ کی سربراہ سے براہ راست انٹرویو کی درخواست کی گئی تھی۔ اگرچہ ڈبلیو اے جی کی کوئی بھی باضابطہ سربراہ نہیں تھی

لیکن حینا دلاور کو یہ پیغام لوگوں تک پہنچانے اور پھیلانے کیلئے بہترین شخص تصور کیا گیا۔

انٹرویو کیلئے آنے والے دنوں میں، یہ واضح ہو گیا کہ "بھارتیہ ایئر ووز" کا مقصد عورتوں کی توہین کرنا تھا۔ ڈبلیو اے جی کی اراکین نے یہ دلیل دی کہ حینا کو یہ انٹرویو نہیں دینا چاہیے۔ لیکن حینا کی رائے تھی کہ عورتوں کا موقف پیش کرنے کیلئے یہ انٹرویو ایک اہم موقع تھا۔

انٹرویو کیلئے جاتے ہوئے بس کی سست رفتاری کے باعث حینا دلاور کے پاس کافی وقت تھا اس لئے انہوں نے ڈبلیو اے جی کے متعلق مواد کو دوبارہ پڑھ لیا۔ ریڈیو سٹیشن پہنچنے میں انہیں تھوڑی دیر ہو گئی اور ان کی آمد پر انہیں فوراً ہی براڈ کاسٹ سٹوڈیو (broadcast studio) میں لے جایا گیا۔ ریڈیو کے میزبان نے فوراً مائیک ان کی جانب بڑھایا اور کہنے لگا، "تو جناب سامعین! آئسے حینا دلاور بالآخر یہاں پہنچ چکی ہیں۔ میرے خیال میں ہم اس سوال کے ساتھ ان سے بات چیت کا سلسلہ شروع کریں گے کہ جب وہ انٹرویو پر ہی وقت پر نہیں پہنچ سکتیں تو انہیں اور ان کی ساتھیوں کو پیشہ ورانہ ملازمت میں کیسے ترقی دی جاسکتی ہے؟"

سوال سے حیران ہو کر جواب دینے کیلئے حینا نے تھوڑا سا وقفہ لیا۔ میزبان کا اگلا سوال پہلے سے بھی زیادہ نازیبا تھا اور وہ گفتگو کو ان معاملات سے دور لے گیا جن کے متعلق حینا بات کرنے آئی تھیں۔ ڈبلیو اے جی کی ارکان عورتیں، جو اپنے اپنے گھروں میں ریڈیو پر انٹرویو سن رہی تھیں، بے صبری کے ساتھ انتظار کر رہی تھیں کہ حینا انٹرویو کو اصل معاملے کی جانب موڑیں۔ تیسرا سوال یہ پوچھا گیا کہ آیا ڈبلیو اے جی کی کوئی رکن شادی شدہ ہے؟ جیسے جیسے انہوں نے میزبان کے سوالوں کا جواب دیا، حینا کی آواز اونچی اور غصے سے بھر پور ہوتی گئی کیونکہ ہر سوال ڈبلیو اے جی کیلئے غیر متعلقہ تھا۔ دس منٹ بعد انٹرویو ختم ہو گیا۔

بحث کیلئے سوالات

- ☆ انٹرویو کے ذریعے جو کچھ ڈبلیو اے جی نے حاصل کرنے کی کوشش کی تھی، کیا وہ حاصل ہوا؟ کیوں اور کیوں نہیں؟
- ☆ انٹرویو کو کامیاب بنانے کیلئے حینا دلاور اور ان کی ساتھی کیا اقدامات کر سکتی تھیں؟
- ☆ کیا ایسے دیگر طریقے تھے جن کے تحت حینا چاہتیں تو ریڈیو کے میزبان کو جواب دے سکتی تھیں تاکہ گفتگو کو دوبارہ ڈبلیو اے جی اور اس کے مقاصد تک لایا جاسکتا؟

ٹیم میں سرگرمی

اس کہانی "ریڈیو کے وقت" میں، حینا دلاور نے تیاری کرنے کیلئے انٹرویو سے قبل اپنی تنظیم کے متعلق پڑھا۔ لیکن موقع کی پریشانی اور دباؤ کی وجہ سے زبردست تیاری کے ساتھ جانے والا انسان بھی اپنے موثر اور دلچسپ دلائل بھول جاتا ہے۔ اگر حینا انٹرویو کیلئے نکات بناتیں، تو انہیں وہ باتیں آسانی سے یاد رہتیں جو بات چیت کو دوبارہ اصل موضوع کی جانب لے جاتیں جو ویمینز ایکشن گروپ (ڈبلیو اے جی) کی ارکان کیلئے اہمیت رکھتے تھے۔

- ☆ اگر آپ ڈبلیو اے جی کی رکن ہوتیں (اور تعلیم اور دیگر شعبوں میں عورتوں کی ترقی کیلئے کوشاں ہوتیں) تو وہ کون سے بیان حقائق، حکایات یا دیگر معلومات تھے جو آپ اپنے ریڈیو انٹرویو کے دوران لوگوں کو بتانا پسند کرتیں؟
- ☆ چار سے پانچ افراد پر مشتمل ٹیمیں بنالیں اور ان نکات پر غور و خوض کریں جن کے متعلق آپ سمجھتی ہیں کہ وہ کام کرنے کی جگہوں پر عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کے حوالے سے اہم ہیں اور جنہیں ریڈیو کے سامعین تک پہنچانا ضروری ہے۔ ایسے اقدامات کیوں غیر منصفانہ ہیں، اور ان سے نمٹنے کیلئے کیا کیا جاسکتا ہے؟
- ☆ اپنی بات چیت کے نکات کو واضح الفاظ میں تحریر کریں تاکہ انہیں کسی بھی ترجمان کی جانب سے آسانی کے ساتھ استعمال کیا جاسکے۔
- ☆ ٹیم میں سے کسی ایک شخص کو ترجمان مقرر کریں تاکہ پورے گروپ کے سامنے ان نکات کا خلاصہ پیش کیا جاسکے۔

مشق: "ہوذا قریشی کو منتخب کریں!"

کسی رضا کار سے کہیں کہ ذیل میں دی گئی کہانی کو پڑھ کر سنائے۔

☆☆☆☆☆

پارلیمانی امیدوار ہوذا قریشی ریلی سے دستبردار ہونا چاہتی تھیں۔ پانچ روز قبل ان کے بھائی کو، جو بیرون ملک رہتے تھے، شراب پی کر گاڑی چلانے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔ خبروں اور طنز و مزاح کے پروگراموں حتیٰ کہ قومی اخبارات میں بھی یہ خبر شائع ہو رہی تھی۔ ہوذا کو محسوس ہوا کہ ریلی نکالنا وقت کا زیاں اور عزت خراب کرنا ہوگا کیونکہ ریلی میں صحافیوں کی بڑی تعداد موجود ہوگی جو صرف ان سے ان کے بھائی کے متعلق جاننا چاہیں گے۔ ان کے بھائی کی غلطی ان کے اور ان کے خاندان کیلئے انتہائی تکلیف دہ اور نجی پریشانی کی باعث تھی۔ انہیں محسوس ہوا کہ سیاسی پلیٹ فارم پر وہ مناسب انداز سے اہم معاملات پر خطاب نہیں کر پائیں گی کیونکہ اس وقت سب کی توجہ اس اسکیٹنڈل پر مرکوز ہوگی۔

اس کے باوجود، ہودا کی مہم چلانے والے رابطہ کاروں نے کام جاری رکھا اور ریلی اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق منعقد ہوئی۔ خوشنما گلابی جوڑا پہنے ہوئے اور بظاہر پرسکون نظر آنے والی ہودا پوڈیم پر اپنے تیار کردہ خیالات کے ساتھ گئیں۔ تقریباً ۳۰۰ افراد کا مجمع تھا اور وہ بھرپور امید کے ساتھ ان کے منتظر تھے۔ انہوں نے ۲۰ منٹ تک پارلیمانی اصلاحات اور قانون میں تبدیلی کی ضرورت پر خطاب کیا جس سے عام عورتوں اور مردوں کی زندگی میں تبدیلی آجاتی۔ انہیں امید تھی کہ عام لوگ ان کی اپیل کی وجہ سے انہیں ووٹ دیں گے۔

جیسے ہی ہودا نے اپنے اختتامی کلمات ادا کئے، مجمع خاموش نظر آیا۔ اس کے بعد ایک عورت چیخی: "لیکن آپ تبدیلیاں لانے کیلئے پارلیمنٹ کو کیا تجویز پیش کر رہی ہیں؟ آپ کس طرح کے قانون منظور کرانا چاہتی ہیں؟"

ہودا نے تیزی سے جواب دیا، "میرے خیال میں جس طرح کی اصلاحات کی تجویز میں نے پیش کی ہے وہ بہت ہی واضح ہیں۔" اس کے بعد انہوں نے ایک عورت صحافی کی جانب اشارہ کیا جس نے سوال پوچھنے کیلئے اپنا ہاتھ اٹھایا ہوا تھا۔

صحافی نے سوال کیا، "کیا آپ اپنی مجوزہ اصلاحات کے حوالے سے کوئی مخصوص معلومات دے سکتی ہیں؟"

"بالکل، میں دے سکتی ہوں، اور میں نے معلومات دی ہیں۔" انہوں نے مرد صحافیوں کو یکسر نظر انداز کر دیا جو بے صبری سے ان کی توجہ حاصل کرنا چاہتے تھے اور ایک مرتبہ پھر ایک عورت صحافی کی جانب اشارہ کیا۔

صحافی نے سوال کیا، "آپ اپنی امیدواری کیلئے فنڈ کہاں سے لائیں گی؟، آپ کی مہم کو کس کی حمایت حاصل ہے؟"

فنڈ کا سوال کافی پیچیدہ تھا۔ اگرچہ "ہودا قریشی کو منتخب کر دو" کی مہم کے دوران جمع ہونے والا تمام فنڈ قانونی طریقوں کے مطابق جمع کیا گیا تھا لیکن زیادہ تر رقم غیرت کے نام پر ہونے والے قتل کے خلاف سخت قانون لانے کی حامیوں نے فراہم کی تھی جو ہودا کی امیدواری کے اعلان سے قبل جمع کی گئی تھی۔ غیرت کے نام پر قتل کے ذمہ داروں کو سخت ترین سزائیں دینے کیلئے دباؤ ڈالنے والے گروپ "اینڈ آزر کرائمز کولیشن" (End Honour Crimes Coalition) (ای ایچ سی سی: EHCC) نے اپنے خزانے کے دروازے ہودا قریشی کیلئے کھول دیئے تھے۔ مہم کے متعلق مالی قانون کی پیچیدگیوں میں اٹھنے اور ای ایچ سی سی کی صفائی ایجنٹ کہلائے بغیر، وہ کس طرح اس عورت صحافی کے سوال کا جواب دے سکتی تھیں؟ ہودا قریشی نے عورت صحافی سے نظریں ملائے بغیر، مہم جواب دیا، "میرے تمام فنڈ قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد آتے ہیں اور یہ وہ ذرائع ہیں جو پارلیمنٹ میں اصلاحات چاہتے ہیں۔ کیا کوئی مزید سوال ہیں؟"

اب صحافیوں کی پریشانی میں اضافہ ہو چکا تھا، وہ بدتمیزی سے سوال پوچھ رہے تھے اور جواب مانگ رہے تھے۔ ایک مرد صحافی نے چیختے ہوئے سوال کیا، "آپ کے بھائی کو کب انصاف کے کٹہرے تک لایا جائے گا؟ کیا آپ کو ان کے کئے پر

شرم نہیں آتی؟"

اگرچہ ذہنی طور پر وہ اپنے بھائی کے متعلق سوال پوچھے جانے کے خدشہ سے آگاہ تھیں لیکن اس سوال سے انہیں شدید تکلیف ہوئی۔ انہیں بہت تکلیف تھی کہ ان کا بھائی اپنے خاندان سے دور جیل میں بند تھا؛ اور غصہ تھا کہ ان کے بھائی کو یہ حرکت ایسے موقع پر کرنی تھی جب وہ پارلیمنٹ کی رکن بننے کی کوشش میں مصروف تھیں۔ انہوں نے گلا صاف کرتے ہوئے کہا، "سچ یہ ہے کہ ان کی گرفتاری میرے اور میرے خاندان کیلئے شدید باعث تکلیف ہے۔ جو کچھ ہوا اس پر ہمیں افسوس ہے اور ہم اس کیلئے دعا گو ہیں۔ لیکن جو کچھ میرے بھائی نے کیا وہ نجی معاملہ ہے، خاندان کا معاملہ ہے، اور اس سے میرے رکن پارلیمنٹ بننے کی اہلیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لہذا، میں اپنے بھائی کے متعلق صرف اتنا ہی کہوں گی۔"

شروع میں صرف چند افراد کی تالیوں کی آواز سنائی دی۔ لیکن اس کے بعد دیگر افراد نے بھی تالیاں بجائیں۔ کسی نے آواز دی، "ہو دا قریشی کو منتخب کرو!" اس کے بعد تمام حاضرین نے ان کی حمایت میں تالیاں بجائیں اور نعرے لگائے۔

بحث کیلئے سوالات

- ☆ ہو دا قریشی سے کی جانے والی چند غلطیاں بتائیں۔ آپ کی رائے میں ان کے انداز خطاب اور جواب کے طریقے سے انتخابی حلقے کے عوام ان کو کس طرح دیکھتے ہیں؟
- ☆ آپ کی رائے میں ہو دا قریشی کون سا مختلف انداز اختیار کر سکتی تھیں؟
- ☆ آپ ان کی امیدواری کے حوالے سے مالی امور کے متعلق کس طرح جواب دیتیں؟
- ☆ ہو دا قریشی نے کیا کہا اور کیا جو کامیاب ثابت ہوا؟
- ☆ آپ کے خیال میں ہو دا قریشی نے اپنے بھائی کے متعلق جو کچھ کہا اسے حاضرین نے کیوں پسند کیا؟ کیا آپ کو ان کے بھائی کے متعلق ان کا جواب پسند آیا؟ کیوں اور کیوں نہیں؟
- ☆ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ عوام کو کسی امیدوار کے سیاسی پلیٹ فارم کے متعلق مخصوص معلومات حاصل ہونی چاہئیں؟ کیا عوام کو یہ حق ہے کہ انہیں امیدوار کے فنڈ کا ذریعہ معلوم ہو؟ کیا عوام کو یہ حق ہے کہ شراب پی کر گاڑی چلانے کے جرم میں امیدوار کے بھائی کی گرفتاری کے متعلق معلوم ہو؟
- ☆ آپ کی رائے میں وہ کون سے سوال اور مسائل ہو سکتے جن کا کوئی بھی امیدوار بے تکلفی کے ساتھ جواب دینے کا پابند ہوتا ہے؟

ضمیمہ ب

پریس ریلیز کیسے لکھی جائے:

مثالیں اور مشقیں

موثر پریس ریلیز (press release) لکھنا

پریس ریلیز کسی بھی تقریب، اعلان، کارکردگی یا موقف کی تحریری شکل ہوتی ہے جنہیں پریس (بشمول اخبارات، رسائل، جرائد، ٹیلی ویژن، ریڈیو پر خبریں اور انٹرنیٹ پر مبنی خبروں کے ذرائع) کو بھیجا جاتا ہے تاکہ ان کی تشہیر ہو سکے۔ اپنی مہم اور تقریبات کے حوالے سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو باخبر رکھنے کیلئے پریس ریلیز سب سے بہترین ذریعہ ہے۔ پریس ریلیز کا خاکہ صحافیوں، ریڈیو کے صداکاروں، ٹیلی ویژن پروڈیوسر اور میڈیا کے دیگر پیشہ ور افراد کو آسانی اور اختصار کے ساتھ یہ بتا دیتا ہے کہ آپ کی خبر کو جگہ دی جائے یا نہیں۔ پریس ریلیز بنانے اور اسے تقسیم کرنے کی جگہیں جاننے سے آپ کو ایسی پریس کو ترجیح مل سکتی ہے جس سے آپ کا پیغام سیکڑوں، ہزاروں اور کبھی کبھار لاکھوں لوگوں اور حلقوں تک پہنچ سکتا ہے۔

بہترین پریس ریلیز ایک اچھی تحریری خبر کی طرح ہوتی ہے۔ یہ زیادہ طویل نہیں ہوتی اور اس میں بھرپور معلومات ہوتی ہیں جس سے پڑھنے والے کو تجسس ہوتا ہے۔ اگرچہ میڈیا گروپوں کی ثقافت، شیڈول اور مقاصد مختلف ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود آپ اس بات کا امکان بڑھا سکتی ہیں کہ آپ کی پریس ریلیز دلچسپی کا ذریعہ بنے اگر آپ ذیل میں دیئے گئے چند بنیادی اصولوں کا خیال رکھیں:

☆ میڈیا گروپ کے اوقات اور خبریں وصول کرنے کے طریقہ کار پر خصوصی توجہ دیں۔ میڈیا گروپ کے ایڈیٹر / مدیر کو فون کر کے یا ای میل بھیج کر یہ اوقات کار معلوم کئے جاسکتے ہیں۔ اگرچہ اس بات کا امکان ہے کہ بڑے میڈیا گروپ، اخبارات، ٹی وی سٹیشن اور مقبول ریڈیو پروگراموں کے میجر تک رسائی مشکل ہو سکتی ہے لیکن اکثر میڈیا اداروں کی انٹرنیٹ ویب سائٹ ہوتی ہے جہاں پریس ریلیز بھیجنے کے متعلق معلومات دستیاب ہوتی ہیں۔

☆ اپنی پریس ریلیز کو اس انداز اور طریقے سے لکھیں کہ اس میں تمام تفصیلات شامل ہوں تاکہ وہ بغیر کسی ترمیم کے شائع کی جاسکے۔ اگر آپ کی پریس ریلیز پر صحافی کو زیادہ وقت صرف نہ کرنا پڑے تو آپ کی پریس ریلیز شائع ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ اشاعتی ادارے پریس ریلیز کی زبان میں الفاظ کی حد تک معمولی تبدیلی کرتے ہیں

- یا پھر اس میں براہ راست کوئی حوالہ شامل کر لیا جاتا ہے۔
- ☆ اپنی پریس ریلیز کو مختصر رکھیں۔ زیادہ سے زیادہ دو صفحات۔ اگر کوئی اخبار لمبا مضمون شائع کرنا چاہے گا تو اس بات کا امکان ہے کہ صحافی اپنے طور پر تحقیق کرے گی۔ اگر کسی اخبار کو طویل پریس ریلیز موصول ہوتی ہے تو مصروف ایڈیٹر اسے پڑھنا پسند نہیں کرے گی۔
- ☆ پریس ریلیز اس طرح تحریر کریں کہ اس کے پہلے پیرا گراف میں تمام تر اہم معلومات شامل ہو جائیں۔ اگر کوئی ایڈیٹر اس کی طوالت کم کرنا چاہے گی تو اس کے آخری حصے سے کرے گی۔ مزید یہ کہ، کسی بھی ایڈیٹر کی توجہ حاصل کرنے کیلئے، اہم ترین باتوں کو پریس ریلیز کی ابتداء میں شامل کیا جانا چاہیئے۔ اگر ایڈیٹر کو وہ باتیں پسند آئیں جو وہ پڑھ رہی ہے تو وہ پڑھنے کا سلسلہ جاری رکھے گی۔ اگر نہیں، تو وہ اہم معلومات تک پہنچنے سے پہلے ہی پڑھنا بند کر کے پریس ریلیز ضائع کر سکتی ہے۔
- ☆ پریس ریلیز روایتی انداز سے لکھیں (مزید معلومات کیلئے "پریس ریلیز کی بنیادی فارمیٹنگ" کے متعلق اس سیکشن کے آخر میں دیئے گئے ڈبے کو دیکھیں)۔ ضروری نہیں کہ تمام پریس ریلیز دیکھنے میں ایک جیسی نظر آئیں۔ لیکن، معیاری فارمولا استعمال کرنے سے کسی بھی ایڈیٹر کیلئے اسے سمجھنا آسان ہو جائے گا۔
- ☆ پریس ریلیز بھیجنے کے فوراً ایک دن بعد فون یا ای میل پر ایڈیٹر (یا ایسے شخص جسے پریس ریلیز کے جائزے پر مامور کیا گیا ہے) سے رابطہ کریں تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ یہ موصول ہو چکی ہے اور یہ پوچھا جاسکے کہ آیا کسی اضافی معلومات کی ضرورت ہے۔

مزید بحث کیلئے

- ۱- آپ نے ماضی میں ایسے کون سے پروگراموں کا اہتمام کیا ہے جنہیں اشاعت سے فائدہ پہنچ سکتا تھا؟
- ۲- وہ کون سے مقامی، قومی یا بین الاقوامی میڈیا ادارے ہیں جن کے متعلق آپ چاہتی ہیں کہ وہ آپ کے پروگراموں کی اشاعت کریں؟
- ۳- کیا کوئی مخصوص ریڈیو اور ٹی وی سٹیشن، رسائل اور اخبارات ہیں جو آپ کے خیال میں آپ کی تنظیم یا مہم میں دلچسپی رکھتے ہیں؟ اگر ہاں، تو وہ کون سے ہیں اور کیوں؟
- ۴- کیا کوئی ایسے میڈیا ادارے ہیں جو آپ کے خیال میں آپ کی خبروں میں دلچسپی نہیں لیں گے؟ کیوں اور کیوں نہیں؟

پریس ریلیز کے متعلق جائزہ اور پہلی مثال

گھر کا بھیدی (The Trojan Horse)

دوسن امپاورڈ (Women Empowered) (ڈبلیو ای: WE) نامی تنظیم حکومتی عہدیداروں پر دباؤ ڈالتی رہی ہے کہ حفظان صحت کے متعلق نسوانی مصنوعات پر عائد بھاری ٹیکس ختم کیا جائے۔ ۱۰ فی صد ٹیکس کے ساتھ، روٹی اور اس کی طرح کے فٹیلے، رومال (نیپکن) وغیرہ پر بھاری بھر کم سیلز ٹیکس عائد کیا جاتا ہے اور ٹیکس کیلئے ایسی اشیاء پر پرفیوم اور درآمد کردہ سگار کی طرح بھاری ٹیکس عائد کیا جاتا ہے۔ اس نا انصافی کے حوالے سے حکومتی عہدیداروں کو کئی خط لکھے گئے، یادداشتیں پیش کی گئیں لیکن سب نظر انداز کر دی گئیں۔ ڈبلیو ای کے ارکان نے کئی مرتبہ میڈیا سے بھی رابطہ کیا جس میں ٹھوس دلائل اور اعداد و شمار پیش کیے گئے جس سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ بھاری ٹیکس عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک ہے، لیکن کسی صحافی نے ایسی خبر میں دلچسپی ظاہر نہ کی۔

ڈبلیو ای نے مکمل طور پر نیا طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے، فیصلہ کیا کہ حکومتی عہدیدار کو کمپیوٹر اور انٹرنیٹ سروس بطور عطیہ دیا جائے۔ جیسے مذکورہ عہدیدار آن لائن ہوتا اور مختلف ویب سائٹس (ورلڈ وائیڈ ویب) سے لطف اندوز ہوتا، اسے دنیا بھر سے ہزاروں افراد کی ای میلز موصول ہوتیں جس میں بھاری ٹیکس کیخلاف شکوہ کیا جاتا۔ ڈبلیو ای نے بطور عطیہ دیئے گئے اس کمپیوٹر کے متعلق صحافیوں میں پریس ریلیز تقسیم کیں جس میں یہ عہدیدار کو موصول ہونے والی ای میلز کا بھی ذکر کیا گیا۔ مقامی حتیٰ کہ چند بین الاقوامی میڈیا اداروں کو یہ خبر پسند آئی۔ ڈبلیو ای نے اس بات کو یقینی بنایا تھا کہ ان کا سیاسی پیغام خبر میں اچھی طرح پرویا گیا تھا۔

ویمن ایمپاورڈ

۴۳ پنچ روڈ

پی او بکس ۵۶۶۴۳

شہر، کاؤنٹی

برائے فوری اجراء

رابطہ کیلئے: ایما ایما گنا جونز

(دفتر کا فون نمبر) XXX-X-123456/8

aijones@we.org

کمشنر جنرل کو بطور عطیہ دیئے گئے کمپیوٹر پر
بھاری ٹیکس کے متعلق ای میلر موصول ہونے لگیں !!!

شہر، نومبر ۱۸، ۲۰۰۳ء: جب کمشنر جنرل سین ندیری کو معلوم ہوا کہ عورتوں کے حقوق کیلئے
کوشاں غیر سرکاری تنظیم، ڈبلیو ای، انہیں ان کے دفتر کیلئے ایک کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کنکشن بطور عطیہ
پیش کر رہی ہے، تو وہ بہت خوش ہوئے۔ جو بات انہیں بعد میں معلوم ہوئی وہ یہ تھی کہ ان کی ای
میل ایڈریس دنیا بھر کی عورتوں کی تنظیموں کو بتا دیا گیا تھا۔ یہ پتہ انہوں نے کمپیوٹر بطور عطیہ وصول
کرتے وقت بتایا تھا۔ چند ہی روز بعد، مسٹر ندیری کو ہزاروں ای میل موصول ہو رہی تھیں جن میں
ایک ہی پیغام تھا: "عورتوں کے نجی استعمال کی مصنوعات پر ٹیکس ختم کیا جائے!"

یہ نیا کمپیوٹر یونیوا تھارٹی کے دفاتر میں رواں سال ۱۱ اکتوبر کو لگایا گیا تھا۔ حکومت کو یہ کمپیوٹر ڈبلیو ای
کی شریک بانی اور صدر ونگاری ندیری بانی نے بطور عطیہ پیش کیا تھا۔ ندیری بانی کا کہنا تھا کہ "ڈبلیو ای
حکمت عملی کے تحت یہ کمپیوٹر عطیہ کرنا چاہتی تھی۔ ڈبلیو ای چاہتی تھی کہ ہماری جانب سے دیئے
جانے والے عطیے سے عورتوں کو فائدہ پہنچے اور ہمارے ملک کی حکمرانی بہتر ہو سکے۔" "صرف ایک
کمپیوٹر فراہم کرنا کافی نہیں تھا۔ یہ بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ عورتوں کیلئے حالات کس طرح بہتر
بنائے جانا چاہئیں کیونکہ عورتیں خود کو دیگر لوگوں کے ساتھ وابستہ محسوس کرتی ہیں چاہے وہ گھر ہو یا
دنیا بھر کی عورتیں ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ڈبلیو ای نے انٹرنیٹ کی سہولت کیلئے بھی مالی معاونت کی۔"

کمپیوٹر کا عطیہ دیئے کیلئے ہم تقریباً ایک سال قبل شروع کی گئی تھی۔ بین الاقوامی سطح پر عورتوں کی
تنظیموں کی حمایت کی جانب دیکھتے ہوئے، ڈبلیو ای نے صارفین پر عائد کیے جانے والے ٹیکس پر

صنعتی امتیاز کے حوالے سے آگہی پیدا کی۔ ایک موقع پر جب دنیا بھر میں صارفین کیلئے مختلف اشیاء پر پانچ فیصد ٹیکس عائد ہے، وہیں عورتوں کے نجی استعمال کی اشیاء اور مصنوعات کو "پرتعیشات" کے زمرے میں شامل کر کے ۱۰ فی صد کا بھاری ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ اس عدم مساوات سے لڑنے کیلئے فنڈز جمع کیے گئے جن سے ڈبلیو ای نے کمپیوٹر خریدا اور اسے ریونیو اتھارٹی کو بطور عطیہ پیش کیا۔

جب یہ کمپیوٹر اپنی جگہ نصب ہو گیا اور کمشنر جنرل سین ندیری کیلئے ای میل اکاؤنٹ بھی بنا دیا گیا، ڈبلیو ای نے اپنی مہم کو سنجیدگی اور مستعدی کے ساتھ آگے بڑھایا۔ مقامی اور بین الاقوامی سطح پر حامیوں نے کمشنر جنرل کو ای میل بھیجنا شروع کیے جس میں غیر منصفانہ ٹیکس کی شکایت ہوتی۔ ڈبلیو ای نے اپنے حامیوں سے کہا کہ وہ ان ای میلز کی نقول ڈبلیو ای کو بھیجیں۔ ۱۱ نومبر تک ڈبلیو ای کو موصول ہونے والے ای میلز رخطوط کی تعداد ۱۸۰۸ تک پہنچ چکی تھی جنہیں ریونیو اتھارٹی کو بھی بھیجا جا چکا تھا اور ان سب میں عورتوں کی مصنوعات پر عائد بھاری ٹیکس کی شکایت کی گئی تھی۔

مس ندیر بیا کہتی ہیں، "ہم سب اس مہم کے اب تک کے نتائج سے خوش ہیں۔ عورتوں کے پاس اپنی ساخت کے حوالے سے کوئی اور راستہ موجود نہیں ہے۔ لہذا اگر یہ سمجھا جائے کہ عورتوں کے نجی استعمال کی اشیاء پرتعیشات میں شامل ہیں؛ صرف بے وقوفی ہے۔ میرے خیال میں مسٹر ندیری اور ریونیو اتھارٹی کے دیگر عہدیداروں کو واضح اور شفاف پیغام مل رہا ہوگا۔"

ایسے تمام دیگر افراد جو مسٹر ندیری کو خط راری میل لکھنا چاہیں یا پھر ڈبلیو ای کے متعلق مزید جاننا چاہتے ہیں، وہ براہ کرم ڈبلیو ای کے دفتر سے فون نمبر xxx.x.xxx پر رابطہ کر سکتے ہیں یا پھر اس

پتہ پر ای میل بھیج سکتے ہیں: info@we.org

####

مزید مباحثے کیلئے

۱۔ آپ کیوں سمجھتی ہیں کہ ٹیکس نظام میں صنعتی امتیاز کے معاملے کو میڈیا میں ابھارنے کیلئے

ڈبلیو ای کو زبردست مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

۲۔ کیا آپ کے پاس ایسے کوئی دیگر خیالات ہیں جنہیں اگر ڈبلیو ای ٹیکس نظام

کے حوالے سے میڈیا میں پیش کرتی تو ایڈیٹر نے اس خبر کو کوراج دینے میں دلچسپی

دکھائی ہوتی؟

۳۔ ڈبلیو ای نے کمشنر جنرل کا ای میل ایڈریس میڈیا میں جاری نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اگر وہ ایسا کرتے تو اس کے کیا نتائج ہو سکتے تھے؟ کیا آپ تنظیم کے فیصلے سے اتفاق کرتی ہیں؟ کیوں اور کیوں نہیں؟

پریس ریلیز کے متعلق جائزہ اور دوسری مثال

ملازمت میں دھکیل دینا (Pressed into Service)

عورتوں کی ترقی کے حامی یہ سمجھتے تھے کہ ان کے ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی عورت کو وزیر انصاف مقرر کئے جانے کا امکان پیدا ہوا ہے۔ حکومتی وزراء کی جانب سے ملک کی قابل احترام ماہر قانون عائشہ بنت انیق کا نام لیا جا رہا تھا۔ یہ انہیں سنی گئیں تھیں کہ ایک ایسے وزیر انصاف کی ضرورت ہے جو عدلیہ کی کھوئی ہوئی ساکھ کو بہتر بنا سکے۔ یہ ساکھ چار چیف جسٹس صاحبان کی جانب سے مالی بے ضابطگیوں کی وجہ سے خراب ہوئی تھی۔ وینیز ریسیچ اینڈ رائٹس سینٹر (Women's Research and Rights Centre) (ڈبلیو آر آر سی: WRRC) سیاسی پیروی کرنے والا گروپ نہیں تھا لیکن اس کے باوجود اس نے عائشہ کی حمایت کی اور ان کیلئے اس عہدے پر حمایت اکٹھا کرنے پر بھی آمادگی ظاہر کی۔ عائشہ کی قابلیت اور ان کی ذاتی ایمانداری پر توجہ مبذول کرانے کیلئے ڈبلیو آر آر سی نے انہیں ایک تقریب میں خصوصی ایوارڈ عطا کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ تقریب معاشرے میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی عورتوں کے اعزاز میں منعقد کی جا رہی تھی۔ ان کا ارادہ تھا کہ پریس کو جمع کر کے اس پروگرام کی خبر شائع کرائی جائے۔ طویل ترین گفت و شنید کے بعد، ڈبلیو آر آر سی بورڈ کے ارکان نے مشاورت کے ساتھ تقریب میں ایک نامی گرامی گلوکار رہیری بیلا فونٹے (Harry Belafonte) سے تقریب میں شرکت کا وعدہ لے لیا کیونکہ وہ اس وقت ملک میں یونی سیف (UNICEF) کی سرگرمیوں کے حوالے سے دارالحکومت میں موجود تھے۔ عائشہ کو یہ ایوارڈ وہی دیتے۔

ویمینز ریسرچ

اینڈرائٹس سینٹر

چوتھی منزل، رکایت وزما

۱۱۵۰۱ شہر، ملک

www.wirc.org

برائے فوری اجراء

رابطہ کیلئے: وانگٹ محمد

(دفتر کا فون نمبر) XXX-X-123456/8

wirc_vm@hotmail.com

ہیری بیلا فونے ملک کی مایا ناز ماہر قانون

کو انتہائی پروقار اپوارڈ سے نوازیں گے

ڈبلیو آر آر سی کے زیر اہتمام تقریب میں پیشہ ور عورتیں ۱۴ اپریل کو

اپنی کامیابی کا جشن منانے کیلئے شرکت کریں گی

شہر، نومبر ۸ اپریل ۲۰۰۵ء..... عورتوں کی کامیابی سے کون خوفزدہ ہوگا؟ کم از کم ایسے افراد میں ہیری بیلا فونے شامل نہیں ہیں کیونکہ وہ آئندہ ہفتے کو عورتوں کی تنظیم ویمینز ریسرچ اینڈ رائٹس سینٹر کے زیر اہتمام کامیاب عورتوں کے اعزاز میں ہونے والے جشن میں شرکت کر رہے ہیں جو میریٹ (Marriott) میں منعقد ہوگا۔ اس تقریب میں جن عورتوں کو اعزاز سے نوازا جائے گا ان میں فاطمہ پوان، شارلوٹ لی تان، حواسلیمان اور سمانتھا ابراہیم شامل ہیں۔ تقریب میں ملک کی خدمت کرنے والی عظیم ماہر قانون عائشہ بنت انیق کو زندگی بھر کی کامیابی کا خصوصی تمغہ دیا جائے گا۔

ہر سال ویمینز ریسرچ اینڈ رائٹس سینٹر تجارت، تعلیم، طب، سائنس اور قانون کے شعبوں میں بہترین اور شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی عورتوں کو اعزاز سے نوازتا ہے۔ بیلا فونے، جو اس وقت یونی سیف کے کام کاج کے سلسلے میں یہاں دورے پر آئے ہوئے ہیں، کا کہنا ہے "یہ ملک عورتوں کے حقوق کو فروغ دیتے ہوئے ۲۱ ویں صدی میں داخل ہو رہا ہے۔ یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے کہ میں آپ کے ملک کی لائق عورتوں کے ساتھ ملاقات کروں۔"

بیلا فونٹے اس تقریب میں عائشہ بنت انیق کو یہ ایوارڈ دیں گے۔ قانون کے شعبے میں عائشہ انتہائی قابل احترام شخصیت سمجھی جاتی ہیں۔ انہوں نے گزشتہ ۱۸ برس کے دوران اٹارنی جنرل کے دفتر میں بطور ہیڈ پرائیکٹس کام کیا ہے۔ ورلڈ بینک (World Bank) میں فرائض کی انجام دہی سے وہ بین الاقوامی شخصیت بن گئیں جس کی وجہ سے سرحد پار بھی ان کے بہت سے مداح پیدا ہوئے۔

تقریب کا آغاز شام ۶ بجے ہوگا اور میڈیا سے تعلق رکھنے والی شخصیات کو بھی خوش آمدید کہا جائے گا۔ تقریب کی ٹکٹوں کی خریداری یا میڈیا کیلئے اجازت ناموں کے حوالے سے معلومات کیلئے براہ کرم سینڈی چو سے اس فون نمبر (xxx-xx-12345) پر رابطہ کریں۔

وینیزریس ریورچ اینڈ رائٹس سینٹر نامی یہ ادارہ ۱۹۸۸ء میں ملک کے مایا ناز ماہرین تعلیم نے قائم کیا تھا۔ یہ ماہرین تعلیم عورتوں کے ساتھ امتیاز کی وجوہات اور ان کے حل پر تحقیق کر رہے تھے۔ ڈبلیو آر آر سی کے مقاصد عورتوں کی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کی نشاندہی کرنا اور قانونی، معاشی اور تعلیمی بنیادوں پر تبدیلیاں لانا ہے جس سے عورتوں کیلئے مساوات کو فروغ ملے اور سب کی زندگیاں بہتر بن سکیں۔

###

مزید بحث کیلئے

- ۱۔ ڈبلیو آر آر سی کی پریس ریلیز میں کیا معلومات تھیں جن سے ایسا لگتا ہے کہ میڈیا ممکنہ طور پر پروگرام میں دلچسپی ظاہر کرے گا؟
- ۲۔ پریس ریلیز میں ہیری بیلا فونٹے کا حوالہ شامل کرنے سے یہ خبر کیوں میڈیا میں شائع ہوئی؟ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ بیلا فونٹے نے جو کہا وہ اتنا اہم تھا کہ اس سے ڈبلیو آر آر سی کی شہرت میں اضافہ ہوا؟ کیوں اور کیوں نہیں؟
- ۳۔ اگر آپ ڈبلیو آر آر سی کیلئے پریس ریلیز لکھتیں تو آپ اس میں کیا بدلتیں، شامل کرتیں یا نکال دیتیں؟ اگر ہاں تو کیا؟

آپ کی باری

اپنی پریس ریلیز لکھنے سے پہلے، ذیل میں دیئے جانے والے سوالوں کے جواب دیں:

- ۱- کون سے اشاعات، اداروں اور افراد کو آپ کی پریس ریلیز کی نقل موصول ہوگی؟
 - ۲- آپ کے پڑھنے والوں کیلئے آپ کی پریس ریلیز میں کون سی باتیں دلچسپ ہوں گی؟ آپ کے "ذرائع" کیا ہیں؟ (اس کیلئے آپ مچھلی پکڑنے کی ڈوری اور اس میں استعمال ہونے والے ہک کے متعلق سوچیں جس پر لگا چارہ مچھلی کھانا چاہتی ہے۔)
- مثال کے طور پر، ڈبلیو آر آر سی کی پریس ریلیز میں، اگرچہ تنظیم کے ارکان کا اصل مقصد انارنی جزل کے عہدے کیلئے عائشہ بنت انیق کی اہلیت پر توجہ مبذول کرنا تھا، لیکن ڈبلیو آر آر سی نے محسوس کیا کہ میڈیا کی زیادہ دلچسپی پروگرام میں ہیری بیلا فونٹ کی شرکت ہوگی۔ لہذا، انہوں نے اس بات کو یقینی بنایا کہ پریس ریلیز کے عنوان اور پہلے پیرا گراف میں ہیری بیلا فونٹ کا نام شامل کیا جائے۔ عائشہ کے متعلق معلومات کو بعد کے پیرا گراف میں مہارت کے ساتھ شامل کر دیا گیا۔
- کبھی کبھار پروگرام یا تقریب کا ہک اس کا وقت اور مقام ہو سکتا ہے۔ یہی وہ ہک ہے جو خبر کو اہم بناتا ہے اور اسی وجہ سے کوئی بھی صحافی آپ کی خبر کو شائع کرنا چاہے گا۔

- ۳- آپ کی خبر میں کون سے حقائق زیادہ اہم ہیں؟
- یاد رکھیں کہ پریس ریلیز کو مختصر ہونا چاہیئے، زیادہ سے زیادہ ایک یا دو صفحے۔ کبھی کبھار ہی پریس ریلیز کو تین صفحات تک لے جائیں۔ اگر خبر پیچیدہ ہے یا اپنا پیغام پہنچانے کیلئے اس میں ناموں کی فہرست یا دیگر تفصیلات شامل کرنا ضروری ہوں تو تو ایسی صورت میں تین صفحے قابل قبول ہیں۔ زیادہ صفحوں کی صورت میں یہ امکان ہوگا کہ آپ کی پریس ریلیز شائع نہیں ہوگی۔

- ۴- کون سا ادارہ یا شخصیت یہ پریس ریلیز جاری کر رہا ہے؟
- یہ بظاہر آسان سوال نظر آتا ہے، لیکن اس کا جواب دینا اس وقت مشکل ہو سکتا ہے جب یہ پریس ریلیز دو یا تین ادارے بھیج رہے ہوں۔ یہ بہت ہی ضروری ہے کہ آپ پریس ریلیز کو اپنے مقصد سے جوڑے رکھیں یعنی زیادہ سے زیادہ تشہیر کرنا۔ جس تنظیم یا فرد کا نام پریس ریلیز میں سرفہرست ہوگا وہی میڈیا کی توجہ کا مرکز بنیں گے یا ان کی ساکھ سے ہی میڈیا پر اثر ہوگا۔ عمومی طور پر یہ بہتر ہوگا کہ پریس ریلیز ایسا ادارہ جاری کرے جس کے متعلق میڈیا نے پہلے ہی سن رکھا ہو اور صحافی

اس پر بھروسہ کرتے ہوں۔ ورنہ انہیں چھاپنے سے پہلے تحقیق کرنا پڑتی ہے۔ مزید برآں، کوئی بھی صحافی آپ کی خبر کو اسی صورت میں اہمیت دے گی جب پریس ریلیز میں بتائے گئے "کردار" کو وہ اور اس کے پڑھنے والے جانتے ہوں۔

۵۔ ایڈیٹر آپ کی خبر کب شائع کر سکتی ہے؟

اکثر اوقات پریس ریلیز پر لکھا ہوتا ہے کہ "فوری اجراء کیلئے"۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس میں درج معلومات ایسی ہیں جنہیں فوری طور پر شائع کیا جانا ضروری ہے۔ لیکن آپ پریس ریلیز اپنی بات عوام تک پہنچانے سے پہلے بھی بھیج سکتی ہیں۔ مثلاً، آپ صحافیوں کو کسی انعام حاصل کرنے والی کے متعلق آگاہ کر سکتی ہیں، لیکن کسی مخصوص تاریخ تک آپ اس کے نام کا اعلان نہیں کرنا چاہتیں۔ ایسی صورت میں آپ اپنی پریس ریلیز پر لکھ سکتی ہیں کہ "برائے اجراء بتاریخ [xx.xx.xxxx]"۔

۶۔ مزید معلومات یا انٹرویو طے کرنے کیلئے صحافیوں کو کس سے رابطہ کرنا چاہئے؟

پریس ریلیز کیلئے کسی ایسے شخص کو رابطہ کار بنائیں جو آپ کی خبر بہتر انداز سے پیش کر سکے۔ آپ جس کا بھی انتخاب کریں اسے صحافیوں کے سوالوں کا جواب تفصیل سے دینے کیلئے تیار ہونا چاہئے، اور اس میں صلاحیت ہو کہ وہ آئندہ ہونے والی ملاقاتوں اور انٹرویو وغیرہ کا اہتمام کر سکے۔ یہ ضروری ہے کہ رابطے کیلئے پریس ریلیز پر موجود فون نمبر اور ای میل درست ہوں اور ان پر آسانی کے ساتھ رابطہ کیا جاسکے۔ اگر کوئی صحافی خبر میں دلچسپی رکھتی ہو لیکن وہ مزید معلومات کیلئے فوری طور پر رابطہ نہ کر سکے تو ممکن ہے وہ کوئی دوسری خبر چھاپ دے۔

۷۔ دلچسپ شہ سرخی کیا ہو سکتی ہے؟ کیا ذیلی سرخی مدد کر سکتی ہے؟

یہ بے حد ضروری ہے کہ پریس ریلیز کی شہ سرخی پڑھنے والی کی توجہ اپنی جانب فوراً کھینچ لے۔ اکثر اوقات یہ ہوتا کہ ایڈیٹر پریس ریلیز کی شہ سرخی پڑھ کر ہی فیصلہ کر لیتی ہے کہ اسے اس خبر میں دلچسپی نہیں ہے۔ کبھی کبھار ایڈیٹر سے خبریت کے حوالے سے غلطی ہو جاتی ہے لیکن انہیں اس کا پتہ ہی نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر وصول ہونے والی پریس ریلیز کو نہیں پڑھتیں۔ دلکش شہ سرخی اچھی ثابت ہو سکتی ہے لیکن جب یہ کافی معلومات فراہم نہ کر پائے تو ذیلی سرخی یہ کردار ادا کر سکتی ہے۔ مثلاً، ڈبلیو آر آرسی نے ہیری بیلا فونٹے کا نام اپنی پریس ریلیز کی شہ سرخی میں لکھا اور ذیلی سرخی میں آنے والے پروگرام کے متعلق معلومات شامل کیں اور یہ بھی بتایا کہ پروگرام میں کون لوگ شرکت کریں

گے اور کیوں۔

۸۔ ایسے کون سے حوالے آپ شامل کر سکتی ہیں جو آپ کی پریس ریلیز کو ٹھوس اور دلچسپ بنا سکیں؟
مکمل پریس ریلیز کو جانبدارانہ بنائے بغیر، اس میں ادارتی حوالے شامل کرنا کارآمد ہو سکتے ہیں۔
مثلاً، اپنی تنظیم کی طلاق کے قانون کے متعلق نئی دستی کتاب کے بجائے، کسی ایسی عورت کا حوالہ
دیں جس نے اسے پڑھ کر فائدہ حاصل کیا ہو۔ مثلاً

"جل مورینا (Jill Morena)، جن کی طلاق کا معاملہ جون میں طے پا گیا تھا، کا کہنا
ہے کہ "یہ دستی کتاب پڑھنے میں واقعی آسان تھی اور اس کی وجہ سے مجھے طلاق کے
قانونی معاملات کے حوالے سے بہت مدد ملی۔"

اگر آپ کو عوام (حکام، معروف شخصیات اور پیشہ ور شخصیات) میں سے کسی کا حوالہ نہیں ملتا، تو آپ
اپنی تنظیم میں سے کسی کا حوالہ دے سکتی ہیں۔

بحث کیلئے سوالات

- ☆ پریس ریلیز بنانے کیلئے کسی بھی حالیہ واقعہ یا تقریب کا انتخاب کریں۔
- ☆ پورا گروپ پریس ریلیز کے عنوان کے متعلق "آپ کی باری" کے آٹھ سوالوں پر بحث کرے۔ کوئی رضا کار
بڑے کاغذ یا فلپ چارٹ پر نوٹس تحریر کرے تاکہ بعد میں سب شرکاء ان کا حوالہ لے سکیں۔

پریس ریلیز کو شکل دینا

- ☆ پریس ریلیز بھیجنے والی تنظیم کا نام اور پتہ کاغذ کے اوپر بائیں جانب تحریر کریں۔
- ☆ ایک سطر چھوڑ کر یہ لکھیں: "برائے فوری اجراء یا برائے اجراء بتاریخ
[xx.xx.xxxx]"
- ☆ جس شخص سے رابطہ کیا جاسکے اس کا نام اسی سطر کی دائیں جانب تحریر کریں جس سطر پر
برائے فوری اجراء لکھا گیا ہے۔
- ☆ صفحے کے بیچ میں پریس ریلیز کا عنوان بڑے الفاظ میں تحریر کریں۔
- ☆ اگر ذیلی سرخی استعمال کریں تو اسے جگہ چھوڑ کر اگلی سطر میں چھوٹے الفاظ میں شہ سرخی
کے نیچے تحریر کریں۔
- ☆ پریس ریلیز کا پہلا پیرا اگر فہرستہ کے نام اور معلومات کے اجراء کی تاریخ سے شروع

ہونا چاہیے۔ (اس کیلئے وہ تاریخ استعمال نہ کریں جس پر آپ یہ پریس ریلیز بھیج رہی ہوں)

- ☆ پریس ریلیز میں کافی جگہ خالی ہونی چاہیے تاکہ اسے پڑھنے میں آسانی ہو۔ ہر پیراگراف کے بعد اضافی جگہ بہتر رہے گی۔
- ☆ اگر پریس ریلیز ایک سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہو تو ہر صفحے کے نیچے لیکن وسط میں تحریر کریں:۔۔ آگے جاری ہے۔۔
- ☆ پریس ریلیز کے آخر میں، تین مرتبہ پونڈ (pound) کا نشان (# # #) ضرور بنائیں کیونکہ اس سے معلوم ہوگا کہ آپ کی پریس ریلیز ختم ہو چکی ہے۔ یہ ترکیب خاص طور پر اس صورت میں کارگر ثابت ہوتی ہے جب آپ پریس ریلیز بذریعہ فیکس بھیج رہی ہوں۔ اس سے پریس ریلیز وصول کرنے والی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس نے مکمل پریس ریلیز وصول کر لی ہے۔

ضمیمہ ج

اخلاقی مہم کے اہتمام کیلئے مشورے

مشورے (Tip Sheet)

کوئی بھی بااخلاق قائد اس بات کو یقینی بنائے گی کہ اپنے مقاصد کے حصول کیلئے جو ذرائع وہ استعمال کر رہی ہے وہ ان مقاصد سے مطابقت رکھتے ہوں (۲۰)۔ یہی بات سیاسی مہم چلانے کیلئے بھی کہی جاسکتی ہے۔ اخلاقی مہم کا خاکہ بنانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ آپ جن اہم اصولوں کیلئے مہم چلانا چاہتی ہیں، ان پر تفصیلی غور و خاص کریں۔

چاہے آپ کی مہم کا مقصد کسی قانون میں تبدیلی لانا ہو، کسی سیاسی امیدوار کی حمایت کرنا، یا پھر کسی مخصوص معاملے کے حوالے سے اپنی کمیونٹی کو خبردار کرنا ہو، اس بات کا امکان ہے کہ فوری طور پر حاصل کئے جانے والے فائدے کے پیچھے پیچیدہ اور طویل المدتی مقاصد ہوں گے۔ مثلاً، مقامی اسمبلی میں کسی عورت امیدوار کو جتوانے کا طویل المدتی مقصد یہ تھا کہ قانون ساز ادارے کو اس کمیونٹی کا زیادہ سے زیادہ نمائندہ بنایا جاسکے جس پر وہ حکمرانی کر رہا ہے۔ اسے مزید شفاف، مزید جوابدہ اور قابل احتساب بنایا جاسکے۔

شفافیت، جواب دہی اور احتساب کسی بھی مہم کے سب سے اہم معیار ہیں۔ آپ کی اور مہم میں دیگر ساتھیوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ ایسی حکمت عملی تشکیل دیں اور مثالیں قائم کریں جو آپ کے اپنے ضابطہ اخلاق پر اترتی ہوں۔ یہ ذمہ داری مہم کی اپنی تدابیر اور تنظیم سے ہی شروع ہو جاتی ہے اور اس کا اطلاق مہم میں شامل ہر شخص پر ہوتا ہے۔

جب آپ اپنی مہم کے حوالے سے بنیادی اصول طے کرتی ہیں، اس وقت یہ سوچنا ضروری ہے کہ مہم میں آپ کے انفرادی حقوق اور ذمہ داریاں کیا ہیں اور توازن کیسے قائم کیا جائے۔ مثلاً، آپ کا حق ہے کہ آپ اپنے قائدین کے فیصلوں سے اختلاف کریں، لیکن آپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ منصوبوں کو غیر ضروری طور پر التواء میں نہ ڈالیں۔ اسی طرح، کسی اتحاد کے ارکان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کرے کہ اتحاد کس طرح اپنے مقاصد تک پہنچے گا، لیکن ان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دیگر منتظمین کی رائے کو اہمیت دیں۔

۲۰ | بااصول قیادت کے حوالے سے مزید معلومات کیلئے براہ کرم ملاحظہ کریں: "قیادت کے تعمیری عناصر: قیادت بطور راہنما غیاتی علم" از مہنا زامی۔ آپ کیلئے یہ عنوان پسند کی جانب عورتوں کی قیادت کیلئے رہنما کتاب میں دستیاب ہوگا جسے ویمنز رائٹنگ پارٹنرشپ نے ۲۰۰۷ء میں شائع کیا۔

اخلاقی مہم..... کہاں سے شروع کی جائے؟

تنظیمی حکمت عملی اور طریقہ کار.....	ذاتی رویہ
مساوات پر مبنی.....	معلومات کا تبادلہ
رد عمل کا اظہار.....	سننے کا عمل
جمہوری.....	شامل کرنا
شمولیت.....	احترام کرنا
رودادار.....	برداشت کرنا
شفاف.....	ابلاغ کرنا
شراکتی.....	بااختیار بنانا
مثالی بن کر قیادت کرنا.....	مثال قائم کرنا
قابل احتساب.....	ذمہ داری لینا
خوبی کا اعتراف.....	تعریف کرنا اور شکر یہ ادا کرنا

- ☆ اخلاقی تقاضوں کے تحت چلائی جانے والی مہم زیادہ عرصہ تک موثر رہتی ہیں کیونکہ وہ حلقہ داروں (constituents) کو پہلے مشاہدے اور اس کے بعد تبدیلی کیلئے حالات پیدا کرنے کی اجازت دیتی ہیں۔
- ☆ مہم کے پیغام سے زیادہ ذاتی رویے، انداز اور مہم کے شرکاء کے برتاؤ کا حلقہ داروں پر مساوی یا زیادہ اثر ہو سکتا ہے۔ لہذا، یہ بے حد ضروری ہے کہ مہم کے نمائندے اچھے رویے، نرم مزاجی اور احترام کا مظاہرہ کریں اور ایما ندر اور باخبر بنیں۔ مہم کے کئی ممکنہ حامی مہم کی خوبی کا اندازہ، اسے چلانے والوں کی خاصیتیں دیکھ کر کریں گے۔ مزید برآں، اخلاقی معیار کی اعلیٰ ترین مثال پیش کرنے سے وہ تنظیم زیادہ موثر بن جائے گی جو مہم چلا رہی ہے۔
- ☆ منتظمین کے مابین اور حلقہ داروں اور منتظمین کے درمیان بہترین ابلاغ ایک اخلاقی مہم کی بنیاد ہے۔ بہترین ابلاغ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ابلاغ کرنے کا ہر ذریعہ استعمال کیا جائے۔ فون، فیکس، ای میل، براہ راست خط و کتابت، بل بورڈ، فلائرز، کمرشل، اشتہارات، انٹرویو، سپوزیم، اجلاس، ریلیاں، گھر گھر جا کر اور زبانی کلامی بات چیت؛ ابلاغ کرنے کے وہ ذریعے ہیں جو موثر اور با اصول مہم چلانے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ اچھا ابلاغ مہم کی تنظیم کو چکدار، اثر پذیر اور شفاف بناتا ہے اور مہم کے پیغام کو وسیع تر ناظرین، حاضرین اور سامعین تک پہنچاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ہی مہم کے منتظمین تک تجاویز اور رد عمل پہنچ سکے گا، جس سے وہ مدد اور رہنمائی حاصل کریں گے۔

آپ کی باری

کاغذ، چاک بورڈ یا فلپ چارٹ پر دو کالم بنائیں۔ گروپ کی شکل میں یا پھر انفرادی صورت میں ایسے "حقوق" پر غور و خوض کریں جو آپ کی رائے میں کسی بھی مہم کی قائد، منتظم اور حلقہ داروں کے پاس مہم کے دوران ہوتے ہیں۔ اور پھر انہیں کالم نمبر ایک میں تحریر کریں۔ یہ حقوق کچھ بھی ہو سکتے ہیں؛ چاہے وہ انسانی حقوق (جیسا کہ اظہار رائے کی آزادی) ہوں یا پھر طریقہ کار معلوم کرنے کا حق (جیسا کہ جاننے کا حق کہ آپ کا دیا جانے والا مالی عطیہ کس طرح خرچ کیا جائے گا)۔ دوسرے کالم میں وہ ذمہ داریاں تحریر کریں جو آپ کی رائے میں مہم کے دوران ایک قائد، منتظم یا حلقہ داروں کو ادا کرنا پڑتی ہیں، کہ مہم میں شریک ہر شخص کی اخلاقی ذمہ داریاں کیا ہوتی ہیں۔

ذمہ داریاں	حقوق

ضمیمہ د

متحرک کرنا اپنا پیغام دوسروں تک پہنچانا

مشورے

چاہے آپ کسی قانون میں ترمیم چاہتی ہوں یا سیاسی امیدوار کی حمایت کرنا، یا کسی مخصوص مسئلے کی جانب اپنی کمیونٹی کی توجہ مبذول کرنا چاہتی ہوں، متحرک کرنے کیلئے سب سے اہم قدم تعلیم دینا اور بااختیار بنانا ہے۔ آپ کا کام عوام کو ایسے امور سے باخبر بنانا ہے جو ان سے وابستہ ہیں۔ تعلیم اس وقت اپنا کام دکھاتی ہے جب آپ اپنے دلائل تیار کر لیں، اپنی تدابیر پیش کریں اور حاضرین کو قائل کریں۔ آپ لوگوں کو بذریعہ فون، ان کے گھر جا کر، ویب سائٹ پر، ریلیوں میں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن انٹرویو، اخبارات اور جریڈوں کے مضامین اور اداروں اور خطوط اور ای میل کے ذریعے تعلیم دے سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ درخواستیں، ووٹروں کی رجسٹریشن اور مالی معاونت کیلئے سوچ سمجھ کر تیار کی جانے والی اپیلیں بھی تعلیم دینے کا موقع بن سکتے ہیں۔

تیاری، پیش کرنا اور قائل کرنا		
تقریر، مضامین، ادارے، ایڈیٹر کے نام خطوط، براہ راست خط و کتابت، ای میل	ان کیلئے ضروری ہے	ایسے دلچسپ اور آسان دلائل جو حقیقی مثالوں، معلومات اور کہانیوں پر مبنی ہوں
ٹیلی فون، گھر گھر جا کر چلائی جانے والی مہم، انٹرویو اور پینل مباحثے	ان کیلئے ضروری ہے	حاضرین کیلئے معاملے کو اہم بنانے کیلئے بات چیت کے نکات اور مخصوص اعداد و شمار
ریلی کے نعے، پوسٹر، بمپر سٹیکر (bumper sticker) اور ٹی شرٹ	ان کیلئے ضروری ہے	نعرے، یادگار حقائق اور نمایاں نشان (logo) یا پھر رنگوں کا خاکہ

- ☆ کسی بھی مہم میں سب سے زیادہ سرگرم اور مخلص کارکن وہ ہوتے ہیں جو حقیقت میں معاملات کو سمجھتے ہیں، اور جانتے ہیں کہ کیا اقدامات کئے جانا چاہئیں۔
- ☆ تعلیم کے متعلق آپ کے پیغام میں دو حصے ہونے چاہئیں: (۱) مسئلے کے حوالے سے دو ٹوک الفاظ میں وضاحت، اور (۲) مسئلے سے نمٹنے کیلئے مختصر اور واضح منصوبہ۔

آپ کی باری

بات چیت کیلئے نکات

بات چیت کرنے کیلئے نکات مہم کے معاملات کی نشاندہی اور وضاحت کرنے اور مسائل سے نمٹنے کیلئے بہترین ترکیب ہیں۔ یہ نکات آپ کی تقریر کا خاکہ بن سکتے ہیں؛ یہ انٹرویو کے دوران آپ کی مدد کر سکتے ہیں؛ اور جب آپ عام لوگوں کو اپنی مہم کے متعلق بتائیں گی تو یہ نکات آپ کو ان کے سوالوں کا جواب دینے میں بھی مدد دیں گے۔

یہ نکات چھوٹے چھوٹے جملوں یا پیرا گراف کی شکل میں لکھے جاتے ہیں، ان کو اس طرح لکھنا چاہیے کہ جب آپ چاہیں ان سے مطلوبہ معلومات فوراً نکال سکیں یا پھر اتنے آسان ہوں کہ آپ انہیں یاد کر سکیں۔ یہ نکات لکھنے کیلئے صرف دو اصول ہیں:

- ☆ بات چیت کرنے کیلئے نکات میں ایسے دلائل شامل ہونے چاہئیں جو آپ کے ابتدائی جملوں سے زیادہ ہوں۔ مثلاً، اگر آپ ہیلن پیٹوائے کی سیاسی عہدے کیلئے انتخابی مہم چلا رہی ہیں تو آپ کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ، "ہیلن پیٹوائے کو ووٹ دو"۔ بہتر یہ ہوگا کہ آپ یاد دہانی کرائیں کہ وہ کس قانون کی حمایت کرتی ہیں، ان کی معاشی امور میں مہارت کیا ہے اور وہ اہم شخصیات کون ہیں جنہوں نے ہیلن کی امیدواری کی حمایت کی ہے۔
- ☆ نکات لکھنے کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، لیکن آپ کی فہرست اس قدر منظم ہونی چاہیے کہ معلومات آسانی سے دستیاب ہو سکیں۔ مثلاً، اگر آپ کے نکات ایک صفحہ پر ہیں تو چند الفاظ نمایاں بنانے سے آپ کو اپنا موقف بیان کرتے ہوئے وہ باتیں یاد آ جائیں گی جو آپ کہنا چاہتی ہیں۔ لیکن، یہ نکات طویل بھی ہو سکتے ہیں۔ میڈیا کے ترجمانوں کے پاس ایسے نکات کے پلندے ہوتے ہیں۔ جن نکات پر انہیں بولنا ہوتا ہے ان تک آسانی سے پہنچنے کیلئے ان پلندوں میں حصے بنائے جاتے ہیں جن میں احتیاط کے ساتھ نشانیاں لگائی جاتی ہیں، تاکہ ترجیحی نکات فوراً نظر آئیں۔

اپنا سبق تیار کرنا

چاہے آپ تقریر کر رہی ہوں، انٹرویو دے رہی ہوں یا بات کرنے کیلئے لوگوں کے گھروں پر دستک دے رہی ہوں، موثر انداز سے لوگوں کو متحرک کرنے کیلئے موثر تعلیم ضروری ہے۔ اور موثر ہونے کا مطلب ہے تیار رہنا۔ اکثر اوقات، آپ کے پاس اپنا موقف بیان کرنے کیلئے ایک منٹ سے بھی کم وقت ہوتا ہے جس میں آپ کو یہ سمجھانا ہوتا ہے کہ لوگ آپ کی کس طرح اور کیوں مدد کر سکتے ہیں۔

نعرے اور دلکش الفاظ اور جملے

درجنوں جگہیں ہیں جہاں آپ اپنی مہم کی تشبیہ کر سکتی ہیں اور لوگوں کو بتا سکتی ہیں کہ وہ کیوں اقدام کریں۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے آپ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک رسائی حاصل کر سکتی ہیں۔ لیکن یہ دونوں طریقے بہت مہنگے ثابت ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ تخلیقی انداز سے پمفلٹ، فلائرز، پوسٹر، جھنڈے لگا سکتی ہیں تو آپ کا پیغام پھیل جائے گا۔ یاد رکھیں کہ فلائرز کو ڈاک، امی میل، فیکس کے ذریعے بھیجا جا سکتا ہے اور ویب سائٹ پر بھی شائع کیا جا سکتا ہے؛ عوامی مقامات پر دروازے اور کھڑکیوں پر بھی چپکا یا جا سکتا ہے۔ اگر مقامی دکاندار آپ کے ساتھ تعاون کریں تو آپ ان کی دکانوں کی کھڑکیوں پر اپنا پیغام چپکا سکتی ہیں۔

اپنی مہم سے وابستہ مواد کو دلچسپ بنانے کیلئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا نعرہ یا دلکش جملہ ہو جسے آپ بار بار استعمال کر سکیں۔ اہم بات یہ ہے کہ آپ کا نعرہ آسانی سے سمجھ میں آئے اور لوگ اسے آسانی سے پہچان سکیں۔ یہ مختصر، یادگار ہو اور آپ کے بات چیت کرنے کے نکات اور دیگر معلومات کے ساتھ مطابقت رکھتا ہو۔ مثال کے طور پر، وہ گروپ جو عدلیہ میں عورت ججوں کی تعداد میں اضافہ چاہتا ہے، ترازو کا نشان چن سکتا ہے؛ جو برابری اور انصاف کو اجاگر کرنے کیلئے استعمال کی جاتی ہے۔ ان کا نعرہ ہو سکتا ہے: "اب! عورت ججوں کا دور ہے، یہی انصاف کا تقاضا ہے۔"

ضمیمہ ر

مربوط سلسلے (نیٹ ورکنگ) اور اتحاد قائم کرنا

مشورے

اتحاد مختلف تنظیموں کا ایک گروپ ہوتا ہے جو شراکت میں مشترکہ مقصد کے حصول کیلئے کام کرتا ہے۔ مشترکہ مقصد کیلئے اتحاد قائم کرنے والی تنظیمیں اپنے وسائل، عملے، فنڈ، بصیرت اور ساکھ میں اضافہ کر کے اپنی کوشش کو جاری رکھتی ہیں۔ حتیٰ کہ ایسی تنظیمیں جو عمومی طور پر فنڈ یا میڈیا کی توجہ کیلئے کوشاں رہتی ہیں، یا جن کے نظریاتی مقاصد ہی مختلف ہوتے ہیں، کبھی کبھار اتحاد قائم کر لیتی ہیں تاکہ ایک ہی مقصد کو حاصل کر سکیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اتحاد قائم کرنا زبردستی کی محنت ہو یا مختلف وجوہات کی بناء پر رسمی شراکت داری مناسب معلوم نہ ہو۔ ایسی صورت میں، غیر رسمی مربوط سلسلے کسی مخصوص مہم کیلئے توثیق اور مادی حمایت حاصل کر سکتے ہیں۔

اپنی مہم کیلئے مربوط سلسلے قائم کرنے اور وسائل جمع کرنے کی راہ میں پہلا قدم ایسی تنظیموں کے ساتھ شراکت قائم کرنا ہے جن کے مقاصد یکساں ہوں۔ ایسی تنظیمیں عمومی طور پر پہلے ہی آپ کی تنظیم یا آپ کے کام کے متعلق معلومات رکھتی ہیں۔ بہترین حالات میں آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ اپنی ساتھی تنظیموں کی کوشش کی حمایت کر رہی ہیں اور وہ تنظیمیں بھی اکثر آپ کی کوشش کی حمایت کریں گی۔

اپنے موقف یا اپنے امیدوار کو دیکھتے ہوئے ایسے گروپ (یونین، طلبہ کی تنظیمیں، شہری تنظیمیں وغیرہ) یقیناً ہوں گے جن کے ساتھ آپ اتحاد بنانا چاہیں گی؛ چاہے ان کے ساتھ آپ کا واسطہ ماضی میں نہ رہا ہو۔ عموماً انتہائی طاقتور اور سیاسی لحاظ سے اثر و رسوخ رکھنے والے اتحاد وہ ہوتے ہیں جو ثقافتی، نسلی، صنفی اور سیاسی حدود کو عبور کر کے قائم کئے جاتے ہیں۔

مزید یہ کہ، تجارت، کمیونٹی، مذہب سے منسلک گروپ یا افراد ہو سکتے ہیں جو سرکاری حیثیت کی وجہ سے اتحاد میں شامل نہیں ہو سکتے، لیکن آپ کی مہم کی "خاموش حمایت" کر سکتے ہیں۔ خاموش حمایتی آپ کی مہم میں مائیکروفون اور ریکارڈنگ کا ساز و سامان، اجلاس کیلئے جگہ اور علامات اور فلائرو وغیرہ چھپوانے کیلئے مواد اور مالی معاونت فراہم کر سکتے ہیں۔

مہم کیلئے ممکنہ ترکیب کے طور پر آپ نمایاں سیاست دانوں، نامور شخصیات اور اخبارات و جرائد کے بااثر ادارتی افراد کی توثیق حاصل کر سکتی ہیں۔ یہ توثیق، اگر آپ کو فوری فائدہ نہ بھی پہنچائے تو دیگر لوگوں پر اتنا اثر ضرور ڈالے گی کہ وہ آپ کی حمایت کریں۔

آپ کا مربوط سلسلہ یا نیٹ ورک آپ کا پیغام پھیلانے کیلئے قیمتی ترین اثاثہ ہو سکتا ہے۔ جب کوئی اتحاد اچھے انداز سے کام کرتا ہے تو مہم کی مقبولیت کو کمیونٹی کی ضروریات سے جوڑ دیتا ہے۔ چند بنیادی رہنما اصولوں کی پیروی کر کے آپ کا اتحاد موثر انداز اور روانی سے کام کر سکتا ہے۔

☆ اتحادی تنظیموں کے مابین فیصلہ سازی اور مالی لین دین میں شفاف اور جمہوری طریقے اپنائیے۔ آپ ایسی قیادت کا مظاہرہ کریں جو دوسروں کا احترام کرتی ہے، برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے، مخلص اور ہمدردانہ ہے۔ اپنے اتحادی ساتھیوں کے ساتھ اکثر مذاکرات کریں اور ان کی ضرورتوں اور امیدوں کے حوالے سے چلکدار رویہ رکھیں۔

☆ تمام اتحادی ساتھیوں کے نمائندوں سے باقاعدگی کے ساتھ ملاقات کریں۔ باقاعدہ ملاقاتوں کے دو فائدے ہوتے ہیں۔ اول، آپ کے اتحاد کے ارکان ہر معاملے میں آپ کے ساتھ شامل اور باخبر رہیں گے، اور دوم، ارکان کی جانب سے فراہم کی جانے والے نئے وسائل اور تازہ ترین معلومات سے آپ کی مہم کو فائدہ پہنچے گا۔

☆ ساتھی تنظیموں کی ضروریات اور اتحاد کی ضروریات میں توازن پیدا کرنے کیلئے اتحاد کے ارکان کی کوششوں کا احترام کریں۔ جتنا ممکن ہو سکے، مختلف تنظیموں کی داخلی فیصلہ سازی کی کاروائی کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ جب بھی ہو سکے اپنے اتحادیوں کے ساتھ کام بانٹیں۔ ذمہ داریاں بانٹنے سے مہم کی مرکزی رابطہ کمیٹی پر بوجھ کم ہوتا ہے اور ساتھی تنظیمیں بااختیار بنتی ہیں۔

☆ غلط فہمیوں اور غلطیوں سے بچنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے اتحادیوں کے ساتھ ذمہ داریوں کے معاملے میں صاف گوئی سے کام لیں۔

☆ اتحاد قائم کرنے کے دوران آپ سب ساتھیوں کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں کم ہے۔ اپنے شراکت داروں کی جانب سے فراہم کی جانے والی ہر قسم کی مدد کا اعتراف کریں اور ان کا شکریہ ادا کریں اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کیلئے آمادہ کریں۔ اپنی تعریف سن کر شرکاء کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور انہیں مہم میں زیادہ حصہ لینے کی ترغیب ملتی ہے۔

آپ کی باری

حصہ داری، اشتراک، مربوط سلسلے، معاہدے، اتحاد سب ایسے تعلقات ہیں جن میں تنظیمیں یا افراد اپنی معلومات اور وسائل کو اپنے مقاصد کے حصول کیلئے ایک دوسرے کے ساتھ بانٹتے ہیں۔ جب آپ دیگر تنظیموں کے وسائل اور خدمات سے فائدہ اٹھاتیں ہیں تو اس سے آپ کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے اور جب آپ اپنی تنظیم کے وسائل اور خدمات بانٹتی ہیں تو اس سے آپ کی اپنی کارکردگی اور پیداوار بڑھ جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں اپنے ہی شعبے کے لوگوں کے ساتھ تعلق قائم ہونے کے ساتھ آپ کو اور آپ کی تنظیم کو مختلف اقدامات کیلئے بہترین اور سرگرم مشیروں، فیصلہ سازوں، شراکت داروں، فنڈ جمع کرنے والوں، ماہر تعلیم، مصوروں، کمپیوٹر کے ماہروں اور ٹریول ایجنٹوں کی فوج دستیاب ہو جاتی ہے۔

لیکن، اشتراک میں کام کرنے کے کچھ نقصانات بھی ہیں۔ سب سے عام نقصان گروپ میں فیصلہ سازی کی سست رفتاری ہے۔ ہر تنظیم میں فیصلہ سازی کرنے کا اپنا طریقہ ہوتا ہے۔ لہذا، فیصلہ کرنے میں اگر زیادہ تنظیمیں شامل ہوں تو منفقہ فیصلے پر پہنچنے کیلئے اقدامات بڑھ جاتے ہیں۔ دوسرا بڑا نقصان وقت، توانائی اور وسائل کا زیادہ استعمال ہے جنہیں اتحادیوں کے درمیان ابلاغ کرنے کیلئے بانٹنا پڑتا ہے، تاکہ اتحاد کی ضرورتوں اور اگلے اقدامات کے حوالے سے سب آگاہ رہیں۔

کوئی بھی اتحاد قائم کرنے سے پہلے، ذیل میں دیئے گئے سوالوں پر غور کریں:

- ☆ وہ کون سا مشترکہ معاملہ ہے جس سے اتحاد کے ارکان نمٹنا چاہتے ہیں؟
- ☆ کیا اکیلے مقصد حاصل کرنے کے مقابلے میں تنظیموں کی مشترکہ کوشش زیادہ موثر ثابت ہوگی؟
- ☆ مل کر کام کرنے کے نتیجے میں وہ کون سی رکاوٹیں ہیں جن کا سامنا ان تنظیموں کو ہو سکتا ہے؟ کیا ان رکاوٹوں کو عبور کیا جاسکتا ہے؟
- ☆ اتحاد کے ذریعے شہرت اور دیگر انفرادی مراعات حاصل کرنے کے بجائے کیا ہر ساتھی تنظیم اتحاد کے کام میں زیادہ دلچسپی رکھتی ہے؟
- ☆ کیا ہر ساتھی تنظیم کا اتحاد کی دیگر تنظیمیں خیر مقدم کرتی ہیں؟

اتحاد کے قیام کیلئے اقدامات

- ☆ کسی مرکزی ایجنسی یا ایجنسیوں کو چنیں اور ان کو اتحاد کے کام میں سہولت پیدا کرنے کی ذمہ داری دیں۔ یہ ذمہ داری کام کو بروقت پورا کرنے، اجلاس کا اہتمام کرنے اور اتحادی ارکان کو آگاہ کرنا ہوگا کہ وہ اپنے مقصد کے حصول میں کتنے کامیاب ہیں۔
- ☆ اتحاد کے ارکان کے مشترکہ تصور پر غور کریں۔ اتحاد کے قلیل المدتی اور طویل المدتی

مقاصد اور اس کے قیام کے متعلق تحریر کریں۔ اتحاد کو کیسے معلوم ہوگا کہ اس نے اپنے مقاصد حاصل کر لئے ہیں؟

☆ اتحادی ارکان کی فنڈ جمع کرنے کی تدابیر اور فنڈ میں ان کے حصے کے متعلق فیصلہ کریں۔

☆ اتحاد میں شامل ہر رکن تنظیم کو ذمہ داریاں سونپ دیں اور انہیں مکمل کرنے کیلئے وقت کی مدت بھی طے کر لیں۔

☆ فیصلہ کریں کہ اتحاد میں شامل اراکین کب اور کتنی بار ملیں گی۔

☆ اتحاد کی صلاحیت کو جانچنے کے طریقہ کار پر بحث کریں۔ اتحاد میں شامل تمام اراکین سے مفاہمت کریں کہ وہ اتحاد کی بدلتی ہوئی ضروریات کی روشنی میں اپنا رویہ پلک دار رکھیں گے۔

☆ اتحاد میں نئے اراکین کو شامل کرنے کیلئے معیار کا تعین کریں۔

☆ ہر ایک کا شکریہ ادا کرنا نہ بھولیں۔

ضمیمہ س

سیاسی شرکت کے متعلق اصطلاحات

سیاسی اصطلاحات

نظریہ تسلیم پسندی (Authoritarianism)

یہ ایک ایسا نظام حکومت ہے جس میں قائد اپنے عوام کی خواہشات کے تابع عمل نہیں کرتا۔ عوام کے پاس آزادیء فکر و عمل نہیں ہوتی۔ انہیں بہر حال اعلیٰ ترین حکومتی احکامات پر عمل کرنا ہوتا ہے۔

بیجنگ اعلامیہ اور اقدامات کیلئے پلیٹ فارم (Beijing Declaration and Platform for Action) "عورتوں پر چوتھی بین الاقوامی کانفرنس: مساوات، ترقی اور امن کیلئے اقدامات" نامی کانفرنس ۱۹۹۵ء میں چین کے دارالحکومت بیجنگ میں منعقد ہوئی تھی۔ اس تاریخی اجلاس میں ۱۸۹ ملکوں کی حکومتوں اور ۲۱۰۰ غیر سرکاری تنظیموں کے پانچ ہزار نمائندوں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کا بنیادی مقصد تھا کہ عورتوں کے انسانی حقوق، عورتیں اور غربت، عورتیں اور فیصلہ سازی، لڑکیوں اور عورتوں کے خلاف تشدد جیسے عوامل کو مد نظر رکھتے ہوئے عورتوں کی ترقی اور انہیں بااختیار بنانے کیلئے اقدامات کیے جائیں۔ اس سلسلے میں حتمی طور پر جاری کی جانے والی دستاویز، جس پر شرکت کرنے والے ملکوں نے اتفاق کیا تھا، کا عنوان "بیجنگ ڈیکلاریشن اینڈ پلیٹ فارم فار ایکشن" (Beijing Declaration and Platform for Action) رکھا گیا۔ اعلامیہ میں عورتوں اور لڑکیوں کے حقوق کے فروغ کیلئے حکومتوں اور کمیونٹی کی سطح پر کام کرنے والی تنظیموں سے مخصوص اقدامات کا مطالبہ کیا گیا۔

اتحاد (Coalition)

دو یا دو سے زائد تنظیموں، سیاسی جماعتوں، افراد، وغیرہ کی شرکت کے قیام کو اتحاد کہتے ہیں، جو مشترکہ مقصد، منصوبے یا سیاسی مہم کے سلسلے میں اتفاق کرتے ہوں۔

اتفاق رائے (Consensus)

کسی بھی گروپ یا کمیونٹی کے ارکان کے درمیان پائی جانے والی باہمی رضامندی کو اتفاق رائے کہا جاتا ہے جس میں ہر ایک کے پاس فیصلہ سازی کا کسی حد تک اختیار ہوتا ہے۔ اتفاق رائے کے حصول کیلئے ہر شریک کی رائے کو اہمیت دی جاتی ہے، آخر میں کئے جانے والے فیصلے پر تقریباً تمام شرکاء رضامند ہوتے ہیں۔

رواجی قانون (Customary Law)

بین الاقوامی قانون کے تحت، رواجی قانون وہ قانونی اقدار ہوتے ہیں جو وقت کے ساتھ مختلف ملکوں کے درمیان تبادلوں یا طے شدہ عوامل کے نتیجے میں وجود میں آتے ہیں۔

ڈیکلیریشن اینڈ پلیٹ فارم فار ایکشن (Declaration and Platform for Action)

براہ کرم "بیجنگ اعلامیہ اور اقدامات کیلئے پلیٹ فارم" دیکھیں۔

جمہوریت (Democracy)

یہ حکومت کرنے کا وہ طریقہ ہے جس کے تحت طاقت کا سرچشمہ عوام ہوتے ہیں جس میں بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر عوامی نمائندوں کے ذریعے حکومت کی جاتی ہے اور عمومی طور پر ایک مخصوص مدت کے تحت انتخابات کرائے جاتے ہیں۔

جمہوری فیصلہ سازی (Democratic Decision-Making)

یہ طرز حکمرانی یا اور فیصلہ سازی کا ایک طریقہ ہے جس میں شرکاء ایسے فیصلے پر مساوی اختیار رکھتے ہیں جن کے اثرات ان پر یا ان معاملات پر براہ راست پڑتے ہیں جنہیں وہ حل کرنا چاہتے ہیں۔

آمریت (Dictatorship)

ایسا جابرانہ طرز حکومت جس میں حکمران قانون، آئین، یا سماجی و سیاسی قوتوں کو اہمیت نہیں دیتا۔

سفارت کاری (Diplomacy)

رسمی یا غیر رسمی رابطہ کاری کا ایک ایسا نظام یا منصوبہ جس کے تحت ریاستیں یا طاقت کے دیگر مراکز ایک دوسرے کے ساتھ پر امن انداز میں گفت و شنید اور تصفیے کرتے ہیں۔

عائلی قانون یا ضابطہ خاندان (Family Law or Family Code)

اس کے زمرے میں خاندان کے ارکان کے حقوق اور ان پر عائد ذمہ داریاں آجاتی ہیں اور عمومی طور پر شادی، طلاق، وراثت، بچوں کی حواگی یا اور انہیں گود لینے جیسے معاملات اسی قانون کے تحت چلائے جاتے ہیں اور ان پر طلاق کرایا جاتا ہے۔ یہ قانون کئی دیگر سماجی، اقتصادی اور سیاسی حقوق پر اثر انداز ہوتا ہے۔ مسلمان اکثریتی ملکوں میں، عائلی قانون باضابطہ ہوتا ہے جس کی بنیاد ریاست کی جانب سے کی جانے والی شریعہ (اسلامی قوانین) اور سنہ (اسلامی روایات) کی تشریح ہوتے ہیں۔

تحریک نسواں (Feminism)

ایک ایسا عقیدہ، نظریہ اور سماجی تحریک ہے جس کا مقصد عورتوں اور مردوں کے درمیان سیاسی، قانونی، اقتصادی اور سماجی برابری کو فروغ دینا ہے۔

حقوق انسانی (Human Rights)

ایسے بنیادی حقوق اور آزادیاں جس کے تمام انسان حق دار ہیں۔ یہ مراعات نہیں ہوتیں بلکہ اس تشریح کا حصہ ہیں جس کے تحت انسانیت کی تشریح کی جاتی ہے۔ اس میں آپ کی رہائش، عقائد اور ثقافت غیر متعلقہ ہوتے ہیں۔ اقوام متحدہ کے حقوق انسانی کے متعلق اعلامیہ (United Nations Universal Declaration of Human Rights) میں عالمگیر سطح پر شہری، سیاسی، سماجی، معاشی اور ثقافتی حقوق کا احاطہ کیا گیا ہے۔

نظریہ (Ideology)

عقائد اور اقدار کا ایک ایسا جامع نظام جو معاشرے کی وضاحت کرتا ہے، حکومت کے کردار کی تشریح کرتا ہے، اور افراد، سماجی تحریک، ادارے، طبقے اور گروپ کی رہنمائی کرتا ہے۔

بین الاقوامی قانون (International Law)

ایسی روایات، قواعد اور قوانین کا مجموعہ جس کے تحت ریاستیں ایک دوسرے کے درمیان تعلقات برقرار رکھتی ہیں۔

حقوق انسانی کا بین الاقوامی قانون (International Human Rights Law)

افراد اور کمیونٹی کی سطح پر حفاظت کرنے والے وہ نظام، قوانین اور حقوق انسانی، جو اقوام کے درمیان اور مابین رائج ہوتے ہیں۔ ان میں مقامی اور بین الاقوامی معاہدے، قوانین، کنونشن اور حقوق انسانی کو بچانے کیلئے اختیار کئے جانے والے عالمگیر اقدامات شامل ہیں۔ انسانی حقوق کے قانون میں اختیارات شامل ہوتے ہیں جن میں بین الاقوامی معاہدے، کنونشن، قومی آئین، مذہبی تعلیم اور روایات شامل ہیں۔ یہ مساوی آزادی اور ہر شخص کی عزت کا دفاع کرتے ہیں اور اس میں رنگ، نسل، زبان، قومیت اور دیگر قسم کے امتیاز کو خاطر میں نہیں لایا جاتا۔

پدر شاہی نظام (Patriarchy)

وہ نظام جس میں خاندان کا سربراہ باپ ہوتا ہے، اور مردوں کو عورتوں اور بچوں پر اختیار دیا جاتا ہے۔

نظریہ تکثیریت (Pluralism)

اول: نظریہ جس کے مطابق کسی بھی عنوان کے متعلق ایک سے زیادہ حوالے یا پہلو پائے جاتے ہیں۔ دوم: معاشرے کے

ایسے حالات جن میں مختلف نسلوں، مذاہب، سماجی گروپ اور فرقوں کے لوگ اپنی انفرادی حیثیت برقرار رکھتے ہوئے کمیونٹی کی ترقی اور تجدید کیلئے کوشش کرتے ہیں۔

تشہیر (Propaganda)

تائل کرنے کیلئے وہ خیالات، حقائق یا الزامات جو جان بوجھ کر مخصوص افراد میں پھیلانے جاتے ہیں تاکہ کسی شخص یا مقصد کے بارے میں ان کی رائے کو متاثر کیا جاسکے۔

حقوق پر مبنی (Rights-based)

حقوق کی بنیاد پر شروع کئے جانے والے نئے اقدامات، پروگرام یا کارروائی جو انسانی حقوق کے بین الاقوامی معیار پر مبنی ہوتے ہیں اور جن کا کلیدی مقصد انسانی حقوق کا فروغ اور ان کا تحفظ ہوتا ہے۔

مذہبی حکومت (Theocracy)

ایسی حکومت جسے مذہب کے نام پر چلایا جاتا ہے اور خدائی طاقت اس کی رہنمائی کرتی ہے۔ اس نظام حکومت میں معاشرے کی نگرانی اور ضوابط نافذ کرنے کیلئے مذہبی قوانین اور روایت پر انحصار کیا جاتا ہے۔

مطلق العنانیت (Totalitarianism)

نظریاتی خاکے کے تحت معاشرے کے ہر پہلو کی از سر نو تشکیل کیلئے ریاست کی جانب سے اختیار کیا جانے والا مکمل قبضہ۔

ظالمانہ حکومت (Tyranny)

حکومت کی جانب سے جارحانہ، ظالمانہ اور خود مختار انداز سے طاقت استعمال کرنا، کبھی کبھار طاقت صرف چند افراد کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور کبھی ایک شخص کے پاس۔

حقوق انسانی کا بین الاقوامی اعلامیہ (Universal Declaration of Human Rights)

۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ کے رکن ممالک نے مختلف مذاہب اور نظریات کی بنیاد پر انسانی حقوق کا ایک عالمی ضابطہ تحریر کیا جس کا اطلاق دنیا کے تمام ممالک پر کیا گیا۔ اس اعلامیہ کی تمہید اور ابتدائی ۳۰ شقوں کی بنیاد پر دنیا بھر کے مختلف ملکوں نے اپنے آئین اور قانون تشکیل دیئے ہیں۔

عورتوں کے خلاف تشدد (Violence Against Women)

صنفا بنیاد پر کیا جانے والا کوئی بھی تشدد جس میں عورتوں یا لڑکیوں کو طبعی، جنسی یا ذہنی نقصان پہنچانا مقصود ہو۔ اس میں شریک حیات اور اس کے خاندان کا کیا جانے والا تشدد، جھگڑے اور ظلم کے نتیجے میں عورتوں اور لڑکیوں کو نقصان اور دشمن کی

عمل کی جانب عورتوں کی سیاسی شرکت کیلئے رہنما کتاب

فوج کی جانب سے حملہ اور زنا شامل ہیں۔

عورتوں کیلئے کوٹہ (Quotas for Women)

سیاسی عہدوں کیلئے عورتوں کے تناسب کو بڑھانے کیلئے حکمت عملی کو کوٹہ کہتے ہیں۔ یہ ایک تقاضا ہے کہ کسی بھی ادارے میں عورتوں کا ایک مخصوص فیصدی حصہ ہونا چاہیے، چاہے وہ امیدواروں کی فہرست، پارلیمانی اسمبلی، کمیٹی یا حکومت کیوں

نہ ہو۔

ضمیمہ ص

سیاست میں عورتوں کی شمولیت کیلئے ویب سائٹ پر مبنی وسائل

سیاست میں شمولیت کے حوالے سے معاونت اور معلومات کیلئے کارآمد ویب سائٹ

The Association of European Parliamentarians for Africa (AWEPA)

دی ایسوسی ایشن آف یورپین پارلیمنٹیریز فار افریقہ (اے ڈبلیو ای پی اے) افریقی پارلیمنٹوں کے تعاون کے ساتھ افریقا میں پارلیمنٹ جہوریت کو مستحکم کرنے اور یورپ کے سیاسی ایجنڈا میں افریقا کو ترجیح دلوانے اور افریقا اور یورپ میں پارلیمنٹ مذاکرات میں سہولت کاری کیلئے کام کرتی ہے۔ <http://www.awepa.org>

Campaign for Good Governance (CGG)

کمپین فار گڈ گورننس، رجسٹرڈ قومی غیر سرکاری تنظیم ہے جس کا کام سیریا لیون میں اچھے طرز حکمرانی، آزادی، جہوریت، اور صنفی مساوات کا پرچار کرنا ہے۔ <http://www.slccg.org>

CAWTAR

سی اے ڈبلیو ای پی اے آر، خود مختار علاقائی ادارہ ہے جو تحقیق، تربیت، نیٹ ورکنگ اور پیروی کرنے کے ذریعے عرب ممالک میں صنفی مساوات کو فروغ دینے میں کوشاں ہے۔ <http://www.cawtar.org>

The Center for Asia-Pacific Women in Politics (CAPWIP)

دی سینٹر فار ایشیا پیسیفک ویمن ان پولیٹکس (سی اے پی ڈبلیو آئی پی)، غیر جانبدار، بلا نفع اور غیر سرکاری علاقائی تنظیم ہے جو فیصلہ سازی اور سیاست میں عورتوں کی مساوی شرکت کو فروغ دینے کیلئے کوشش میں مصروف ہے۔ <http://www.capwip.org>

The Club of Madrid

دی کلب آف میڈرڈ، خود مختار تنظیم ہے جو اپنے ارکان کے منفرد تجربات اور ان کے وسائل کے ذریعے دنیا بھر میں جہوریت کے فروغ کیلئے کوشاں ہے۔ اس تنظیم کے ارکان میں ۷۰ جمہوری ملکوں کے سابق سربراہان مملکت اور سربراہان

حکومت شامل ہیں۔ <http://www.clubmadrid.org>

Elect Women Magazine

الیکٹ ویمن میگزین ایک امریکی آن لائن (online) میڈیا کی ویب سائٹ ہے جو ہم چلانے کیلئے مفید معلومات، کہانیاں اور ایسی عورتوں کو وسائل فراہم کرتی ہے جو سیاسی عہدے کے حصول کیلئے جدوجہد کر رہی ہیں یا ایسا سوچ رہی ہیں۔ اس ویب سائٹ پر امیدوار اور منتخب عہدیدار بلاگ (blog) لکھتے ہیں، اور عورتیں امیدوار بھی بلاگ کے ذریعے سوالات پوچھ سکتی ہیں، مشورہ دے سکتی ہیں اور معلومات کا تبادلہ کر سکتی ہیں۔ <http://www.electwomen.com>

Global Database of Quotas for Women

گلوبل ڈیٹا بیس آف کوٹا ز فار ویمن، انٹرنیشنل آئی ڈی ای اے (International IDEA) اور اسٹاک ہوم یونیورسٹی کا مشترکہ منصوبہ ہے۔ <http://www.quotaproject.org>

iKNOW Politics, International Knowledge Network of Women in Politics

آئی نو پالیٹکس، انٹرنیشنل نالج، نیٹ ورک آف ویمن این پالیٹکس، آن لائن سائٹ ہے جسے بنانے کا مقصد منتخب عہدیداروں، امیدواروں، سیاسی جماعتوں کے قائدین اور ارکان، محققین، طالب علموں، اور ایسے دیگر افراد کی ضرورت کو پورا کرنا ہے جو سیاست میں عورتوں کی شمولیت میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ <http://www.iknowpolitics.org>

International IDEA

انٹرنیشنل آئی ڈی ای اے دی انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ فار ڈیموکریسی اینڈ الیکٹورل اسسٹنس، بین الاقوامی تنظیم ہے۔ اس کے پروگراموں کا مقصد جمہوریت سازوں کو معلومات فراہم کرنا، حکمت عملی کا تجزیہ فراہم کرنا اور جمہوری اصلاحات کی حمایت کرنا ہے۔ <http://www.idea.int>

The Inter-Parliamentary Union

دی انٹر پارلیمنٹری یونین، خود مختار ریاستوں کی پارلیمنان کی بین الاقوامی تنظیم ہے۔ دنیا بھر کی پارلیمنان کے درمیان مذاکرات کیلئے یہ یونین مرکزی حیثیت کی حامل ہے اور امن اور تعاون کیلئے سرگرم ہے۔ اس ویب سائٹ کا "سیاست میں عورتوں اور مردوں کی شراکت داری کے ذریعے جمہوریت" کے صفحے پر دلچسپ وسائل پیش کئے گئے ہیں۔

<http://www.ipu.org/iss-e/women.htm>

MobileActive.org

موبائل ایکٹو ڈاٹ آرگ، موبائل فون کے ذریعے سماجی اثرو رسوخ کے حصول/رقیام کیلئے کام کرنے والے افراد اور تنظیموں کا ایک گروپ ہے۔ یہ ایسی غیر سرکاری تنظیموں کی تاثیر میں اضافے کیلئے پرعزم ہیں جو اعتراف کرتی ہیں کہ دنیا بھر میں ساڑھے تین ارب موبائل فون خدمات اور معلومات کی فراہمی، رابطہ کاری اور اہتمام کے حوالے سے بے مثال موقع فراہم کر سکتے ہیں۔ <http://mobileactive.org>

Mowatinat

موواٹیناٹ کے معنی "خواتین شہری" کے ہیں۔ عورتوں کی انجمن سسٹر ہوڈ از گلوبل انسٹی ٹیوٹ/جارڈن (Sisterhood Is Global Institute/Jordan) کی یہ عربی زبان میں ویب سائٹ مشرق وسطیٰ، شمالی افریقہ اور دیگر خطوں میں سیاست میں شمولیت اور عوامی عہدوں کیلئے جدوجہد کرنے والی عورتوں کو وسائل اور معلومات فراہم کرتی ہے۔ <http://www.mowatinat.org/articles/index.php>

NDI/The National Democratic Institute

دی نیشنل ڈیموکریٹک انسٹی ٹیوٹ رائن ڈی آئی، بلانفع اور غیر جانبدار تنظیم ہے جو شہریوں کے تعاون، شفافیت اور حکومت کے احتساب کے ذریعے دنیا بھر کے جمہوری اداروں کی مدد کرنے اور انہیں مستحکم بنانے کیلئے کوشاں ہے۔ <http://www.ndi.org>

onlinewomeninpolitics.org

آن لائن ویمن ان پالیٹکس ڈاٹ آرگ ویب سائٹ کا وجود ایشیائی عورت رہنماؤں کے تصور کے نتیجے میں عمل میں آیا تھا تاکہ ایشیا پیسیفک میں سیاست، طرز حکومت، فیصلہ سازی اور قیادت سے وابستہ عورتوں کا ایک نیٹ ورک قائم کیا جائے۔ <http://www.onlinewomeninpolitics.org>

Program on Governance in the Arab Region (POGAR)

پروگرام آن گورننس ان دی عرب ریجن (پی او جی اے آر)، اقوام متحدہ کا ایک ترقیاتی پروگرام ہے جس کا مقصد حکومتی عناصر، سول سوسائٹی اور نجی شعبہ کی مدد کر کے عرب ریاستوں میں طرز حکومت کو بہتر بنانا اور پائیداری لانا ہے۔ <http://www.pogar.org>

United Cities and Local Governments'

یونائیٹڈ سٹیٹس اینڈ لوکل گورنمنٹس کی یہ ویب سائٹ مقامی خود مختاری، مقامی اداروں، اور بین الاقوامی یکجہتی اور تجرباتی تبدیلی

کے حوالے سے دنیا بھر کی معلومات فراہم کرتی ہے۔

<http://www.cities-localgovernments.org>

Women's Political Participation in Algeria, Tunisia and Morocco

ویمنز پولیٹیکل پارٹی سپیشن ان البیریا، تونسیا اینڈ ماروکو سینٹر فار عرب ویمن ٹریننگ اینڈ ریسرچ (سی اے ڈبلیو ٹی اے آر) کے تعاون سے، یو این آئی این ایس ٹی آر اے ڈبلیو (UN-INSTRAW) نے یہ پروجیکٹ شروع کیا ہے تاکہ الجزائر، مراکش اور تونس میں عورتوں کی قیادت کو مستحکم بنایا جاسکے اور ان کی سیاست میں شمولیت کو یقینی بنایا جاسکے۔

<http://www.un-instraw.org/en/ggpp/maghreb-project/maghreb-project-2.html>

Worldwide Governance Indicators (WGI)

ورلڈ وائیڈ گورننس انڈیکسٹرز (ڈبلیو جی آئی) ورلڈ بینک کے محققین کی جانب سے تیار کئے گئے یہ اعداد و شمار یہ بتاتے ہیں کہ کئی ترقی پذیر ممالک کی حکومتیں کرپشن کو کنٹرول کرنے کیلئے پیش قدمی کر رہی ہیں، اور ان میں سے کئی ممالک طرز حکمرانی کے مجموعی اقدامات کے حوالے سے دولت مند ملکوں کی کارکردگی کے نزدیک پہنچ چکے ہیں۔ ایسے ممالک کی کارکردگی کا چارٹ

یہاں دیکھیں۔ <http://info.worldbank.org/governance/wgi>

The World Movement for Democracy

دی ورلڈ موومنٹ فار ڈیموکریسی، جمہوریت کے حامی سرگرم کارکنوں، وکلاء، ماہرین تعلیم، فیصلہ سازوں اور فنڈ دینے والوں کا عالمی نیٹ ورک ہے جو جمہوریت کے فروغ کیلئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔

<http://www.wmd.org>

World Wide Guide to Women in Leadership

ورلڈ وائیڈ گائیڈ ٹو ویمن ان لیڈرشپ کی ویب سائٹ پر ماضی سے لے کر آج تک جن عورتوں نے قائدانہ کردار ادا کیا ہے ان کے متعلق معلومات اور ان کی موجودہ صورتحال درج ہیں۔

<http://www.guide2womenleaders.com>

ضمیمہ ط

کوٹہ بطور صنفی مساوات

سیاست میں عورتوں کیلئے کوٹہ کا نظام

ڈلفین ٹورس (Delphine Torres)

سی آر ٹی ڈی۔ اے (CRTD-A)

کلکٹو فار ریسرچ اینڈ ٹریننگ آن ڈویلپمنٹ ایکشن

(Collective for Research and Training on Development-Action)

بیروت، دسمبر ۲۰۰۹ء

عورتوں کی سیاست میں شمولیت، جس کی عکاسی پارلیمنٹ میں ہوتی ہے، ایک ایسا اعشاریہ ہے جس کی مدد سے ہم معاشرے میں سیاسی اور جمہوری ترقی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ۲۰۰۹ء تک دنیا بھر کی قومی اسمبلیوں میں عورتوں کی نمائندگی کی شرح صرف ۶-۱۸ فی صد تھی، حالانکہ دنیا کی آدھی آبادی عورتوں پر مشتمل ہے۔ اقتدار اور طاقت کے معاملے میں دنیا کے کسی بھی حصے میں عورتوں اور مردوں کی برابری نہیں پائی جاتی، چاہے یہ سماجی میدان ہو یا معاشی یا سیاسی جہاں عورتوں کی نمائندگی انتہائی کم ہے یا بالکل نہیں ہے۔ تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے تو عورتوں کو سیاست سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ لہذا انہیں ایسے حقوق کا مطالبہ کرنا پڑا ہے جس کے تحت وہ تداہم مرتب کر سکیں تاکہ عوامی مباحثوں اور مسائل کے حل میں شرکت کر سکیں اور سیاسی میدان میں کردار ادا کر سکیں۔

صرف ۲۲ ممالک ایسے ہیں جہاں عورتوں کی پارلیمنٹ میں تعداد ۳۰ فی صد سے زیادہ ہے، لیکن ۷۱ ملکوں میں یہ تعداد صفر سے ۳ فی صد تک ہے۔ علاقائی شرح دیکھی جائے تو اسکینڈینیویائی ممالک میں یہ تعداد سب سے زیادہ یعنی ۵-۲۲ فی صد ہے جبکہ عرب ممالک کا نمبر فہرست میں آخری ہے جہاں پارلیمنٹ میں عورتوں کی تعداد صرف ۹ فی صد ہے۔ ہماری تحقیق صرف عورتوں کی سیاست میں شمولیت کا احاطہ کرتی ہے اور وسیع تر توازن اور اصل جمہوریت قائم کرنے کیلئے عورتوں کیلئے کوٹے (quota) کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔

اس تحقیق کے ذریعے سب سے پہلے یہ کوشش کی جائے گی کہ کوٹے کے نظریے کی تشریح کی جائے اور اس کے بعد انہیں بین الاقوامی معاہدوں کی روشنی میں پرکھا جائے۔ کوٹے کے ذریعے برابری حاصل کرنے کے حوالے سے پائے جانے والے

خیالات اور ان کے اثرات پر جائزہ بھی پیش کیا جائے گا۔ اس کے بعد چند مثالیں دی جائیں گی کہ دنیا کے مختلف خطوں میں کون سے تعمیری اقدامات اور حکمت عملی تشکیل دی گئیں تاکہ عورتوں کی سیاست میں شمولیت بڑھ سکے۔

اول۔ کوٹہ کی تعریف

۱۔ کوٹہ کیا ہے؟

تعریف

کوٹہ ایک ایسا عدوی مقصد ہے جس کے ذریعے ہدف کے کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ ہونے کی نمائندگی ہوتی ہے۔ سیاست میں عورتوں کی نمائندگی کے پیمانے کو جانچنے کیلئے کوٹہ تشکیل دیا جاتا ہے۔ سیاست میں عورتوں کی کم نمائندگی کے تاریخی مسئلے سے نمٹنے کیلئے یہ صنفی کوٹہ مقرر کیا جاتا ہے۔ اس کم نمائندگی کا تعلق روایتی، معاشی، ثقافتی، مذہبی اور دیگر وجوہات سے ہو سکتا ہے۔

لہذا، کسی بھی منتخب کردہ، نامزد کردہ یا مقرر کردہ ادارے میں عورتوں کی کم سے کم نمائندگی کو یقینی بنانے کیلئے عورتوں کے کوٹہ کی حد مقرر کی جاتی ہے۔ امیدواروں کی فہرست یا تمام حاصل کردہ نشستوں کو دیکھتے ہوئے ۲۰، ۳۰ یا ۴۰ فی صد کوٹہ کے استعمال سے سیاست میں عورتوں کی نمائندگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد عورتوں اور مردوں کے درمیان برابری قائم کرنا ہے۔ کوٹہ کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ اس کو کس ادارے کیلئے قابل عمل بنایا گیا ہے، وہاں ووٹ ڈالنے کا کون سا نظام رائج ہے، اس کا اطلاق مقامی یا قومی سطح پر کیا جا رہا ہے اور یہ نظام لازمی ہے یا رضا کارانہ طور پر اختیار کیا جا رہا ہے۔

کوٹہ کے اقسام

کسی بھی ملک کے سیاسی اور انتخابی نظام، اس کی سماجی و ثقافتی حقیقتوں کے پیش نظر اور سیاسی آگہی کی حد کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ کوٹہ کا نظام مختلف ہو سکتا ہے۔ عمومی طور پر کوٹہ کے نظام کی دو مختلف اقسام ہوتی ہیں۔ اول: ایسا کوٹہ جو ریاست کی جانب سے آئینی اور قانونی سطح پر نافذ کیا جاتا ہے، دوم: رضا کارانہ کوٹہ جو سیاسی جماعتیں رضا کارانہ اور آزادانہ طور پر اختیار کرتی ہیں۔

لازمی کوٹہ

یہ کوٹہ ریاست نافذ کرتی ہے۔ یہ اس ملک کے اداروں کیلئے موزوں سمجھا جاتا ہے تاکہ بہترین ممکنہ حالات میں صنفی مساوات کو یقینی بنایا جاسکے۔ کوٹہ کو مختلف نوعیت کی قانون سازی کے ذریعے نافذ کیا جاسکتا ہے: آئینی، یعنی ملک کے آئین میں ترمیم کر کے اسے آئینی حیثیت دی جاسکتی ہے، یا پھر قانون سازی کے ذریعے نافذ کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کا لازمی کوٹہ لاطینی امریکا میں عام ہے۔ کوٹہ نافذ کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ کسی بھی ملک میں اس کا اطلاق مساوی طور پر تمام سیاسی

جماعتوں پر ہوتا ہے اور اس پر عمل نہ کرنے کی صورت میں پابندیاں بھی عائد کی جاتی ہیں۔ مختلف ملکوں میں یہ نظام مقامی، علاقائی، قومی یا وفاقی سطح پر نافذ ہے اور اس کی کامیابی کا انحصار اس ملک کے سیاسی اور انتخابی نظام پر ہوتا ہے۔

رضا کارانہ کوٹہ

سیاسی جماعتیں آزادانہ طور پر رضا کارانہ کوٹہ اختیار کرتی ہیں جس کی وجہ سے ان جماعتوں کے قوانین، طور طریقوں اور قواعد میں یہ کوٹہ شامل ہو جاتا ہے۔ مختلف وجوہات کی بناء پر یہ جماعتیں عورتوں کو آگے لانے کیلئے مثبت اقدامات کرتی ہیں چاہے وہ سرپرستی یا نظریاتی سیاست پر مبنی کیوں نہ ہو۔ اس میں عورت و وٹروں کو اپنی جماعت کی جانب راغب کرنا، عدل و انصاف کی سیاست اور مساوی نمائندگی کی سادہ خواہش کے ذریعے جمہوریت کی بحالی جیسے اقدامات شامل ہوتے ہیں۔ لازمی کوٹہ کے برعکس، رضا کارانہ کوٹہ پر عمل نہ کئے جانے پر کوئی سزا یا ہرجانہ ادا نہیں کرنا پڑتا۔ اس معاملے میں صرف پارٹی کے اندرونی دباؤ اور وٹروں کی جانب سے ہونے والی تنقید ہی ایسے طریقے ہیں جو کوٹہ پر عمل کراتے ہیں۔

یہ دونوں نظام بیک وقت رائج ہو سکتے ہیں۔ اس صورت میں برابری جلد اور آسانی کے ساتھ حاصل کی جاسکتی ہے۔

کوٹہ کی قسمیں چاہے وہ لازمی ہو یا رضا کارانہ مختلف ہو سکتی ہیں۔ اور اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ یہ نظام مستقل ہے یا عارضی۔ چند ملکوں میں طبی علاج کی طرح، کوٹہ بھی ایک محدود دورانیہ کیلئے مقرر کیا جاتا ہے۔ یہ کوٹہ اس وقت ختم ہو جاتا ہے جب عورتوں کی نمائندگی ایک مخصوص حد تک پہنچ جاتی ہے اور جب فیصلہ ساز اداروں میں عورتوں کی نمائندگی کی راہ میں حائل رکاوٹیں یا مشکلات ختم ہو جاتی ہیں۔ لیکن احتیاط کی ضرورت ہے کہ کوٹہ مقاصد کے حصول سے پہلے ختم نہ کیا جائے۔ بنگلہ دیش میں صرف ایک موقع پر ۲۰۰۰ء کے انتخابات کے دوران عورتوں کی نمائندگی زبردست انداز میں ۱۰ فی صد سے کم ہو کر ۲ فی صد رہ گئی تھی صرف اس لئے کہ عارضی کوٹہ کا مقرر کردہ وقت ختم ہو گیا تھا۔ یہ مثال واضح کرتی ہے کہ کوٹہ کے نفاذ کے وقت اس کے دورانیہ کے حوالے سے اچھی طرح تحقیق کر لینی چاہیے۔ اس تحقیق کے تیسرے حصے میں ہم مصر کے معاملے کا جائزہ لیں گے اور دیکھیں کہ کس طرح کوٹہ ختم کرنے کے نتیجے میں عورتوں کی نمائندگی پر اثرات پڑتے ہیں۔

کوٹہ کے نظام کی مختلف انواع ہو سکتی ہیں۔ اس کا انحصار اس پر ہے کہ آیا کوٹہ کا اطلاق رضا کاروں پر ہے یا امیدواروں کی فہرست پر یا پھر منتخب نشستوں پر۔ یہ تینوں اطلاق بیک وقت بھی ہو سکتے ہیں۔ چند ملکوں، جیسے ارجنٹائن اور بلیجیم، نے کوٹہ کا دہرا نظام نافذ کر رکھا ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ عورتوں کیلئے مقرر کردہ کم سے کم حد اور حکومتی اور ووٹ ڈالنے کی ہر سطح پر ان کیلئے مقرر کی جانے والی نشستیں پر ہو جائیں۔ اس سے ان عورتوں کو بھی موقع ملتا ہے جو فہرست میں ہمیشہ نیچے سطح پر ہوتی ہیں جہاں سے ان کے منتخب ہونے کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔

عقیدہ مساوات انسانی (egalitarianism) کی جمہوری منطق کے مطابق دیکھا جائے تو یہ ضروری ہے کہ صنفی امتیاز

سے پاک غیر جانبدارانہ کوٹہ مقرر کر کے عورتوں اور مردوں کی کم نمائندگی کا مسئلہ حل کیا جاسکے۔ یہ اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ ہر صنف کے انتخاب کے حوالے سے کم از کم حد (threshold) مقرر کر دی جائے جس کی وجہ سے ہر صنف کو اس کی کم از کم نمائندگی، مثلاً ۲۰ فی صد، ضرور ملے اور زیادہ سے زیادہ حد ۶۰ فی صد سے تجاوز نہیں کرے۔ اس طرح کا کوٹہ مکمل طور پر مساوی بنیاد پر ہے کیونکہ اس میں عورتوں اور مردوں کیلئے ایک ہی حد مقرر کی جاتی ہے اور اصل اور موثر نمائندگی کو بھی یقینی بنایا جاتا ہے۔ تشریح کے لحاظ سے دیکھیں تو ۵۰-۵۰ کوٹہ مساوی اور غیر جانبدار ہوگا اور اس سے عورتوں اور مردوں دونوں کی نمائندگی کو محدود رکھا جاسکتا ہے، جو کم از کم کوٹہ کی سطح مقرر کر کے انجام نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن، اس سے یہ سوال جنم لیتا ہے: کیا ایسی صورت میں جمہوریت کا احترام کیا جاسکے گا؟

عمومی طور پر مثبت اقدام اور خصوصی طور پر کوٹہ کی بنیاد وہ بین الاقوامی قوانین ہیں جو آفاقی یا علاقائی ہیں اور جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

۲۔ کوٹہ اور بین الاقوامی قانون

وہ پہلی بین الاقوامی تحریر جس نے کوٹہ کے نظام کی بنیاد رکھنے کیلئے رغبت پیدا کی، ۱۹۴۸ء کا حقوق انسانی کا آفاقی اعلامیہ اور ۱۹۷۹ء کا شہری اور سیاسی حقوق کا بین الاقوامی اعلامیہ تھے۔ ان دستاویزات میں بتایا گیا تھا کہ تمام انسان برابر ہیں اور ان سب کو مساوی حقوق ملنے چاہئیں۔ لیکن دستاویزات میں پایا جانے والا "آفاقی" کا تاثر اس لحاظ سے گدلا ہو گیا کہ ان میں تمام حوالہ جات صرف مذکر میں لکھے گئے تھے۔ عورتوں کے حقوق کیلئے جدوجہد کرنے والی ایک سرگرم کارکن ماریہ ڈیرائسمز (Maria Deraismes) نے کہا: "یہ کیسی عجیب آفاقیت ہے جس میں دنیا کی آدھی آبادی کو بھلا دیا گیا"۔ لہذا ایسے نئے اعلامیہ کی ضرورت ہے جس میں خصوصی طور پر عورتوں کو تحفظ دیئے جانے کی بات کی جائے۔

یہ کام ۱۹۷۹ء میں عورتوں کے خلاف تمام قسم کے تشدد اور امتیازی سلوک کے خاتمے کے کنونشن (CEDAW) اور اس کے اختیاری پروٹوکول کی منظوری سے پورا ہوا۔ اس تحریر میں صنفی برابری کے اصولوں کا از سر نو جائزہ لیا گیا ہے اور برابری کو اس کے صحیح معنی دیئے گئے ہیں، خصوصی طور پر سیاسی دائرے کے حوالے سے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کنونشن میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ ووٹنگ کے حقوق اور امیدداری کیلئے برابری کو یقینی بنایا جائے۔ آرٹیکل نمبر ۳ اور ۴ میں تجویز دی گئی ہے کہ ایسے تمام اور ٹھوس اقدامات کئے جائیں، بشمول قانون سازی، جس سے سیاست اور ملک میں عام زندگی کے حوالے سے عورتوں کے خلاف امتیاز کا خاتمہ ہو سکے۔ تاہم، CEDAW اپنے مقاصد حاصل کرنے کیلئے طریقہ کار بتانے میں ناکام رہا یا پھر مختلف ملکوں میں اس کنونشن کو قانونی طور پر نافذ کرانے میں ناکامی کی وجہ سے اس کی شقوں کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ CEDAW میں برابری (parity) کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے۔

دنیا کے ۱۸۵ ممالک، یا اقوام متحدہ کے ۹۰ فی صد اراکان CEDAW کے فریق ہیں جس کی وجہ سے یہ تقریباً آفاقی کنونشن بن جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس پر دستخط کرنے والے ممالک کے حوالے سے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کنونشن پر کس حد تک عمل ہو رہا ہے۔ حقیقتاً، اس کنونشن پر حال ہی میں دستخط کرنے والے چند ممالک (الجزیرہ ۱۹۹۶ء میں، بحرین ۲۰۰۲ء میں، کویت ۱۹۹۴ء میں، لبنان ۱۹۹۷ء میں، پاکستان اور سعودی عرب ۲۰۰۰ء میں) کی جانب سے سخت تحفظات کا اظہار کیا گیا، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ چند ممالک نے اپنے قانون میں CEDAW کی شقوق کو شامل کیا جبکہ کئی ایسے بھی ہیں جنہوں نے مذہبی عقائد یا ثقافتی روایات کو بنیاد بنا کر اپنے امتیازی قوانین کو برقرار رکھا۔ لہذا، اس کنونشن کی توثیق اب بھی زیر بحث معاملہ ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ممالک اصل سیاسی انداز سے برابری کے اصولوں کو نافذ نہیں کرنا چاہتے۔ کنونشن پر دستخط کرنے والے ایسے ملک بہت کم ہیں جنہوں نے کسی طرح کے تحفظات کا اظہار نہیں کیا۔ ان میں صرف جنوبی افریقا اور موزمبیق کو مبارکباد پیش کی جانی چاہیے۔ یہاں یہ غور طلب بات ہے کہ لازمی اصولوں اور CEDAW پر عمل نہ کرنے اور اسے اپنے قانون میں شامل نہ کرنے کی صورت میں پابندیوں کی غیر موجودگی میں، کنونشن پر محدود انداز سے عمل ہو رہا ہے۔ اب بین الاقوامی اداروں اور سوسائٹی پر انحصار ہے کہ وہ حکومتوں پر دباؤ ڈالیں اور انہیں بین الاقوامی سطح پر کئے گئے ان کے وعدوں کو یاد دلاتے رہیں۔

۱۹۹۵ء میں، بیجنگ میں ہونے والی چوتھی عالمی کانفرنس برائے نسواں میں فیصلہ سازی کے اداروں اور حکومت میں عورتوں اور مردوں کی مساوی رسائی کا نظریہ پیش کیا گیا۔ اس موقع پر اتفاق رائے کے ساتھ منظور کئے جانے والے اعلامیہ میں اجلاس میں شریک ۱۸۹ ملکوں کی حکومتوں سے مطالبہ کیا گیا کہ صنفی نقطہ نظر سے وہ پلیٹ فارم فار ایکشن (Platform for Action) پر عمل کریں۔ ان ملکوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنے اہداف طے کریں اور ایسے مثبت اقدامات کریں جن سے سیاست میں عورتوں کی شمولیت میں اضافہ ہو سکے۔ اس طرح، پہلی مرتبہ بین الاقوامی سطح پر کوٹہ کی تجویز پیش کی گئی۔ بیجنگ میں تجویز پیش کی گئی کہ فیصلہ سازی کیلئے اہم سمجھے جانے والے عہدوں اور حکومت میں عورتوں کیلئے ۳۳ فی صد نمائندگی رکھی جائے، لیکن غیر سرکاری تنظیموں کے دباؤ کی وجہ سے حتمی اعلامیہ میں کہا گیا کہ عورتوں اور مردوں کو برابری کی بنیاد پر نمائندگی دی جائے۔

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ علاقائی سطح پر بھی انسانی حقوق کے اعلامیے منظور کئے گئے۔ ان میں تین اسلامی اعلامیے شامل ہیں جو یہ ہیں: یونیورسل اسلامک ڈیکلیریشن آف ہیومن رائٹس (Universal Islamic Declaration of Human Rights) (یو آئی ڈی ایچ آر: UIDHR) ۱۹۸۱ء، قاہرہ ڈیکلیریشن آف ہیومن رائٹس ان اسلام (Cairo Declaration of Human Rights in Islam) (سی ڈی ایچ آر آئی: CDHRI) ۱۹۹۰ء، اور عرب چارٹر آن ہیومن رائٹس (Arab Charter on Human Rights) (اے سی ایچ آر: ACHR) ۱۹۹۴ء اور ریاستی

سربراہان اور اسمبلی کی جانب سے ۲۰۰۳ء میں ماپوتو میں منظور کردہ پروٹوکول ٹوڈی افریقن چارٹر آن ہیومن اینڈ پیپلز رائٹس آن دی رائٹس آف ویمن ان افریقا (Protocol to the African Charter on Human and People's Rights on the Rights of Women in Africa)۔ ان تمام اعلامیوں میں آزادی، مساوات اور بھائی چارے کے متعلق حقوق انسانی کے عالمی اعلامیہ کے آرٹیکل ۱ کے تینوں اصولوں (یوڈی ایچ آر کے آرٹیکل ۱۲ اور ۳، سی ڈی ایچ آر آئی کے آرٹیکل ۱۱ اور ۱۹، ایسی ایچ آر کے آرٹیکل ۲) کو دہرایا گیا ہے۔ ان میں امتیازی سلوک کی غیر موجودگی کا دعویٰ کیا گیا ہے، لیکن یہ مکمل نہیں ہے (یوڈی ایچ آر کے آرٹیکل ۲، یو آئی ڈی ایچ آر کے آرٹیکل ۳، سی ڈی ایچ آر آئی کے آرٹیکل ۱ اور ۱۹، اے سی ایچ آر کے آرٹیکل ۲)۔ ماپوتو پروٹوکول (Maputo Protocol) میں یہ پابندی عائد کی گئی تھی کہ معاہدے پر دستخط کرنے والے ممالک لازمی طور پر سیاسی زندگی میں عورتوں کیلئے برابری پیدا کریں اور اس کیلئے مثبت اور قانونی اقدامات کئے جائیں، لیکن لازمی طور پر عمل نہ کرنے کے معاملے پر کچھ نہیں کہا گیا۔

ستمبر ۲۰۰۰ء میں ہزار سالہ اعلامیہ (Millenium Declaration) کے حوالے سے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ہزار سالہ آٹھ ترقیاتی مقاصد (ملینیم ڈویلپمنٹ گولز: Millenium Development Goals) (ایم ڈی جی: MDGs) کا مسودہ منظور کیا۔ اس کا تیسرا مقصد تعلیم، ملازمت اور سیاسی و سماجی امور میں صنفی مساوات کے فروغ کی توثیق کرتا ہے تاکہ عورتوں کو با اختیار بنایا جاسکے۔ یہ ترقیاتی مقاصد اس بات پر نظر رکھتے ہیں کہ آیا عورتیں برابری کی بنیاد پر مردوں کے ساتھ فیصلہ سازی کے عمل میں شرکت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں یا نہیں۔ مقاصد کے حصول کیلئے ایم ڈی جی میں ۲۰۱۵ء کی حد طے کی گئی۔ یہ مسودہ ۱۹۱ ممالک کی جانب سے منظور کیا گیا جن میں سے ۱۴۷ ملکوں کی نمائندگی ان کی حکومتوں یا سربراہان مملکت نے کی تھی۔

دوم۔ کوٹہ کے متعلق چند خیالات

۱۔ نظریاتی بحث

انیسویں صدی کے دوران مغربی ملکوں میں صنفی مساوات کیلئے سامنے آنے والے مطالبات نے ایسے مباحثوں کو جنم دیا جن کی حمایت عورتوں، دانشوروں، فلسفیوں اور ادبی تحریکوں نے کی۔ حال ہی میں، دنیا بھر میں کوٹہ کے حامیوں اور مخالفین نے کئی قانونی اور فلسفیانہ نوعیت کے دلائل پیش کئے ہیں۔ یہ دلائل افراد کی آفاقیت اور کمیونٹی کے مختلف ہونے کے اختلافی تصورات کے گرد گھومتے ہیں۔

☆ آفاقیت اور اختلافیات

۱۹۶۰ء کی دہائی میں سیمون ڈی بوواں (Simone de Beauvoir) کی حقوق نسواں کی "سیکنڈ سیکس" (The

(Second Sex) میں بتائے گئے نظریے سے متاثر ہو کر ایک فرانسیسی فلسفی ایلزابیٹہ بیڈنٹر (Elizabeth Badinter) نے اپنی دیگر ساتھیوں کے ہمراہ سیاست میں عورتوں کے کوٹہ کی مخالفت کی۔ انہوں نے اپنی کوٹہ مخالف دلیل کی بنیاد جمہوری آفاقی نظریے کو بنایا جس میں انسانیت کی آفاقی نوعیت کے تصور کی تائید کی گئی ہے۔ اس نظریے کے حامیوں کے مطابق، صنفی لحاظ سے انسانیت آفاقی ہے۔ لہذا مثبت اقدامات کرتے ہوئے عورتوں کو رعایت دینے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اس سے ترقی یا تبدیلی میں تیزی نہیں آئے گی بلکہ اس کے برعکس عورتوں کو سنجیدہ نوعیت کے مسائل لاحق ہو جائیں گے۔ دورانہ پیشی سے اگر دیکھا جائے تو، عورتوں کی قابلیت پر شک کیا جائے گا اور یہ کہہ کر کہ انہیں کسی مخصوص کام کیلئے صرف اس لئے منتخب کیا گیا ہے کیونکہ وہ عورت ہیں۔

لیکن سب سے بڑھ کر اس مثبت اقدام کی وجہ سے عورتیں ایک درجہ تک محدود ہو کر رہ جائیں گی۔ مثبت اقدام کی مخالفت کرنے والے امریکی قدامت پرستوں کی دلیل کو دہراتے ہوئے ایلزابیٹہ بیڈنٹر نے خبردار کیا کہ اگر مثبت اقدام کئے گئے تو مزید درجے بنتے جائیں گے اور کوٹہ کے نتیجے میں معاشرے پر علیحدگی پسندانہ اثرات مرتب ہوں گے جس کی وجہ سے معاشرے کو ہزاروں پسماندہ بستیوں (ghettos) کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان کی رائے ہے کہ قانونی طور پر امتیازی سلوک کو قبول کرنے سے وہ جائز اور یقینی بن جائے گا۔

ان کی اس دلیل کے جواب میں مساوات کیلئے جدوجہد کرنے والے مصنفین، جیسا کہ سلویان ایگاسینسکی (Sylviane Agacinski) نے مذکورہ دلیل کو مسترد کرتے ہوئے جواب دیا ہے کہ جس خطرے کی نشاندہی کی گئی ہے وہ بے بنیاد ہے کیونکہ صنف میں آفاقی فرق کوئی درجہ یا اقلیت نہیں پیدا کرتا۔ اس کے برعکس عورتیں ہر نسل، معاشرے، مذہب اور سماجی گروپ میں موجود ہیں۔ لیکن کوئی علیحدہ درجہ نہیں رکھتیں۔ صنفی فرق کی بنیاد؛ دنیا کی دو مساوی اور بلا تغیر حصوں کی تقسیم ہے؛ ان دو صنفوں کی ہم موجودگی کی وجہ سے ہی انسانی نسل وجود میں آئی ہے۔ ایک علیحدہ درجہ کے بجائے عورتیں بھی انسانی نسل کا بالکل اسی طرح حصہ ہیں جیسے مرد۔ لہذا اگر قانونی حوالے سے دیکھا جائے تو یہ ضروری ہے کہ دونوں صنفوں کی مشترکہ سرگرمی اور مشترکہ ذمہ داری کو ملحوظ خاطر لایا جائے؛ یعنی مساوات جس کا حقیقی مطلب مساوات کے اندر تنوع بھی ہے۔ نتیجتاً، یہ "مساوی دہراپن" (equal duality) قومی خود مختاری کی بنیاد ہوتی ہے، اور باہمی برابری کے بغیر جمہوریت ممکن نہیں۔

صنفی فرق ایک ایسی دلیل ہے جو اکثر کوٹہ کے استعمال کا جواز پیش کرنے کیلئے دی جاتی ہے تاکہ سیاسی اداروں میں عورتوں کے تجربات، ثقافت اور حساسیت کو شامل کیا جاسکے۔ کوٹہ کے مخالفین کی رائے ہے کہ اس اختلافیت کی بنیادی وجہ لازمی سادگی ہے اور یہ ہمیں ایک ایسے معاشرے کی جانب دھکیل دیتا ہے جو اقلیتوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ کالج ڈی فرانس (College de France) کے پروفیسر اور معروف مؤرخ پیئر روزان ولوں (Pierre Rosanvallon)

نے "ناکمل جمہوریت" میں لکھا ہے، "لیکن اس کے باوجود، عورتوں کی منفرد خصوصیات کو نمایاں بناتے ہوئے امریکی عورتوں نے فرانسیسی عورتوں کے مقابلے میں ایک نسل قبل ووٹ دینے کا حق حاصل کر لیا، اور اس طرح انہوں نے سیاسی لحاظ سے اختلافیت کے اصول کے موثر ہونے کا ثبوت دیا۔"

آخر میں، کوٹہ کے حامی مصنف جمہوری آفاقیت کا دفاع کرنے والوں کے تضادات پر غور کرتے ہیں جو عورتوں کی کم نمائندگی پر مشتعل ہوتے ہوئے فرد کو علیحدہ سمجھتے ہیں۔

☆ کوٹہ نظام کے متعلق تنقیدی آراء

کوٹہ پر اسے اختیار کئے جانے کے بعد اکثر تنقید کی جاتی ہے۔ مثلاً ایسا کوٹہ جسے اختیار کئے جانے کے باوجود سیاست میں عورتوں کی شرکت میں اضافہ نہ ہو سکا اور اس طرح کے دیگر غیر نتیجہ خیز اقدامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ان دلائل کے مطابق، وہ عورتیں جنہیں کوٹہ کے تحت منتخب یا مقرر کیا جاتا ہے مطلوبہ مہارت نہیں رکھتیں یا انہیں خاندان، شریک حیات یا کمیونٹی وغیرہ نے مقرر کروایا ہو اور وہ حقیقی سیاسی سوچ نہ رکھتی ہوں۔ لہذا، عورتوں کو کمزور شعبوں میں رکھا جاتا ہے جس سے سیاست میں ان کی ناکامی ظاہر ہوتی ہے۔ یا انہیں غیر اہم قلمدان یا عہدہ دیا جاتا ہے یا پھر انہیں خاندان یا سماجی زندگی کے متعلق حکموں میں رکھا جاتا ہے۔ ان تمام اقدامات سے عورتوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور یہ عمل غیر نتیجہ خیز ثابت ہوتا ہے۔ اس صورت میں، کوئی بھی مثبت اقدام، امتیاز کا سامنا کرنے والی کے خلاف کام کرے گا۔ کوٹہ نہ صرف غیر موثر ہوگا بلکہ عورتوں کے بہترین مفادات کے خلاف اقدام بھی ہوگا۔ اسی لیے یہ ضروری ہے کہ کوٹہ سے لاحق ان خطرات کو سمجھا جائے اور انہیں احتیاطی تدابیر سے جوڑا جائے تاکہ اوپر دیئے گئے مسائل سے بچا جاسکے۔

۲۔ اتفاق رائے کی کوشش: کوٹہ کیلئے آمدگی لیکن شرائط کے ساتھ

فلسفیانہ نکتہ نظر کے تحت کوٹہ کے نظام کی ایک تشریح یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ جمہوری اصولوں کے خلاف ہے اور مصنوعی انداز سے جمہوریت پر عمل مسلط کرتا ہے حالانکہ حتمی مقصد حقیقی جمہوریت قائم کرنا ہے۔ سیاسی اور قانونی نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ کوٹہ اختیار کرنا اس بات کا اعتراف ہے کہ صنفی مساوات اور جمہوری اصولوں پر عمل نہیں کیا جا رہا۔ لہذا، کوٹہ کا نظام جمہوریت کے فروغ کی ایک ترکیب ہے جس کی بنیاد صنفی مساوات ہے اور جس کی تشریح بین الاقوامی قوانین میں کی گئی ہے، ہر چند کہ یہ کمزور جمہوریت ہو۔ سماجی نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو موجودہ صورتحال کو تبدیل ہونا چاہیے۔ معاشرے کی جانب سے روایتی طور پر مردوں کے تجربات اور اقدامات کو دی جانے والی اہمیت کا از سر نو جائزہ لینا چاہیے تاکہ عورتوں کو شامل کر کے ان کے سیاسی کردار کا اعتراف کیا جائے تاہم ایسا کرنا پادشاہی اور روایتی معاشرے میں مشکل ہو سکتا ہے۔ لہذا یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اس پوری مشق کا مقصد مردوں کو اقتدار سے محروم کرنا نہیں بلکہ جمہوری معاشرے کے تمام شہریوں کیلئے اقتدار کی مساوی تقسیم کے اصولوں کا قیام ہے۔

درست طریقہ کیا ہونا چاہیے؟ کیا کوٹہ کو اس لئے متعارف کرانا چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ عورتوں کو نمائندگی مل سکے چاہے اس کیلئے مثبت اقدامات کر کے جمہوری اصولوں کی خلاف ورزی کی جائے، یا پھر جمہوریت کو اس کی اصل روح کے مطابق اپنے راستے پر چلتے دینا چاہیے بشرطیکہ ایسا کرنے کی مکمل اور حقیقی آزادی حاصل ہو؟ طویل المدتی نکتہ نظر سے دیکھا جائے، یہ کہہ لیں کہ کئی نسلوں کے دورانیہ میں، تو بھی ایسے ہی نتائج فراہم ہوں گے۔ ہمارے پاس کوئی مثالی حل نہیں ہے، لیکن دونوں طریقوں کے حوالے سے ممکنہ طور پر کچھ تجاویز دی جاسکتی ہیں۔

کوٹہ کے استعمال کا فیصلہ کسی بھی ملک کی وفاقی، صوبائی، علاقائی اور مقامی سطح کے قوانین، آئینی اور سیاسی اداروں کے قوانین کے تفصیلی جائزے کا نتیجہ ہونا چاہیے تاکہ اس بات کا اندازہ لگایا جاسکے کہ کس طرح کا کوٹہ موزوں ثابت ہوگا، کس سطح پر موزوں ہوگا، کس طرح کی ووٹنگ کرائی جانی چاہیے اور یہ نظام کتنے عرصہ کیلئے نافذ رہے گا۔

ایک طرح سے، اصل کام یہ ہے کہ قومی سیاسی ساخت کی شناخت سامنے لائی جائے جس میں ملک میں رائج شہریت کی قسم اور اس کی ادارتی ساخت، انتخابی نظام اور سیاسی جماعتوں کی تنظیم اور صنفی ثقافت کا احاطہ ہو سکے۔ اس کے نتیجے میں ہر ملک کو موقع ملے گا کہ وہ اپنا مخصوص کوٹہ متعارف کرا سکے جو ان تمام رکاوٹوں کو عبور کرے جن کی نشاندہی کی گئی ہے۔ بہترین انداز سے کئے جانے والے سرگرم اقدامات کے ذریعے یہ ممالک صنفی مساوات کی مناسب سطح پر آسکیں گے اور سیاست میں عورتوں کی نمائندگی جاری رہنے کے حوالے سے عوامی اور سیاسی سطح پر مناسب آگہی پھیلے گی۔ جب کوئی ملک سیاسی اور جمہوری لحاظ سے اس سطح پر پہنچ جاتا ہے، تو کوٹہ جو اپنی تشریح کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ایسی مصنوعی بیساکھی ہے جو کسی بھی ناکام نظام کو سہارا دینے کیلئے مسئلے کا عارضی حل سمجھی جاتی ہے، کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ کوٹہ کو مساوات کے حصول کیلئے مثبت عمل انگیز (catalyst) سمجھا جاتا ہے۔

انتخابی نظام کسی بھی ملک میں جمہوریت کیلئے توازن کا تعین کرتا ہے۔ ان توازن کو بنیاد بنا کر، عورتوں کی شمولیت کو فروغ دیا جاسکتا ہے یا اسے روکا جاسکتا ہے۔ لہذا ایسی تحقیق کی ضرورت ہے جو یہ بتا سکے کہ ایک انتخابی نظام کس طرح عورتوں کی سیاست میں شمولیت پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اگرچہ کسی مخصوص انتخابی اور سیاسی نظام پر کسی مخصوص قسم کا کوٹہ نافذ کرنے کا کوئی اصول موجود نہیں ہے لیکن تحقیق بتاتی ہے کہ کوٹہ مناسب سیاسی نظام حکومت میں بہترین نتائج فراہم کرتے ہیں۔

(اقوام متحدہ کا ادارہ برائے بین الاقوامی تحقیق اور عورتوں کی ترقی کیلئے ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (The United Nations International Research and Training Institute for the Advancement of Women) [UN-INSTRAW] اس وقت صنفی پہلو کے حوالے سے انتخابی نظاموں کا جائزہ لینے کیلئے این۔آئی۔این ایس ٹی آر اے ڈبلیو: UN-INSTRAW] اس وقت صنفی پہلو کے حوالے سے انتخابی نظاموں کا جائزہ لینے کیلئے ایک ترکیب تیار کر رہا ہے تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ یہ نظام عورتوں کی سیاست میں شمولیت پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں)۔

متناسب نمائندگی ڈالے جانے والے ووٹوں کی تعداد کے مطابق نشستیں مختص کرتا ہے تاکہ جو لوگ منتخب ہوں (ارکان پارلیمنٹ؛ مقامی، شہری یا علاقائی نمائندے؛ وغیرہ) وہ انتہائی شفافیت کے تحت مختلف آراء کی عکاسی کر سکیں۔ ووٹ کیلئے ہر سیاسی جماعت امیدواروں کی فہرست پیش کرتی ہے۔ ہر فہرست میں نشستوں کو ڈالے جانے والے ووٹوں کے تناسب (ایک نشست جیتنے کیلئے ضروری ووٹوں کی تعداد) کو تقسیم کر کے نشستیں مختص کی جاتی ہیں۔ باقی بچ جانے والی نشستیں پہلے سے طے شدہ طریقہ کار کے تحت پر کی جاتی ہیں۔ الیکشن کا یہ طریقہ شفاف اور انتہائی جمہوری تصور کیا جاتا ہے۔ مناسب نمائندگی مغربی جمہوریتوں اور لاطینی امریکا میں رائج ہے؛ یورپ میں اس کا تناسب ۸-۶۳ فی صد اور افریقی انتخابی طریقوں میں اس کی نمائندگی ۴-۲۶ فی صد ہے۔

تکثیری ووٹنگ کو یک رکنی یا کئی رکنی انتخابی حلقوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ الیکشن کا سب سے پرانا اور سادہ سا طریقہ ہے کیونکہ اس کے ذریعے وہ امیدوار یا امیدواروں کی فہرست منتخب ہوتی ہے جنہیں زیادہ سے زیادہ ووٹ ملتے ہیں۔ اس انتخابی نظام میں چھوٹی سیاسی جماعتوں کو نمائندگی کا کم موقع ملتا ہے اور منتخب قانون ساز ادارہ سب رائے دینے والوں کی عکاسی نہیں کرتا۔ اس انتخابی نظام کے تحت کوٹا اختیار کرنا زیادہ موثر ثابت نہیں ہوگا۔

۳۔ کوٹہ رائج کرنے کی اچھی مثالیں

مقداریت کے اصولوں کی روشنی میں، یونی فیم (UNIFEM)، آئی ڈیا (IDEA)، انٹر پارلیامانی یونین (Inter-Parliamentary Union) اور کوٹا پروجیکٹ (Quotaproject) کے جمع کئے جانے والے اعداد و شمار سے معلوم ہوگا کہ کوٹہ رائج کر کے سیاست میں عورتوں کی موجودگی کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ سرکاری ملازمتوں میں عورتوں کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے اور انہم سرکاری اداروں میں عورتوں کی زیادہ نمائندگی جدت کی عکاسی کرتی ہے۔ حیرت اس بات پر ہے کہ آخر "پیش قدمی کے اثرات" کب تک برقرار رہیں گے۔ جتنی زیادہ عورتیں موجود ہوتی جائیں گی اتنی ہی یہ تحریک کم حیرت انگیز ہوگی لیکن طویل عرصہ میں یہ طاقت استعمال کرنے کے نئے طریقے بھی تشکیل دے گی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مساوات کے پختہ ہونے کیلئے کئی انتخابات کی ضرورت ہے۔ یونی فیم کے مطابق ترقی پذیر ملکوں میں سیاست میں عورتوں کی ۴۰ فی صد "مساوی" نمائندگی حاصل کرنے کیلئے کم از کم دو نسلیں درکار ہوتی ہیں۔ ان اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاست میں عورتوں کی پیش رفت کس قدر سست رفتار ہے۔ یونی فیم یہ بھی سمجھتی ہے کہ ۲۰۱۵ء تک ایسے ملکوں کی تعداد بہت ہی کم ہوگی جن میں عورتیں پارلیمنٹ کی ۳۰ فی صد تعداد کا ہدف حاصل کر لیں اور ممکن ہے کہ ترقی پذیر ملکوں میں صنفی مساوات حاصل کرنے کیلئے مزید ۴۰ سال کے عرصہ کی ضرورت ہو۔ ستمبر ۲۰۰۹ء میں، دنیا بھر کے ایوانوں میں عورتوں کی نمائندگی صرف ۶-۱۸ فی صد ہے اور عورت سربراہان مملکت کی تعداد صرف سات ہے۔ کوٹہ نافذ کرنے والے ممالک اور کسی بھی طرح کے کوٹہ کو اختیار نہ کرنے والے ممالک کی پارلیمنٹ میں عورتوں کی موجودگی کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو معلوم

ہوگا کہ کوٹہ پیش رفت میں کس قدر تیزی لاتا ہے۔ جن ملکوں میں کوئی کوٹہ نہیں ہے وہاں عورتوں کی سیاست میں شمولیت کی رفتار کوٹہ والے ملکوں کے مقابلے میں انتہائی کم ہے۔ جنوبی ایشیاء کے ممالک میں یہ فرق بڑھ کر ۱۶ فی صد تک جا پہنچتا ہے۔

(UNIFEM, Progress Report, 2008-2009)

مزید یہ کہ کوٹہ اختیار کرنے کے اثرات پر تحقیق صرف اعداد و شمار پر مرکوز نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس میں معیار کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ اس سلسلے میں کم اعداد و شمار دستیاب ہیں لیکن کوٹہ کے اثرات کا جائزہ لینا اہم ہے، مثلاً، "گلاس سیلنگ ایفیکٹ" (glass ceiling effect) (عورتوں کی ترقی کی راہ میں نظر نہ آنے والی رکاوٹیں) جو عورتوں کی نمائندگی کی محدود سنی صد مقرر کرتا ہے اور انہیں سیاسی حلقوں میں بڑی تعداد میں ابھرنے سے روکتا ہے۔ لہذا کچھ ملکوں نے متبادل مرد-عورت کوٹہ قائم کر رکھا ہے جس سے عورتوں کو ہر عہدے تک رسائی دی جاتی ہے تاکہ برابری قائم ہو سکے۔ اس کی مثال سویڈن میں ملتی ہے جہاں "ہر دو میں سے ایک امیدوار عورت ہوتی ہے" اور اسے زپر اصول (zipper principle) بھی کہا جاتا ہے جس سے ہر صنف کو ۵۰ فی صد کے قریب نمائندگی حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اسے عوامی رائے محدود طرز کا کوٹہ نہیں سمجھتی۔

یہاں یہ بتانا چاہئے کہ کوٹہ مسئلے کا یقیناً اعداد و شمار کے ذریعے حل ہے، لیکن اس کے باوجود یہ عورتوں کی سیاست میں شمولیت کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو مکمل طور پر ختم نہیں کرتا۔ معاشرے میں پائیدار تبدیلی حاصل کرنے کیلئے کوٹہ کے ساتھ دو علیحدہ اقدامات کرنے چاہئیں: اول، سول سوسائٹی کو عورتوں کی سیاست میں شمولیت کی حمایت حاصل ہونی چاہئے اور دوم یہ کہ عورتیں خود بھی سیاست میں شمولیت کیلئے آگے آئیں۔ یہ شمولیت مختلف طریقوں سے ہو سکتی ہے، جس میں موقف اختیار کرنا، عوامی سطح پر بیان دینا، اپنی پارٹی میں کوٹہ کا مطالبہ کرنا، مساوات پر عمل نہ کرنے والے سیاسی رہنما کا ساتھ نہ دینا، صنفی مساوات کے اصولوں پر عمل نہ کرنے والی سیاسی جماعتوں کو چھوڑ دینا اور ایسی سیاسی جماعتیں قائم کرنا جن کا بنیادی اصول صنفی مساوات کا احترام کرنا ہو۔ عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے سیاسی عزم کا اظہار کریں اور ایسی سیاسی جماعتوں کو ووٹ نہ دیں جو ان کا احترام نہیں کرتیں۔

کوٹہ کا کم استعمال کرنے کے باوجود مساوات حاصل کرنے والے سکینڈری نیویائی ممالک کی مثال سول سوسائٹی کو متحرک کرنے اور سیاست اور معاشرے کی ہر سطح پر عورتوں کے اضافے کی پیشگی شرط کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

مساوات کے حصول کیلئے کچھ سیاسی جماعتوں کے مثبت تجربات کی روشنی میں یہ ممکن ہے کہ دنیا بھر میں اختیار کئے جانے والے مختلف طریقوں کو بطور مثال پیش کیا جائے، بالخصوص: سیاسی جماعتوں میں عورتوں کے مخصوص حلقے بنانا، موثر انداز سے مہم چلانے کیلئے عورتوں کیلئے تربیتی اور مالی معاونت کا اہتمام کرنا، ایک ایسا فورم بنانا جہاں عورتیں حکمت عملی پر بحث

اور دباؤ ڈال سکیں، اجلاسوں کا ان اوقات میں اہتمام کرنا جب عورتیں شرکت کر سکیں، سیاسی جماعت کے نظریات، پلیٹ فارم اور ضمنی قوانین کا جائزہ لینے کیلئے ٹاسک فورس (task force) قائم کرنا جو اس بات کی تصدیق کرے کہ کیا سیاسی جماعت میں صنفی مساوات پائی جاتی ہے اور اس پر عمل کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی کارکنوں کے انتخاب کے عمل میں جمہوری طرز عمل اختیار ہونے کا جائزہ لینا۔ سیاست میں عورتوں کی شمولیت بڑھانے کیلئے یہ مثالیں اور ممکنہ طریقے ہیں۔

سوم۔ دنیا میں کوٹہ کی حقیقت: ملکوں کی مثالیں، کوٹہ کے ساتھ اور کوٹہ کے بغیر برابری

۱۔ عرب ممالک

لبنان کے شہر بیروت میں ۱۹ اور ۱۰ دسمبر ۲۰۰۹ء کو اقوام متحدہ اور عرب لیگ کا ایم ڈی جی رپورٹ (MDG Report) کے حوالے سے ایک مشترکہ اجلاس منعقد ہوا جس میں یونی فیم سے تعلق رکھنے والی جانصر نے یہ بات دہرائی کہ دنیا میں عرب ممالک سے تعلق رکھنے والی عورتوں کی سیاست میں شمولیت انتہائی کم ہے۔ اس خطے میں پارلیمنٹ میں عورتوں کی نمائندگی صرف ۹ فی صد تک ہے۔ انسانی ترقی کے حوالے سے اقوام متحدہ کے ادارے یو این ڈی پی (UNDP) کی رپورٹ برائے ۲۰۰۶ء میں بھی حکومتی سطح پر عورتوں کی کم نمائندگی کو عرب ممالک کی ترقی پذیری کی سب سے بڑی وجہ بتائی گئی ہے۔ ۲۰۰۹ء میں، کئی عرب ممالک (لیبیا، عمان، لبنان، الجیریا، مصر، مراکش، یمن اور جزائر کومور) میں عورتوں کی نشستوں کی تعداد ۱۰ فی صد سے کم تھی جبکہ قطر، سعودی عرب، کویت، فلسطین اور صومالیہ کی پارلیمنٹ میں عورتیں موجود نہیں تھیں۔ جانصر سمجھتی ہیں کہ اس صورت حال کی وجوہات ہیں: پدرشاہی، اکثر و بیشتر قبائلی روایتیں اور کئی عرب ممالک میں فرقہ واریت کا رائج ہونا، جس کی وجہ سے قبائل کے سرداروں کو ہی انتخابات میں حصہ لینے والے امیدواروں کو منتخب کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ معاشرے میں عرب عورتوں کے کردار کے حوالے سے بھی کئی دقیانوسی خیالات پائے جاتے ہیں اور عورتوں کو اب بھی گھروں میں قید کر کے انہیں صرف گھر یلو کام کاج اور بچے پالنے تک محدود رکھا جاتا ہے۔ کئی عرب ممالک میں سیاست میں عورتوں کی نمائندگی وزارتی یا پارلیمانی سطح پر ایک یا دو عہدوں تک محدود رکھی گئی ہیں۔

بائیس میں سے ۱۹ عرب ریاستوں کی جانب سے CEDAW کی توثیق عورتوں کے حقوق اور برابری کے اعتراف کا اشارہ دیتی ہے۔ لیکن، یہ بد قسمتی کی بات ہے، جس کا ذکر پہلے بھی کیا جا چکا ہے، کہ کئی ملکوں نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ کہیں کہیں یہ تحفظات اس قدر زیادہ ہیں کہ CEDAW کا متن بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ لیبیا، تونس اور مراکش نے CEDAW کے اختیاری پروٹوکول (Optional Protocol) کی توثیق کی ہے۔

لیکن اس کے باوجود، ایسے تعمیری اقدامات کو بھی یاد رکھنا چاہئے جو چند عرب ممالک کی سیاسی آمدگی ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اپنے معاشرے کا رخ سیاست میں عورتوں کے کردار کی طرف موڑ دیں۔ ان میں درج ذیل شامل ہیں:

- ☆ قومی کمیشن برائے نسواں قائم کر کے ریاست عورتوں کی حمایت میں (state feminism) اقدامات کر سکتی ہے۔ ایسے کمیشن کچھ عرب ممالک میں قائم کئے گئے ہیں تاکہ عورتوں کو زیادہ بااثر بنایا جاسکے (مثلاً مصر میں ۲۰۰۰ء میں، جبکہ ۲۰۰۱ء میں بحرین میں ایسے کمیشن قائم ہوئے)۔ ان اقدامات پر کبھی کبھار تنقید کی جاتی ہے کہ وہ مصنوعی ہیں۔ وہ صرف ریاست کے جدید ہونے کی نمائش کرتے ہیں لیکن اصل میں عورتوں کے حوالے سے کسی بھی طرح کی ذمہ داری محسوس نہیں کی جاتی۔ الزام بھی عائد کیا جاتا ہے کہ یہ اقدام عورتوں کی نقل و حرکت کو محدود کرتے ہیں۔ لیکن حکومت کا اصل مقصد کچھ بھی ہو، اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایسے ادارے عورتوں کو فائدہ ضرور پہنچاتے ہیں۔
- ☆ کچھ عرب ریاستوں کی علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر صنف اور عورتوں کے کردار کو مضبوط بنانے کی کانفرنسوں میں شرکت۔
- ☆ اکثر عرب ریاستوں کا حق رائے دہی کا آفاقی نظام اختیار کرنا۔
- ☆ کوٹا اختیار کرنا (الجزیرہ، جبوتی، مراکش، اردن، تیونس، سوڈان، فلسطین، مصر، ماریطانیہ اور عراق)
- ☆ چند ملکوں میں کامیابی کے ساتھ قانونی اصلاحات پر عمل کرنا، عورتوں کیلئے امتیازی سمجھے جانے والے قوانین کو ختم کرنا اور ان کی جگہ زیادہ مساوی قانون لانا۔

ان تمام سیاسی، قانونی اور سماجی اقدامات کو مزید موثر بنانے کیلئے یہ ضروری ہے کہ ان پر عمل کے ساتھ مقامی اور قومی سطح پر آگہی پھیلانے کی مہم چلائی جائے تاکہ عورتیں اپنے سیاسی حقوق کو پہچانیں اور استعمال کریں، چاہے ان کی سماجی حیثیت کچھ بھی ہو۔

ان مثبت اقدامات کے علاوہ، کچھ ایسے اقدامات ہیں جو مشرقی ممالک نے عورتوں کی سیاست میں شمولیت کو بڑھانے کیلئے کئے ہیں (مصر، عراق، اردن، لبنان، فلسطین اور شام)۔ مثلاً: انتخابات میں صرف عورتوں کیلئے مخصوص سوار یوں کا اہتمام، عورتوں کے حق رائے دہی کے حوالے سے معلومات اور آگہی پھیلانے کیلئے کمیونٹی کے مرد رہنماؤں اور عورتوں کی تنظیموں کے ساتھ تعاون، معلومات اور مہارت تک زیادہ بہتر طریقے سے رسائی، عورتوں کو ایسے عورت اور مردارکان پارلیمنٹ سے رابطے میں لانا جو عورتوں کے حقوق کیلئے سرگرم ہیں تاکہ وہ سیاست کے اصولوں کو سمجھ سکیں۔

مثالوں کے ذریعے، ہم ذیل میں پیش کئے گئے ملکوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ ان میں مراکش، بحرین، اردن، مصر اور لبنان شامل ہیں۔

مراکش میں صنفی مساوات کے اصول کی ضمانت ۱۹۶۲ء کے آئین میں دی گئی ہے۔ لیکن، حکومت کی جانب سے ۱۹۹۳ء میں

CEDAW اور ۲۰۰۶ء میں اختیاری پروٹوکول (Optional Protocol) کی توثیق کے باوجود ۲۰۰۹ء میں عورتوں کی سیاست میں شمولیت صرف ۵-۱۰ فی صد رہی جس کی وجہ سے مراکش عرب ممالک کے درمیان ایک اوسط ملک کی حیثیت رکھتا ہے۔

تاہم ۱۹۹۹ء میں جب سے شاہ محمد ششم نے اقتدار سنبھالا، حکومت نے عورتوں کے حقوق کو فروغ اور اچھی طرز حکمرانی قائم کرنے کے معاملے میں پرعزم ہونے کا مظاہرہ کیا ہے۔ کاسابلانکا میں قانون کے شعبے میں کام کرنے والے سیاسیات کے پروفیسر ایچ علی مشیشی (H. Alimi M'Chichi) کے مطابق سیاسی میدان میں صنف کو شامل کرنے سے اول ایسے تاریخی اور سماجی تعلقات کے بارے میں معلومات حاصل ہوئی ہیں جو صنفی عدم مساوات کے ذمہ دار ہیں اور دوسرے یہ کہ جدت پسندوں اور اسلام پسندوں کے درمیان پائے جانے والے اختلافات نمایاں ہوئے ہیں جبکہ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ مراکشی معاشرے میں عورتوں کے مقام کے حوالے سے انتشار پایا جاتا ہے۔

مراکشی حکومت کی جانب سے کئے جانے والے یہ منفرد اقدام ملک میں جمہوری اصلاحات، معاشی جدت، اور انسانی ترقی کے فروغ کے قومی ایجنڈے کا حصہ ہیں، اسی وجہ سے ۲۰۰۲ء کے انتخابات میں عورتوں کیلئے ۱۲ فی صد کوٹہ مختص کیا گیا۔ یہ مراکشی عورتوں کیلئے یقیناً ایک بڑا قدم تھا اور اشارہ دیتا ہے کہ مراکش کے سیاسی اداروں میں عورتوں کیلئے زیادہ جگہ بنائی جا رہی ہے، حالانکہ عورتوں کی شمولیت اب بھی محدود ہے۔ حکومت کی جانب سے عورتوں کے حقوق کے فروغ کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ CEDAW پر کئے گئے وہ تحفظات ختم کر دیئے گئے جب اس کی توثیق کی گئی تھی، عائلی قوانین (Moudawana) پر ۲۰۰۴ء میں نظر ثانی کی گئی اور ۲۰۰۷ء میں شہریت کے قانون میں بھی ترمیم کی گئی۔ ۲۰۰۵ء میں مراکشی حکومت نے ایک ایسی قومی حکمت عملی تشکیل دی جس کے تحت عورتوں پر تشدد کی پابندی عائد کی گئی۔ ۲۰۰۶ء میں حکمت عملی مرتب کی گئی تاکہ عوامی سطح اور ترقیاتی پروگراموں میں صنفی مساوات کو فروغ دیا جائے۔ لہذا اس طرح عوامی شعبہ میں عورتوں کے کردار کو بڑھا دیا گیا۔

جیسا کہ "مصر، مراکش اور اردن میں بحیثیت ایک عورت" (Etre femme en Egypt, au Maroc et en Jordanie) نامی کتاب کے مصنفین عالیین روسیلوں (Alain Roussillon) اور فاطمہ زہرا زروئیل (Fatima Zahra Zryouil) واضح کرتے ہیں کہ جب مراکش کے حقوق نسواں کے حامیوں نے اپنی کوشش شروع کی تو وہ صرف مقامی حد تک تھی۔ ان کی کامیابی محدود تھی کیونکہ وہ امیر عورتوں کی کوشش تھی جو صرف اہم عہدوں تک رسائی چاہتی تھیں اور ملازمت پیشہ عورتوں کی زندگی بہتر بنانے کی کوشش نہیں تھی۔ لیکن، اس وقت سے لے کر اب تک ان تنظیموں نے ترقی کر کے پورے مراکشی معاشرے میں جگہ بنائی ہے۔

مراکشی عورتوں کی جمہوری ایسوسی ایشن (Democratic Association of Moroccan Women-ADMF) جسے فرانسیسی مخفف ADFM کے طور پر بھی پہچانا جاتا ہے، نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اے ڈی ایف ایم کا قیام ۱۹۸۵ء میں عمل میں آیا اور یہ تنظیم سیمینار، کانفرنسوں اور مباحثوں کا اہتمام کر کے صنفی مساوات کا ماحول قائم کرنے کیلئے کوشاں ہے۔ عورتوں کے حقوق کیلئے کام کرنے والی تنظیموں کے ساتھ مل کر اس نے پارلیمنٹ میں عورتوں کی نمائندگی کے موضوع کو مشہور اور مقبول بنایا اور اس مقصد کیلئے عام مثبت اقدامات سے ہٹ کر مخصوص مطالبات کو سامنے رکھا جس سے کوٹہ متعارف کرانے کی راہ ہموار ہوئی۔

اے ڈی ایف ایم قانونی اور حکمت عملی کی سطح پر بھی کام کرتی ہے جس میں عالمی معاہدوں پر عمل کرانے کیلئے دباؤ ڈالنے جیسے اقدامات شامل ہیں تاکہ سیاسی امیدوار بننے اور منتخب عہدوں تک پہنچنے والی عورتوں کی کم تعداد اور آبادی میں عورتوں کے تناسب میں عدم توازن کی مخالفت کی جاسکے۔ عورتوں کے نیٹ ورک اور تنظیموں کے ساتھ مل کر اے ڈی ایف ایم سیاسی جماعتوں کے ساتھ تعاون کرتی ہے تاکہ مثبت اقدامات اور سیاسی جماعتوں کے قواعد میں تبدیلی لائیں اور عورتیں ان سیاسی جماعتوں میں اہم عہدے سنبھال سکیں۔

آخر میں، مراکشی سیاست میں عورتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے مختلف سیاسی قوتوں کی ان کوششوں کی حوصلہ شکنی نہیں ہونی چاہیے جو وہ گھریلو قوانین کو بین الاقوامی معاہدوں سے جوڑنے کیلئے کر رہی ہیں اور ان لوگوں کو بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے جو مراکش میں جدید تعلیم کو فروغ دینے کیلئے کوشش کر رہے ہیں کیونکہ اس سے سیاست میں موجود عورتوں کو مدد ملے گی اور ملک صنفی مساوات پر مبنی جمہوریت کے طور پر ابھر سکے گا۔

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، مشرق وسطیٰ کے مختلف ممالک میں عورتوں کی سیاست میں شمولیت کے اعداد و شمار تبدیل ہوتے نظر آتے ہیں۔ بحرین میں حکومت نے ۲۰۰۱ء میں اعلیٰ کونسل برائے نسواں (Supreme Council for Women) تشکیل دی اور جون ۲۰۰۲ء میں CEDAW کی توثیق کی لیکن یہ تحفظات بھی ظاہر کئے کہ اس معاہدے کو صرف اسی حد تک قابل عمل بنایا جائے گا جہاں تک اسلامی شرعی قوانین اجازت دیتے ہیں۔ حکومت کی جانب سے تحفظات ظاہر کرنے اور اس پر عمل کے حوالے سے پابندی لگانے کے باوجود CEDAW کی توثیق سے عورتوں کو کامیابی ملی، جنہیں اگست ۲۰۰۲ء میں ووٹ ڈالنے کا حق ملا اور اس طرح وہ ۲۰۰۳ء کے عام انتخاب میں حصہ لینے کے قابل ہو گئیں۔ عورتوں کے حقوق کیلئے جدوجہد کرنے والوں کیلئے یہ بہت بڑی کامیابی اور عورتوں کیلئے انقلابی موقع تھا۔ لیکن اس کے باوجود، کوٹہ اور کسی مثبت اقدام کی غیر موجودگی میں، بحرینی عورتوں کے پاس پارلیمنٹ میں صرف ۲۔۵ فی صد نشستیں ہیں۔

نومبر ۲۰۰۸ء میں "تحفظات سے پاک مساوات" (Equality without Reservation) کے نام سے ایک مہم

شروع کی گئی اور عورتوں کی حیثیت پر کانفرنسوں کا اہتمام کیا گیا۔ یقیناً، بحرین میں عورتوں کی قانونی حیثیت میں اضافہ ایک نمایاں امر ہے لیکن اس کے باوجود کامیابی محدود ہے کیونکہ ملک میں تاحال خاندان کے حوالے سے کوئی قانون موجود نہیں ہے۔ اب بھی بہت سارے اقدامات کئے جانے باقی ہیں۔

اردن نے اپنی جدت پسندی کا مظاہرہ کیا ہے اور شاہی خاندان نے سیاست میں عورتوں کی شمولیت کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ اردن کی عورتوں کو ووٹ دینے کا حق ۱۹۷۲ء میں ملا تھا اور ۱۹۹۲ء میں CEDAW کی توثیق کی گئی تھی (تاہم اس پر کچھ تحفظات بھی ظاہر کئے گئے تھے)۔ پارلیمنٹ میں عورتوں کی نشستوں کی موجودہ تعداد ۳۶-۶ فی صد ہے۔ یہ اس خطے میں بہترین نتیجہ ہے کیونکہ ملک میں ۲۰۰۳ء میں کوٹہ متعارف کرایا گیا تھا۔ ۱۹۹۲ء میں قائم ہونے والے اردنی کمیشن برائے خواتین (Jordanian National Commission for Women) نے عورتوں کی حمایت میں سرگرمی کے ساتھ اہم اقدامات متعارف کرائے ہیں۔ اس ادارے کو یہ ذمہ داری بھی دی گئی ہے کہ وہ اردن کی عورتوں کی ترقی اور ان کے حقوق کے تحفظ کیلئے تدابیر تشکیل دے۔ مختلف کوششوں اور اجلاسوں کے بعد جو سرکاری حکام کو رضامند کرنے اور عوامی آگہی کیلئے منعقد کئے گئے تھے، کوٹہ کا نظام متعارف کرایا گیا۔ اس طرح ۲۰۰۳ء میں حتمی اتفاق رائے حاصل ہو سکا۔ اس حوالے سے جو اقدامات کئے گئے تھے ان میں سیمینار کا انعقاد، ایک سروے کا انعقاد جس سے ظاہر ہوا کہ ۱۹۹۵ء میں ۳۳ میں سے ۲۰ سیاسی جماعتیں کوٹہ کی حامی ہیں اور غیر سرکاری تنظیموں کے اتحاد کی جانب سے چلائی جانے والی مہم جس میں ۱۵ ہزار افراد کے دستخط حاصل ہوئے۔ یہ ۱۵ ہزار افراد کوٹہ متعارف کرانے کے حامی تھے۔

یہ نظام عورتوں کیلئے چھ نشستیں مختص کرتا ہے۔ یہ نشستیں کسی بھی عورت کی جانب سے انتخابی حلقہ میں حاصل کئے جانے والے ووٹوں کے فیصدی حصے کی بنیاد پر بھری جاتی ہیں۔ چھ فی صد سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے والی عورتیں یہ نشستیں جیتی ہیں۔ قانون کم از کم اتنی ہی نشستیں فراہم کرتا ہے، لیکن عورتیں اگر چاہیں تو مردوں کے مقابلے میں زیادہ ووٹ حاصل کر کے دیگر نشستیں بھی حاصل کر سکتی ہیں۔ اس صورت میں کوٹہ میں مختص کردہ نشستیں کم نہیں کی جاتیں۔

اردن کا انتخابی نظام پیچیدہ ہے کیونکہ عورتوں کیلئے کوٹہ مسیحی، چیچن، کاکیشن اور بدو آبادی کیلئے کوٹہ کے ساتھ چلتا ہے۔ مزید یہ کہ، انتخابی حلقوں کو بنانے کیلئے کوئی خاص معیار، مثلاً آبادی یا ووٹ ڈالنے والوں کی تعداد مقرر نہیں کئے گئے۔ انتخابی حلقے کا حجم کوٹہ نافذ کرنے کے بعد ایک سے پانچ نشستوں تک ہوتا ہے۔

اردن میں عورتوں کیلئے مقرر کردہ کوٹہ کے نظام کے کئی فائدے ہیں۔ سب سے پہلا فائدہ یہ ہے کہ یہ بالکل کھلا نظام ہے اور اس میں قانون کے تحت عورتوں کو صرف چھ نشستوں تک محدود نہیں کیا گیا۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عورتوں کو چند طے شدہ نشستوں پر محدود نہیں کیا گیا جیسا کہ مسیحی، سرقانی (Circassians)، چیچن اور بدو کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اور آخر میں،

عورتوں کا کوٹہ دیگر انواع کے کوٹوں سے الگ ہے، لہذا اگر، مثال کے طور پر، ایک بدو عورت منتخب ہو جاتی ہے تو اس کی نشست اقلیتی کوٹہ سے کم نہیں کی جائے گی۔

اس انتخابی نظام کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس میں عورتوں کیلئے بہت کم نشستیں مختص کی گئی ہیں۔ پارلیمنٹ میں نشستوں کی مجموعی تعداد میں سے عورتوں کیلئے چھ نشستوں کا مطلب صرف ۵-۵ فی صد بنتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورتوں کی موجودہ شمولیت صرف ۳۶-۶ فی صد ہے۔ مزید یہ کہ، ملک میں عورت امیدواروں کی ارضیاتی بنیادوں پر غیر مساوی تقسیم اور انتخابی حلقوں کے نظام کی وجہ سے عورتوں کو متوازن نمائندگی نہیں ملتی اور ان کیلئے بڑے شہروں میں منتخب ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔

عورتوں کی شمولیت میں اضافے کی خاطر، یہ ضروری ہے کہ ان کیلئے مختص کردہ نشستوں کی تعداد دوگنی کی جائے، سیاسی جماعتوں کے قانون میں ترمیم پر غور کیا جائے تاکہ ان جماعتوں پر عورتوں کیلئے کم از کم کوٹہ کی پابندی عائد کی جائے اور متوازی رائے دہی رائج کی جائے۔

آخر میں، اردن کی حکومت عورتوں کی شمولیت کو فروغ دینے اور روایتی طریقے بدلنے میں دلچسپی رکھتی ہے۔ اس بات کی عکاسی اس امر سے ہوتی ہے کہ فروری ۲۰۰۹ء میں اردن نے CEDAW پر کئے گئے دو تحفظات واپس لے لئے۔ اس کے علاوہ ۲۰۰۸ء میں خاندانی تشدد سے بچاؤ کا قانون منظور کیا گیا۔ اردن کی وزارت انصاف نے ججوں کے عہدوں کیلئے عورتوں کی تربیت کی حمایت کی اور اس امید کا اظہار کیا کہ آئندہ دس سال میں ۴۰ فی صد جج عورتیں ہوں گی۔ مئی ۲۰۰۹ء میں اردن نے "تحفظات سے پاک مساوات" کے اتحاد پر ایک علاقائی کانفرنس کا بھی اہتمام کیا۔

مصر میں پارلیمنٹ کے اندر ۲۰۰۹ء میں عورتوں کی نمائندگی صرف ۸-۸ فی صد تھی۔ اس ملک میں حکومت میں عورتوں کی نمائندگی انتہائی کم ہے۔ اس کے باوجود، مصر نے ۱۹۸۱ء میں CEDAW پر دستخط کئے اور وہ پہلا عرب ملک ہے جس نے عورتوں کو اپنے ۱۹۵۶ء کے آئین میں سیاسی اختیارات دیئے تھے۔ ۱۹۱۹ء کے انقلاب کے بعد سے، مصری عورتوں نے ہمیشہ اپنے حقوق کا اظہار اور دعویٰ کیا ہے۔ حتیٰ کہ ماضی میں غیر مستقل بنیادوں پر کوٹہ نافذ کیا گیا تھا۔ ۱۹۵۶ء اور ۱۹۷۱ء کے آئین میں صنف سے قطع نظر، ملک کے تمام شہریوں کیلئے مساوی حقوق اور مواقع کی بنیاد رکھی گئی۔ ۱۹۷۹ء اور ۱۹۸۳ء میں دو ایسے قوانین متعارف کرائے گئے جن کے ذریعے متوازن نمائندگی کے تحت عوامی اسمبلی میں عورتوں کیلئے بالترتیب ۳۰ اور ۳۱ نشستیں رکھی گئیں۔ کوٹہ متعارف کرائے جانے کے نتیجے میں پارلیمنٹ میں عورتوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوا اور ۱۹۷۹ء میں یہ تعداد ۹۰ فی صد تک پہنچ گئی۔ یہ مصر اور پورے خطے میں قائم ہونے والا ایک ریکارڈ تھا۔ لیکن یہ ریکارڈ زیادہ عرصہ تک نہیں رہا کیونکہ اس وقت تک پارلیمنٹ سے عورتوں کو نکال باہر کرنے کی جنگ شروع ہو چکی تھی۔ اس لڑائی کا نتیجہ یہ

ہوا کہ اعلیٰ آئینی عدالت (Supreme Constitutional Court) نے ۱۹۸۶ء میں ۱۹۷۹ء کے قانون کو منسوخ کر دیا جبکہ کوٹہ یہ کہہ کر ختم کیا گیا کہ یہ غیر آئینی ہے۔ قانون کو ختم کرنے کی اصل وجہ یہ تھی کہ انتخابی نظام کی نوعیت غیر آئینی تھی۔ اس نظام کی بنیاد مکمل طور پر اس فہرست پر مشتمل تھی جو سیاسی جماعتیں اس قانون کے دائرے میں رہ کر تیار کرتی تھیں، اس میں آزاد امیدواروں پر پابندی ہوتی تھی لہذا سیاسی جماعتوں سے وابستگی نہ رکھنے والے افراد کے حق کی خلاف ورزی ہوتی تھی۔ قانون کی شق نمبر ۳، جس کے تحت عورتوں کیلئے نشستوں کی تعداد مختص کی گئی تھی، کو خصوصاً چیلنج نہیں کیا گیا، لیکن اس کے باوجود اسے منسوخ کر دیا گیا۔ اس فیصلے کو جائز ثابت کرنے کیلئے، چند تصروں میں بتایا گیا کہ عورتوں کیلئے نشستیں مخصوص کرنے کا عمل مردوں کیساتھ امتیازی سلوک ہے۔

مصر میں عورتوں کی سیاست میں شمولیت کی ایک نئی مہم بالآخر نیشنل کونسل فار ویمن (National Council for Women) کے تعاون اور کئی تنظیموں کی مدد کے ساتھ شروع ہوئی، جس میں عورتوں کی حوصلہ افزائی کی گئی کہ وہ انتخابات میں ووٹ ڈالیں اور حصہ لیں۔ اس سلسلے میں تربیتی سیمینار منعقد ہوئے اور عورتوں کی شمولیت کی حمایت کیلئے قائمہ کمیٹیاں بنائی گئیں۔ اس کے ساتھ ہی پارلیمنٹ میں عورتوں کیلئے نشستیں مختص کرنے کیلئے ۱۲ فی صد کوٹہ متعارف کرانے کے مطالبات بھی سامنے آنے لگے، جن کی بنیاد مساوی حقوق کی نئی تشریح پر تھی جو ۱۹۷۹ء کے آئین میں بتائے گئے تھے۔

اس مہم کے نتیجے میں مصری حکومت نے ۲۰۰۷ء میں آئین کی شق ۶۲ میں ترمیم کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ اقدام قانون ساز ادارے کو مستحکم کرنے اور انتخابی نظام میں اصلاحات لانے کیلئے کیا گیا تاکہ عوامی اسمبلی اور شوری کونسل میں سیاسی جماعتوں کی بہتر نمائندگی کو یقینی بنایا جاسکے اور عورتوں کے کوٹہ کی منظوری دے کر انہیں بہتر کردار ادا کرنے کا موقع دیا جائے۔ اگرچہ آئین کی شق ۶۲ میں عورتوں کیلئے مختص کردہ نشستوں کی تعداد نہیں بتائی گئی لیکن حالیہ انتخابات کے نتیجے میں پارلیمنٹ میں عورتوں کی نمائندگی میں زبردست اضافہ دیکھا گیا تھا۔ ۲۰۰۵ء میں یہ تعداد پانچ فی صد تھی جبکہ ۲۰۰۹ء میں یہ تعداد بڑھ کر ۱۱ فی صد ہو گئی۔ (اس سلسلے میں یہ اعداد و شمار لبنان کے دار الحکومت بیروت میں ۱۹ اور ۱۰ دسمبر ۲۰۰۹ء کو ہونے والی عرب لیگ اور اقوام متحدہ کی مشترکہ کانفرنس برائے ایم ڈی جی رپورٹ کے موقع پر مصری سفارت خانے نے فراہم کئے تھے)۔

مصر کی مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاست میں عورتوں کی شمولیت کے معاملے میں کوٹہ مثبت اثرات مرتب کرتا ہے، اور اگر کوٹہ ختم کر دیا جائے تو اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ایسے امیدافزاء اقدامات ختم نہیں کئے جانا چاہئیں جب تک عورتوں کی سیاست میں شمولیت کی راہ میں ثقافتی اور روایتی رکاوٹیں ختم نہ ہو جائیں۔

لبنان مشرق کے ممالک میں اپنی تاریخ، ثقافت اور مذہبی تنوع اور عورتوں کو حاصل مقام کے حوالے سے منفرد حیثیت رکھتا

ہے۔ درحقیقت، آئین کی شق C اور ے میں، لبنان نے صنف سے قطع نظر اپنے تمام شہریوں کو مساوی حقوق دے رکھے ہیں۔ لبنان نے انسانی حقوق کے بین الاقوامی قوانین اور بالخصوص CEDAW کے اعلامیہ کی بھی توثیق کی ہے، لہذا لبنان نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ وہ عورتوں اور مردوں کے درمیان مساوات کے اصولوں پر قائم ہے۔

لیکن اس کے باوجود، لبنان کے فیصلہ ساز اداروں اور سیاست میں عورتوں کا تناسب محدود ہے، پارلیمنٹ میں عورتوں کی تعداد صرف ۲-۳ فی صد ہے حالانکہ مزدور طبقے میں ان کی نمائندگی ۳۰ فی صد ہے، اس کے علاوہ مردوں کے مقابلے میں ڈگری یافتہ عورتوں کی تعداد زیادہ ہے جبکہ ملک کی آبادی میں ۵۲ فی صد حصہ عورتوں پر مشتمل ہے۔

یہ پدرشاهی نظام پر قائم معاشرے کی عکاسی ہے جو عرب معاشروں میں عمومی طور پر پائی جاتی ہے۔ نیشنل کمیشن برائے لبنانی خواتین (National Commission for Lebanese Women) سے وابستہ لامیہ اوسیران (Lamia Osseiran) کہتی ہیں کہ عورتوں کی سیاست میں شمولیت میں سب سے بڑی رکاوٹ وہ خاندانی فرقہ بندی ہے جس پر لبنانی ریاست قائم ہے۔ اس نظام کے تحت اقتدار چند خاندانوں کے مردوں تک ہی محدود ہے، جس کی بنیاد ان خاندانوں کی نمائندگی کرنا ہے اور ان کی قابلیت نہیں ہے۔

اس کی تدبیر یہ ہے کہ عورتوں کی تنظیمیں اور نیشنل کمیشن برائے لبنانی خواتین ایسے پائیدار اقدامات کر رہی ہیں جو عورتوں کے حق میں موثر ہوں۔ اس سلسلے میں وہ مختلف ورکشاپوں کا اہتمام کر رہی ہیں اور عورتوں کے حقوق اور کوٹہ کے عنوان پر ہونے والی بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت بھی (۱۹۹۸ء، ۲۰۰۰ء اور ۲۰۰۴ء میں)۔ ۲۰۰۵ء میں ایک بل پیش کیا گیا جس میں تجویز دی گئی کہ تناسب پر مشتمل نمائندگی کو بنیاد بنا کر عورتوں کیلئے پارلیمنٹ میں ۴۰ فی صد نشستیں مخصوص کی جائیں۔ یہ تجویز بھی دی گئی کہ سیاسی جماعتوں کے امیدواروں میں ۳۰ فی صد کوٹہ عورتوں کیلئے مخصوص کیا جائے۔ لیکن یہ بل مسترد کر دیا گیا۔ لہذا لبنان میں عورتوں کیلئے اب بھی کوئی کوٹہ نہیں ہے۔ موجودہ کوٹہ کا اطلاق صرف مذہبی نمائندگی پر ہوتا ہے۔ اس کے باوجود، جیسا کہ میری نسیف دیبس (Marie Nassif-Debs) واضح کرتی ہیں کہ، سیاسی طبقے سے تعلق رکھنے والوں کی اکثریت نے عورتوں کیلئے کوٹہ پر تنقید کی ہے کیونکہ وہ اسے ذلت آمیز سمجھتے ہیں، لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ خود بھی اسی کوٹہ کے تحت اقتدار میں آئے ہیں جو مذہبی گروپوں کے نمائندوں کو دیئے گئے ہیں۔

دیگر ملکوں میں جغرافیائی کوٹہ ہوتا ہے یا پھر، جس طرح بھارت میں، مختلف ذات پات سے تعلق رکھنے والے افراد کیلئے کوٹہ مقرر کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے کوٹہ کو عورتوں کیلئے کوٹہ پر مسلط رکھا جاتا ہے۔ سٹاک ہوم یونیورسٹی میں شعبہ سیاسیات کے پروفیسر ڈروڈ ڈیلےرپ (Drude Dahlerup) کا ماننا ہے کہ لبنان میں عورتوں کیلئے یقینی طور پر قانون سازی میں کوٹہ زیادہ بہتر رہے گا، جہاں مختلف فرقوں کیلئے کوٹہ موجود ہے۔ یہ نظام بندشی ہے، لہذا موثر ثابت ہوگا۔

۲۰۰۵ء کے قانون کے شریک مرتب اور لبنانی پارلیمنٹ کے رکن کمال فغالی کہتے ہیں کہ لبنان میں عورتوں کی سیاست میں شمولیت اسی صورت میں بہتر ہو سکتی ہے جب سیاسی جماعتیں مساوات اور برابری کے اصولوں پر عمل کریں اور امیدواروں کو چننے میں عورتوں کے کوٹہ پر عمل کیا جائے۔ پروفیسر فغالی اصرار کرتے ہیں کہ عورتوں کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ سیاسی زندگی میں زیادہ سے زیادہ شامل ہوں، اور سیاسی جماعتوں پر بھرپور دباؤ ڈالنے کیلئے مہم چلائیں تاکہ ان کی حمایت میں موثر اقدامات کیے جاسکیں۔ اس سلسلے میں عورتوں اور سیاسی جماعتوں کو ایک طویل المدت حکمت عملی مرتب کرنے کی ضرورت ہے تاکہ معاشرے میں آگہی پھیلانی جاسکے، کوٹہ کے دہرے نظام (مذہبی گروپوں اور عورتوں کیلئے) کے اطلاق کیلئے حمایت حاصل کی جاسکے اور انتخابی نظام میں اصلاحات لائی جاسکیں۔

لبنان کی نئی حکومت برابری کے قیام کیلئے پرعزم ہے اور اپنے سیاسی بیان کے ۲۲ ویں نکتہ میں حکومت نے CEDAW پر عملدرآمد اور انتخابی اصلاحات لانے کیلئے اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ لہذا حکومت کو لبنان کے سیاسی، مذہبی اور تنظیمی ڈھانچے کی تشریح کرنی ہوگی تاکہ اس بات کا تعین کیا جاسکے کہ مختلف حلقوں میں کس طرح کا انتخابی نظام ہونا چاہیے (آیا یہ تکثیری، متناسب یا پھر مخلوط ہو) تاکہ عورتوں کے ضمنی کوٹہ کو بہترین انداز سے قابل عمل بنایا جاسکے۔

احمد بیدون جیسے مصنف یہ سمجھتے ہیں کہ جمہوری حکومت میں شہریوں کیلئے مساوات کا اصول کوٹہ کی غیر موجودگی میں بھی مساوات کی بہترین ضمانت ہے، لیکن اس کے برعکس بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی نمائندگی کے حوالے سے یہ اصول ناکافی ہے، اور یہ انتہائی ضروری ہے کہ کوٹہ کیلئے مناسب قانون سازی کی جائے۔

۲۔ دنیا کے دیگر حصوں میں پائے جانے والے کوٹہ

ایشیاء

ایشیا کو عورتوں کے حق میں اقدامات کرنے کے معاملے میں بانی اور سرگرم خطہ سمجھا جاتا ہے۔ ۱۹۵۶ء تک پاکستان میں ۵ سے ۱۰ فی صد نشستیں عورتوں کیلئے مختص کی گئی تھیں جبکہ بنگلادیش نے بھی ۱۹۷۰ء کی دہائی میں ایسا ہی کیا۔ آج، بھارت اور بنگلادیش؛ دونوں نے آئینی سطح پر کوٹہ متعارف کرا دیا ہے۔ انڈونیشیا، پاکستان اور چین نے قانون سازی کے ذریعے کوٹہ نافذ کیا ہے۔ مغربی یورپ اور چند افریقی ممالک میں سیاسی جماعتوں کی جانب سے رضا کارانہ طور پر کوٹہ مقرر کئے جانے کے برعکس، ایشیا میں رسمی، لازمی اور قانونی طور پر کوٹہ متعارف کرایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ، ایشیا میں مختص کردہ نشستوں کے کوٹہ پر عمل کارہجان بھی پایا جاتا ہے۔

بھارت میں عورتوں کیلئے کوٹہ کے حوالے سے بحث ۱۹۲۰ء کی دہائی میں شروع ہوئی اور اس نے ۱۹۵۰ء کی دہائی میں اس وقت طول پکڑا جب اس میں تاریخی لحاظ سے محروم، بالخصوص کم ذات سمجھے جانے والے لوگوں کو شامل کیا گیا۔ مقامی اور

قومی سطح پر کوٹہ کے بارے میں پائے جانے والے مختلف ردعمل کے حوالے سے بھارت اچھی مثال ہے۔ ۱۹۹۳ء میں راجیو گاندھی کی جانب سے شروع کی گئی لامرکزیت (decentralization) کی حکمت عملی شروع کی گئی تو بھارتی پارلیمنٹ نے ایک آئینی ترمیم متعارف کرائی جس کے تحت کوٹہ کے دہرے نظام کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا: ۳۰ فی صد نشستیں عورتوں کیلئے مختص کی گئیں جبکہ کم ذات عورتوں کیلئے آبادی میں ان کے تناسب کے مطابق فی صد حصہ مختص کیا گیا۔ پانچائیسویں میں مقامی سطح پر عورتوں کیلئے ۲۰ سے ۳۰ فی صد کوٹہ منظور کیا گیا لیکن اس کے برعکس قومی سطح پر عورتوں کیلئے ۳۰ فی صد نشستوں کیلئے تیار کردہ ویمینز ریزرویشن بل (Women's Reservation Bill) تاحال پارلیمنٹ میں زیر بحث ہے۔

دو مختلف سطحوں پر متعارف کرایا جانے والا کوٹہ لبنان جیسے ممالک کو متاثر کر سکتا ہے جہاں عورتوں کی کم نمائندگی کے مسئلے کو حل کرنا باقی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آبادی میں مذہبی تنوع جیسی خصوصیت کو نمائندگی دیتا ہے۔ لیکن، پہلے متذکرہ ناکامیوں سے بچنے کیلئے احتیاط کی بھی ضرورت ہے۔ عورتوں کے کوٹہ کے مخالفین ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ زیادہ کوٹہ متعارف کرنے کے نتیجے میں معاشرہ میں انتہائی متنوع پیدا ہو جائے گا (صنف، مذہب، جغرافیہ، ذات پات وغیرہ کے کوٹہ)۔

پاکستان میں انتخابی عمل میں عورتوں کیلئے کوٹہ اس کی آزادی سے جڑا ہوا ہے۔ پاکستان آزاد ملک کے طور پر اگست ۱۹۴۷ء میں وجود میں آیا تھا اور اس کی پہلی قانون ساز اسمبلی کی، جس کا اجلاس ۱۹۴۷ء میں ہوا، دو ارکان عورتیں تھیں: شائستہ اکرام اللہ اور جہاں آراء شاہنواز، جنہوں نے آزادی کی تحریک میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ ۱۹۵۶ء کے آئین کے تحت عورتوں کیلئے ۱۰ نشستیں مختص کی گئیں اور انہیں یہ حق بھی دیا گیا تھا کہ وہ عام انتخابات میں دوسری نشستوں پر انتخاب لڑ سکیں۔ ۱۹۶۲ء کے آئین کے تحت قومی اسمبلی میں، جو ۱۱۵۶ ارکان پر مشتمل تھی، عورتوں کیلئے ۶ نشستیں مختص کی گئی تھیں، جن کو اس اسمبلی نے بالواسطہ طریقے سے منتخب کیا۔ ۱۹۷۳ء کے آئین نے قومی اسمبلی میں عورتوں کا کوٹہ ۱۰ نشستیں مقرر کیا۔ ۱۹۸۵ء میں عورتوں کو ۲۰ نشستیں دی گئیں اور یہ کوٹہ ۱۰ سال کیلئے بڑھا دیا گیا جس کے بعد اس کو ختم کر دیا جانا تھا۔ لیکن یہ ضابطہ برقرار نہ رہ سکا اور ۱۹۹۰ء کے بعد عورتوں کی نمائندگی بہت کم ہو گئی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۱۹۷۹ء سے لے کر ۱۹۸۸ء تک پاکستان کی سیاست میں آمریت کا دور تھا، لیکن اسی جاہلانہ دور میں عورتوں کی تحریک نے زور پکڑا۔ عورتیں سیاسی طور پر منظم ہوئیں اور انہوں نے آمریت کے خلاف جمہوری تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ ستمبر ۱۹۹۵ء کی بیجنگ میں عالمی کانفرنس کے بعد انسانی حقوق اور عورتوں کی تنظیموں نے زبردست تحریک شروع کی جس کا مطالبہ تھا کہ تمام قومی منتخب اداروں میں عورتوں کو ۳۳ فی صد نمائندگی دی جائے۔ اس تحریک میں عورت فاؤنڈیشن پیش پیش تھی اور اس نے نمایاں کردار ادا کیا۔ عورت فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام تین بڑی سیاسی جماعتوں کے ساتھ اس مسئلہ پر بات چیت کی گئی اور ایک مشترکہ اعلامیہ میں ان جماعتوں کے نمائندوں نے وعدہ کیا کہ عورتوں کی نشستیں بحال کی جائیں گی اور اس میں سینٹ کو بھی شامل کیا جائے گا۔ ۱۹۹۸ء میں، عورتوں کی نمائندگی کیلئے، عورت فاؤنڈیشن نے

ایک ملک گیر دستخطی تحریک شروع کی، جس میں ۱۵۰۰ سوسائٹی، نجی اور عوامی تنظیموں، میڈیا اور کسانوں اور مزدوروں کی یونینوں نے دستخط کئے۔

عورتوں کی تحریک اس وقت کامیاب ہوئی جب ۲۰۰۱ء میں مقامی انتخاب ہوئے اور حکومت وقت نے ان انتخابات میں عورتوں کیلئے تین سطحوں، یونین کونسل، تحصیل اور ضلع، پر ۳۳ فی صد کوٹہ مقرر کیا۔ قدامت پرست سیاسی جماعتوں نے اس فیصلے کی مخالفت کی۔ لیکن اس کوٹہ کی وجہ سے عورتیں بڑی تعداد میں گھروں سے نکلیں اور انہوں نے انتخابی عمل میں حصہ لیا۔ تقریباً ۳۶۰۰۰ عورتیں منتخب ہوئیں اور باختیار بنیں اور انہیں مقامی سطح پر ترقی کے معاملات میں فیصلہ سازی کرنے میں حصہ لینے کا موقع ملا۔ کیونکہ عورتیں سیاسی عمل کے مرحلوں سے ناواقف تھیں اس لئے عورت فاؤنڈیشن، نے ان کی سیاسی آگاہی بڑھانے، ان کی مدد کرنے اور ان کیلئے تربیتی پروگراموں کا اہتمام کیا۔ اس کے علاوہ حکومت نے، قومی اسمبلی، سینٹ اور چاروں صوبائی اسمبلیوں میں عورتوں کا کوٹہ ۱۷/۲ فی صد مقرر کیا۔ اس کوٹہ کی وجہ سے عورتیں قومی سطح پر سیاسی طور پر منظر عام پر آئیں اور ان کی نمائندگی اس کوٹہ کی حد سے کہیں زیادہ بڑھ گئی کیونکہ وہ عام نشستوں پر بھی انتخاب لڑ کر جیتیں۔

۲۰۰۸ء کے انتخابات کے نتیجے میں عورتیں قومی اسمبلی میں، بشمول مختص نشستوں اور کھلے انتخاب میں جیتی ہوئی نشستوں کے، تقریباً ۲۰ فی صد تھیں اور سینٹ کی ۱۰۴ نشستوں میں سے ۷ نشستوں پر عورتیں فائز تھیں۔ یہی تناسب صوبائی اسمبلیوں میں بھی برقرار تھا۔

مشرقی ٹمور ایک ایسا ملک ہے جہاں جنگ کے بعد حکومت کی تعمیر و تشکیل اور اقتدار کے عمل میں عورتوں کی بھرپور شمولیت پائی جاتی ہے، حالانکہ اس کیلئے کوئی خاص کوشش نہیں کی گئی۔ دراصل، یہ عورتوں کی تنظیموں کی مشترکہ کوشش، فیصلہ سازی کی سطح پر عورتوں کی موجودگی اور اقوام متحدہ کی معاونت اور حمایت کا نتیجہ ہے جس کی وجہ سے حکمت عملی، پروگراموں اور قانون سازی میں عورتوں کی برابری کا دفاع کیا گیا اور ایک ایسا ادارتی ڈھانچہ تعمیر کیا گیا جس میں عورتوں کے کردار کا احترام کیا جاتا ہے۔ آج، مشرقی تیمور کی پارلیمنٹ میں عورتوں کی تعداد ۳۰ فی صد ہے جبکہ نو وزارتوں میں سے تین عورتوں کے پاس ہیں۔

آخر میں، ایشیا میں دو طرح کے رجحان پائے جاتے ہیں: قانون سازی کے ذریعے کوٹہ کی منظوری اور عورتوں کیلئے نشستیں مختص کرنا۔ کوٹہ متعارف کرانے کا فیصلہ کرنے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ملک کا مذہبی، نسلی اور ثقافتی ماحول کیا ہے تاکہ مناسب قسم کا کوٹہ رائج کیا جائے۔

یورپ

جیسے دنیا کے دیگر حصوں میں، عورتوں کی سیاست میں شمولیت یورپ کے ممالک میں مختلف ہے اور اس کا انحصار عورتوں کیلئے

مختص کوٹہ پر ہے لیکن یہ کوٹہ باقاعدہ منظم نہیں ہے اور اس کی مختلف قسمیں پائی جاتی ہیں۔

سکینڈی نیویائی ممالک پارلیمنٹ میں عورتوں کی نمائندگی کے حوالے سے دنیا میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ ۳۱ اکتوبر ۲۰۰۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق ان ممالک میں پارلیمنٹ میں عورتوں کی نمائندگی اوسطاً ۵۲۔۵ فی صد ہے۔ یہاں اس بات کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ ان ممالک نے یہ مقام حاصل کرنے کیلئے کیا راستہ اور کیا طریقے اختیار کئے۔ موجودہ صورتحال متعدد مثبت اقدامات کو یکجا کرنے کا نتیجہ ہے: کئی برسوں تک عورتوں کی سیاسی سرگرمی، حکومتوں کا مثبت سماجی رویہ، ۱۹۶۰ء کی دہائی میں مزدور طبقے میں عورتوں کی بھرپور شمولیت، تعلیم کا پھیلاؤ، غیر مذہبی حکومتیں اور جمہوری سوشل جماعتوں کی قوت۔ ان تمام اقدامات کی وجہ سے پارلیمنٹ میں تقریباً ۲۵ فی صد عورتوں کی رسائی ممکن ہوئی۔ اس وقت تک کوٹہ متعارف نہیں کرایا گیا تھا اور جب رائج کیا گیا تو اس کے بعد عورتوں کی شمولیت کی مزید توثیق ہوئی۔ سکینڈی نیویائی ممالک میں عورتوں کی سیاست میں شمولیت کو صفر سے ۴۳ فی صد تک پہنچانے کیلئے ۸۰ برس کا عرصہ لگا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کی سیاست میں شمولیت کے موضوع پر مختلف کتب کے مصنف پروفیسر ڈروڈ ڈیلےرپ کا ماننا ہے کہ سکینڈی نیویا کو مثال کے طور پر پیش نہیں کرنا چاہئے۔

اس وقت سکینڈی نیویائی ممالک کی سیاسی جماعتوں میں صرف رضا کارانہ حد تک عورتوں کا کوٹہ مقرر ہے۔ ناروے میں، بیشتر سیاسی جماعتوں میں دونوں صنفوں میں سے کسی ایک پر ۴۰ فی صد کا کوٹہ رضا کارانہ طور پر نافذ کیا گیا ہے۔ آئس لینڈ اور سویڈن میں بھی اسی طرح کا کوٹہ متعارف کرایا گیا ہے (جسے سویڈن میں زپر سسٹم (zipper system) کہا جاتا ہے جس کا مطلب جماعت کی فہرستوں میں دونوں صنفوں کا باری باری آنا ہے) اور ان کے ارکان پارلیمنٹ میں بالترتیب ۹-۴۲ فی صد اور ۷-۴۲ فی صد عورتیں ہیں۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ڈنمارک نے ۱۹۹۰ء میں کوٹہ ختم کر دیا تھا اور آج اس کی پارلیمنٹ کا ۳۸ فی صد حصہ عورتوں پر مشتمل ہے۔ فن لینڈ میں بھی کوئی کوٹہ نہیں ہے۔ یہاں کی پارلیمنٹ میں عورتوں کی تعداد ۹-۴۱ فی صد ہے۔

ڈنمارک، فن لینڈ، ناروے اور سویڈن میں متناسب انتخابی نظام پایا جاتا ہے۔

فرانس میں عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کے حوالے سے پہلا واقعہ ۱۴۰۵ء میں کرٹین ڈی پیزا (Christine de Pizan) سے منسوب کیا جاتا ہے اور ۲۰۰۰ء میں صنفی مساوات کا بل منظور ہونے تک چھ صدیاں گزر گئیں۔ اس وقت کے دوران، سخت ترین کوشش کے بعد اور دیگر یورپی ممالک کے مقابلے میں کافی دیر کے بعد، فرانسیسی عورتوں کو ۱۹۴۴ء میں ووٹ ڈالنے کا حق اور مساوی سیاسی اور سماجی حقوق حاصل ہوئے۔ سیاسی ضمیر دراصل اس وقت بیدار ہوا جب ۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۰ء کی دہائیوں میں عورتوں کی تحریکوں نے زور پکڑا اور برابری کے حقوق کا مطالبہ کرنا شروع کیا۔

کوٹہ متعارف کرانے کیلئے پہلا قانون ۱۹۷۹ء میں اور بالخصوص ۱۹۸۲ء میں پیش کیا گیا جس میں زیادہ سے زیادہ ایک صنف کے ۷۵ فی صد امیدوار مقرر کئے گئے، یعنی عورتوں کیلئے ۲۵ فی صد کوٹہ مقرر کیا گیا۔ لیکن، اگرچہ یہ بل متفقہ طور پر قومی اسمبلی میں منظور ہو گیا، اسے غیر آئینی قرار دے کر نظر انداز کر دیا گیا۔

تقریباً ۲۰ سال بعد ۱۹۹۹ء میں فرانس میں ایک اور کوشش کی گئی جس کے تحت آئین کی شق ۳ اور ۳ میں ترمیم کی گئی کہ "یہ قانون سیاسی عہدوں اور دفاتر میں عورتوں اور مردوں کی مساوی رسائی کو یقینی بناتا ہے" اور "سیاسی گروپ اور جماعتیں اس قانون کے تحت عمل کر کے اپنا کردار ادا کریں گی"۔ اس سلسلے میں "فرینچ آبزرویٹری آن پیریٹی بیٹوین ویمن اینڈ مین" (French Observatory on Parity Between Women and Men) نامی تنظیم کی اہلکار کیتھرین جینی سون (Catherine Genisson) کہتی ہیں کہ "یہ حقیقی انقلاب ہے، کیونکہ شق ۳ میں لفظ "عورتیں" متعارف کر کے ہم تصوراتی آفاقیت سے حقیقی آفاقیت کی جانب گامزن ہیں"۔ مردوں کے نظام کی پیدا کردہ رکاوٹیں ختم کر کے یہ آئینی اصلاحات عورتوں کیلئے ترقی کے دروازے کھول رہی ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے عورتوں کو شہریت کا اضافی حق حاصل ہوا ہے جو اہلیت اور مساوات کے رشتے سے بھی تجاوز کرتا ہے۔

مساوات کا قانون ۲۰۰۰ء میں آئینی اصلاحات کا حصہ تھا۔ "برابری کی مہم" تاحال جاری ہے اور لفظ کوٹہ کے مقابلے میں اسے عوامی پذیرائی ملی ہے۔ کوٹہ اور برابری دو مختلف تصور ہیں۔ مساوات، برابری کے حصول کیلئے ایک مطالبہ ہے جبکہ کوٹہ مساوات کو حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ جیسے ویلری میرور (Valerie Merour) اپنی کتاب Political Representation of Women in Liberal Democracies میں لکھتی ہیں: "کوٹہ کے خیال کے برعکس، برابری کا نکتہ نظر معاشرے کے درست تصور سے ظاہر ہوتا ہے اور اس کی بنیاد معاشرے کے انتظام میں برابری ہوتی ہے جسے عورتیں اور مرد مل کر چلاتے ہیں"۔

نئے قانون کے تحت یہ پابندی عائد کی گئی ہے کہ سیاسی جماعتیں برابری کی بنیاد پر عورتوں اور مردوں کو شامل کریں اور ایسے تمام سیاسی گروپوں اور جماعتوں پر جرمانے تجویز کئے گئے ہیں جو اپنی فہرستوں میں عورتوں اور مردوں کو ۵۰-۵۰ فی صد نمائندگی نہیں دیتے (صرف ۲ فی صد کا فرق ہو سکتا ہے)۔ اس کے نتائج فوری طور پر ظاہر ہوئے، اور ۲۰۰۱ء کے انتخابات میں بلدیاتی کونسلوں میں منتخب ہونے والی عورتوں کی تعداد زبردست انداز سے بڑھی اور عورتوں کی تعداد ۳۰ سے ۵۰-۲۷ فی صد تک ہو گئی۔ کچھ بلدیات میں، یہ تناسب دگنا ہو گیا۔

لہذا، مقامی سطح پر یہ قانون انتہائی موثر ثابت ہوا۔ تاہم، قومی سطح پر پیش رفت نسبتاً سست رفتار تھی اور ۲۰۰۹ء کے انتخابات میں عورتوں کی نشستوں کی تعداد صرف ۲-۱۸ فی صد رہی۔ یہ پیش رفت دیگر یورپی ممالک کے مقابلے میں بہت کم رہی۔

لہذا تبدیلی کی دو مختلف رفتاریں ہیں، اور سیاسی میدان میں، بالخصوص قانون کے دائرے میں، عورتوں کی تعداد بڑھانے کیلئے مزید کوشش کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ قانون سازی کے کام کی رفتار میں تیزی اور منتخب عورتوں کی حیثیت میں بہتری کیلئے بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

باقی ماندہ یورپ (یعنی ۲۷ ممالک) میں، عمومی رجحان یہ ہے کہ بڑے پیمانے پر رضا کارانہ کوٹہ استعمال کیا جاتا ہے جس کا اطلاق خود سیاسی جماعتیں کرتی ہیں۔ صرف ۱۰ ممالک ایسے ہیں جنہوں نے مقامی اور قومی سطح پر کوٹہ کے نفاذ کیلئے قانون سازی کی ہے۔

براعظم امریکا

امریکا میں کسی طرح کا کوٹہ نہیں ہے۔ امریکی ایوان نمائندگان میں عورتوں کی تعداد ۸-۱۶ فی صد ہے جبکہ سینیٹ میں یہ تعداد ۵۵ فی صد ہے، لیکن وزارتی سطح پر اور مختلف حکومتی محکموں میں عورتیں سرگرمی کے ساتھ کام کرتی ہیں۔

کینیڈا میں ۲۲ فی صد عورتیں پارلیمنٹ کی رکن ہیں۔ لیکن یہاں بھی، قانون سازی کے تحت کوئی کوٹہ مقرر نہیں کیا گیا اور عورتوں کیلئے نشستیں مختص نہیں کی گئیں۔ یہاں سیاسی جماعتوں نے رضا کارانہ طور پر خود کوٹہ نافذ کر رکھا ہے۔ لہذا سیاسی طور پر دیکھا جائے تو یہ کام جماعتی بنیادوں اور حکومتی بنیادوں پر ہوتا ہے اور جتنا ہو سکے عورتوں کو سامنے لایا جاتا ہے، حکومت بھی کوشش کر رہی ہے کہ وزارتی کونسل میں صنفی برابری حاصل کی جائے۔ کیوبیک (Quebec) میں موجودہ برسر اقتدار سیاسی جماعت کیوبیک لبرل پارٹی (Quebec Liberal Party) نے ماضی میں صنفی برابری حاصل کر لی۔ اس وقت ۲۸ وزارتیں نشستوں میں سے عورتوں کے پاس ۱۲ نشستیں ہیں جو تقریباً برابری کی سطح پر ہیں۔ اس رضا کارانہ نظام میں خطرہ ہوتا ہے کہ یہ مکمل طور پر سیاسی آمادگی پر منحصر ہے اور مستقبل کے حوالے سے ضمانت نہیں دیتا۔ اس وقت تک، عوامی مباحثوں کے باوجود، صنفی مساوات کیلئے کوئی قانون نافذ نہیں کیا گیا۔

لاٹینی امریکا نے شمالی امریکا اور یورپ کے برعکس عورتوں کی شمولیت کو فروغ دینے کیلئے باضابطہ طور پر اقدامات کئے ہیں۔ اس خطے کے ہر ملک کے آئین میں صنفی برابری کے بارے میں شق شامل کی گئی ہے۔ مزید یہ کہ بیجنگ میں ہونے والی کانفرنس اور اس کے ایکشن پلین فارم پر پیش کی گئی سفارشات کے بعد خطے میں ایک مہم شروع ہوئی جس میں مساوات کے حصول کیلئے کوٹہ نافذ کرنے کی حمایت کی گئی۔ اسی مہم کی وجہ سے ۱۶ لاطینی امریکی ملکوں نے کوٹہ متعارف کرا دیا جس سے قومی سطح پر پارلیمنٹ میں عورتوں کی نمائندگی میں اضافہ ہوا۔ کینیڈا کے انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ریسرچ سینٹر (International Development Research Centre) (آئی ڈی آر سی: IDRC) کی تحقیق بتاتی ہے کہ کچھ قوانین عورتوں کی نمائندگی میں اضافہ ضرور کرتے ہیں جبکہ کچھ قوانین ایسے ہوتے ہیں جن کا مقصد توازن حاصل کرنا

ہوتا ہے تاکہ دونوں میں سے کسی صنف کے پاس پارلیمنٹ میں ۷۰ فی صد سے زیادہ نشستیں نہ ہوں۔ ۱۹۹۰ء میں منتخب ہونے والی عورتوں کی تعداد گنی ہوگئی اور صرف ایک دہائی میں ۶ فی صد سے بڑھ کر ۱۵ فی صد تک جا پہنچی۔ کچھ یورپی ملکوں میں اسی عرصہ کے دوران عورتوں کی نمائندگی مقابلاً بہت کم تھی۔

اگرچہ ۲۰۰۵ء سے پہلے بیجنگ اعلامیہ کے مطابق فیصلہ ساز عہدوں پر عورتوں کی تعداد برابری کی سطح پر پہنچانے کا ہدف پورا نہیں ہو سکا لیکن، کوٹہ کے تحت کارکردگی دکھانے والے ممالک کی پیش رفت کو سمجھنا چاہیے۔

سیاسی جماعتوں اور پیشہ ورانہ تنظیموں نے، جولائی امریکا میں انتہائی بااثر سمجھی جاتی ہیں، رضا کارانہ طور پر مثبت اقدامات کئے ہیں۔ خطے کے کئی ملکوں میں یہ قانون رائج ہے کہ سیاسی جماعتوں کی فہرست میں عورتوں کی تعداد ۲۰ سے ۴۰ فی صد ہونی چاہیے۔ اس خطے میں عورتوں کیلئے باضابطہ طور پر قانون سازی کو ترجیح دی جاتی ہے اور انہیں سیاسی جماعتوں کی مرضی پر نہیں چھوڑا جاتا۔

خطے کے کچھ ممالک نے ایسا قانون منظور نہیں کیا لیکن وہاں کی سیاسی جماعتوں نے اس کی حمایت کی ہے اور اپنے داخلی انتخابات اور عام انتخابات کی تیاری کیلئے کوٹہ کا نظام استعمال کر رہی ہیں۔ مثلاً ارجنٹائن میں جہاں پیرونسٹ پارٹی (Peronist Party) نے عورتوں کیلئے رضا کارانہ طور پر کوٹہ متعارف کرانے کی بنیاد قائم کی۔

لیکن کئی مصنف (ڈیلی رپ، ہٹون اور جونز) مانتے ہیں کہ کوٹہ قوانین کے تمام تر مثبت نتائج کے باوجود، ان کے تحت حکومت میں عورتوں کی تعداد میں اضافے کے امکان بہت کم ہیں۔ ۲۰۰۵ء میں ہنڈورس (Honduras) اور گونٹے مالا (Guatemala) کی پارلیمنٹ میں عورتوں کا تناسب صرف ۵۔۵ فی صد تھا۔ سیاسی جماعتیں انتہائی محدود حد تک کوٹہ کا اطلاق کرتی ہیں اور انتخابی نظام کی نوعیت عورتوں کیلئے کوٹہ کے اطلاق کا نفاذ مشکل بنا دیتا ہے۔ یہ راستہ بہت کٹھن اور طویل ہے، لیکن اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ پیش رفت ہے، چاہے سست رفتار ہی کیوں نہ ہو۔ مثال کے طور پر ہنڈورس میں آج پارلیمنٹ میں عورتوں کی تعداد ۲۳۔۴ فی صد ہے۔ حتیٰ اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں لیکن ۲۹ نومبر ۲۰۰۹ء کو ہونے والے پارلیمانی انتخابات کے نتائج بتاتے ہیں کہ پارلیمنٹ میں عورتوں کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے (ایل ہیرالڈو (El Heraldo) اخبار، ۳۰ نومبر ۲۰۰۹ء)۔

پارلیمنٹ میں عورتوں کی ۲۳ فی صد نشستوں کے ساتھ ہنڈورس کئی ممالک، بشمول یورپی ممالک، سے آگے ہے، لیکن برابری کے حصول میں اب بھی پیچھے ہے۔

ارجنٹائن سیاست میں عورتوں کے کردار کو آگے بڑھانے کے معاملے میں ایک دلچسپ مثال ہے کیونکہ اول تو یہ ملک اس

مقصد کا بانی سمجھا جاتا ہے اور دوم یہاں چار مختلف قسم کے کوٹہ نافذ ہیں۔ عمل نہ کرنے کی صورت میں جرمانے عائد کئے جاتے ہیں۔

۱۹۵۰ء کی دہائی کے اوائل میں، سب سے بڑی سیاسی جماعت، پیرونسٹ پارٹی، نے عورتوں کیلئے کوٹہ کی منظوری دی۔ پھر ۱۹۹۱ء میں ارجنٹائن نے باضابطہ طور پر مثبت اقدامات کرنا شروع کئے اور اپنے انتخابی قانون میں کوٹہ کو شامل کیا جس کے تحت سیاسی جماعتوں کی فہرست میں عورتوں کی تعداد کو ۳۰ فی صد پر لانے کی پابندی عائد کی گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور قانون منظور کیا گیا جس کے تحت قرطبہ (Cordoba) صوبے میں سیاسی جماعتوں کے منتخب عہدوں میں عورتوں کی تعداد کو بڑھا کر ۵۰ فی صد کر دیا گیا۔

۲۰۰۷ء میں ارجنٹائن نے CEDAW کی توثیق کی، اس کی شقوں کو اپنے آئین کا حصہ بنایا اور صنفی مساوات کی تمام تر شقیں اپنے آئین میں شامل کیں۔

ان تمام رضا کارانہ اور قانونی اقدامات کی وجہ سے گذشتہ ۶۰ سال سے عورتوں کو ارجنٹائن کے چیمر آف ڈپٹیز (Chamber of Deputies) میں بھرپور نمائندگی ملتی رہی ہے۔ ۱۹۵۵ء میں عورتیں ۲۲ فی صد نشستیں حاصل کر چکی تھیں اور یہ اُس وقت کا ریکارڈ تھا۔ آج یہ تعداد ۶۱-۶۲ فی صد تک جا پہنچی ہے جس کی وجہ سے عورتوں کی پارلیمنٹ میں نمائندگی کے حوالے سے ارجنٹائن دنیا کا چھٹا ملک ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ۱۹۹۶ء میں بیونس آئرس (Buenos Aires) کے خود مختار علاقے میں پہلی مرتبہ ایک عورت حکومت کی سربراہ منتخب ہوئی جبکہ ۲۰۰۰ء میں کرسٹینا کرچز (Christina Kirchner)، کو ملک کی قائد منتخب کیا گیا۔

سب صحارن افریقا

افریقی ملک سینیگال کی تنظیم آئی ایف اے این (African Institute Basic Research) سے وابستہ ایک خاتون محقق فاتو سوؤ (Fatou Sow) اور فرانس کی تنظیم فرنچ نیشنل سینٹر فار سائنٹفک ریسرچ (French National Center for Scientific Research) (سی این آر ایس: CNRS) کا کہنا ہے کہ "افریقی جمہوریت بیمار ہے اور عورتوں کی کم نمائندگی کے مرض میں مبتلا ہے، اور اس کی وجہ افریقا پر راج کرنے والا پدر شاہی نظام ہے۔ عورتوں میں نمائندگی کرنے اور موثر ہونے کی صلاحیت ہونی چاہیے اور یہ سلسلہ محض کوٹہ متعارف کرائے جانے سے آگے جانا چاہیے۔" وہ اہم سرکاری عہدوں پر عورتوں کو مقرر کرنے اور انہیں جمہوری انداز سے منتخب نہ کرنے کا مسئلہ اٹھاتی ہیں۔ ان عورتوں کو صرف اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کیونکہ وہ مخصوص جماعت، خاندان، نسلی گروپ یا پھر مذہب سے تعلق رکھتی ہیں، چاہے ان کی ذاتی اہلیت کچھ بھی ہو۔ وہ ایسے نظام کی بھی مذمت کرتی ہیں جو ریاستی سطح پر عورتوں کو صرف ان کی حیثیت سے وابستہ کرتا

ہے اور صنف کے حوالے سے ایسے الفاظ مرتب کرتا ہے جو کھوکھلے ہوتے ہیں۔

iKNOW Politics نامی تنظیم کی جانب سے ۲۰۰۵ء میں افریقا میں تحقیق کرائی گئی جس سے معلوم ہوا کہ تکثیریت کے اصولوں پر عمل کرنے والے ممالک میں عورتوں کی نمائندگی ۵-۱۵ فی صد ہے جبکہ جن ۱۲ ممالک میں متناسب نظام نمائندگی پائی جاتی ہے وہاں عورتوں کی نمائندگی ۴-۲۷ فی صد ہے۔ عورتوں کی سب سے کم نمائندگی، ۱۳ فی صد، ایسے ممالک میں تھی جہاں مخلوط انتخابی نظام پایا جاتا ہے۔

جنوبی افریقا میں قانون ساز اداروں میں عورتوں کی نمائندگی ۵-۲۴ فی صد ہے۔ اس شاندار نتیجے کی وجہ عورتوں کی جانب سے چلائی جانے والی طاقتور تحریک ویمنز نیشنل کولیشن (Women's National Coalition) (ڈبلیو این سی: WNC) کی طرف سے سیاسی جماعتوں پر کوٹہ کیلئے دباؤ ڈالنا اور دوسری جانب آئینی اور قانونی اصلاحات لانے کیلئے ہدایت اور تجاویز پیش کرنا تھی۔ ڈبلیو این سی نے قومی سطح پر عمل کیلئے ایک پلیٹ فارم تشکیل دیا جس نے سیاست میں عورتوں کی حیثیت کے بارے میں عوام میں آگہی پیدا کی۔ جنوبی افریقا کی سب سے بڑی سیاسی جماعت اے این سی (African National Congress) نے اس کے بعد اپنی امیدواروں کیلئے رضا کارانہ بنیادوں پر ۳۰ فی صد کوٹہ کی منظوری دی اور ان کی تربیت کا بھی اہتمام کیا۔ عورتوں کی تحریکوں کی مشترکہ کوششوں، سیاسی جماعتوں کی جانب سے رضا کارانہ طور پر کوٹہ اختیار کرنا اور قانونی کوٹہ نافذ کرنے کے نتیجے میں جنوبی افریقا ایسا ملک بن کر ابھرا جہاں عورتوں کی پارلیمنٹ میں تعداد دنیا میں تیسرے نمبر پر سب سے زیادہ ہے۔

حکومت کی جانب سے قومی سطح پر شروع کئے جانے والے لامرکزیت (decentralization) کے منصوبے نے بھی مقامی سطح پر عورتوں کو سیاست میں لانے میں اہم کردار ادا کیا جہاں پہلے سیاست کی قدامت پرست نوعیت کی وجہ سے عورتوں کیلئے منتخب ہونا بہت مشکل ہوتا تھا۔ کینیڈا کے شہر اوٹاوا میں انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ریسرچ سینٹر (آئی ڈی آر سی) کی جانب سے کی جانے والی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ قومی سطح پر اگر صنفی بنیادوں پر حکمت عملی اختیار کی جائے تو اس سے مقامی ترقیاتی پروگراموں میں عورتوں کی شمولیت بڑھ جاتی ہے۔ تاہم تحقیق میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مقامی حکومتوں میں عورتوں کی شمولیت کے نتیجے میں ان کا سیاسی اثر و رسوخ نہیں بڑھتا لیکن ان کے روایتی کردار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس تحقیق کے آخر میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ عورتوں کی سیاست میں شمولیت اور نمائندگی کیلئے مردوں کی آگہی میں اضافہ کیا جانا اتنا ہی ضروری ہے جتنا عورتوں کی آگہی میں اضافہ کرنا۔

اپریل ۲۰۰۹ء میں برکینا فاسو میں مقامی اور قومی انتخابی فہرستوں میں عورتوں کی کم از کم ۳۰ فی صد نمائندگی کا کوٹہ نافذ کیا گیا۔ عدم عمل کی صورت میں سخت ترین اقدامات اور جرمانے عائد کئے گئے۔ لیکن یہ تذکرہ کرنا ضروری ہے کہ اس معاملے میں

حکومت نے یہ جدید اور دلچسپ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جو سیاسی جماعت ۳۰ فی صد عورتوں کو منتخب کر دے گی، اسے اضافی مالی مدد دی جائے گی۔ اس وقت برکینا فاسو کی پارلیمنٹ میں ۳-۱۵ فی صد عورتیں موجود ہیں۔ برکینا فاسو نے مساوات کیلئے ماپوٹو پروٹوکول (Maputo Protocol) کی توثیق کی ہے اور یہ ملک درست سمت کی جانب پیش رفت کرتا نظر آ رہا ہے۔

روانڈا کی پارلیمنٹ میں اکتوبر ۲۰۰۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق عورتوں کی تعداد ۳-۵۶ فی صد ہے جس سے یہ ملک بین الپارلیمانی یونین (Inter-Parliamentary Union) (آئی پی یو: IPU) کی فہرست میں سوئیڈن سے آگے، یعنی سرفہرست ہے۔ سوئیڈن میں یہ تعداد ۴۷ فی صد ہے جبکہ جنوبی افریقہ میں یہ تعداد ۵-۴۴ فی صد ہے۔ روانڈا دنیا کا واحد ملک ہے جہاں نہ صرف مساوات کا ہدف حاصل کر لیا گیا ہے بلکہ یہاں عورتوں کی تعداد برابری کی حد سے آگے جا چکی ہے۔ یہ کئی پہلوؤں کا نتیجہ ہے، جس میں آئینی سطح پر اقدامات کے ذریعے عورتوں کی نشستیں طے کرنا اور سینیٹ میں ان کیلئے ۳۰ فی صد کوٹہ طے کرنا شامل ہے۔ ۱۹۹۴ء کی نسل کشی کے بعد، روانڈا از سر نو اپنی بنیادیں مضبوط کر رہا ہے اور یہاں اقوام متحدہ اور آئی پی یو کی جانب سے سیاست میں عورتوں کی رسائی بڑھانے کیلئے سیمینار منعقد کرائے گئے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ روانڈا کے پورے سیاسی طبقے کو ادراک ہے کہ سیاست میں عورتوں کی ضرورت ہے۔ ان تمام عوامل کی وجہ سے روانڈا میں عورتوں کو سیاسی کامیابی ملی ہے اور ملک میں صنفی مساوات پر مبنی جمہوریت پائی جاتی ہے۔

ان تمام مثالوں کو دیکھ کر ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ افریقی ممالک نے حالیہ برسوں کے دوران عورتوں کو سیاست اور عوامی زندگی میں لانے کیلئے کس قدر پیش رفت کی ہے۔ بہترین نتائج ایسے ممالک میں دیکھے گئے جہاں کوٹہ کی مختلف اقسام پر عمل کیا گیا۔ چاہے یہ رضا کارانہ نوعیت کے ہوں یا قانونی یا دونوں کا اشتراک۔ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ کوٹہ کی کامیابی کا انحصار ملک کے انتخابی نظام، پارٹی رہنماؤں اور حکومت کے عزم پر، جو عورتوں کو سیاست میں لانا چاہتے ہیں اور عورتوں کی تحریکوں اور تنظیموں کی توانائیوں پر ہوتا ہے۔

نتیجہ

بین الاقوامی قوانین کی حمایت کے تحت، صنفی مساوات کے قیام کیلئے کیا کوٹہ طاقتور ترکیب ثابت ہو سکتا ہے یا پھر وہ عورتوں کیلئے توہین آمیز ہے؟ ہم سب کو چاہیے، چاہے وہ مرد ہوں یا عورت، کہ اس سوال کا جواب خود سے پوچھیں۔ کئی ملکوں نے پہلے ہی کوٹہ نافذ کر کے فیصلہ کر لیا ہے۔ کچھ نے ابھی وہ تدبیر مرتب نہیں کی جس کے تحت وہ مساوی جمہوریت قائم کر سکیں۔ ریاستوں کو اپنے لئے موزوں کوٹہ کی اقسام تلاش کرنی ہوگی جو ان کے سماجی، ثقافتی، سیاسی اور انتظامی ڈھانچے کے عین مطابق ہو اور جو ایک ایسے معاشرے کی بنیاد رکھنے میں مددگار ثابت ہو جہاں عورتیں اور مرد دونوں برابری کے تحت سیاسی،

سماجی اور معاشی شراکت داری قائم کر سکیں۔

اکتوبر ۲۰۰۹ء میں ترکی کے دارالحکومت استنبول میں منعقد ہونے والی میل فی میل ایکونامی ان دی یورو میڈ ریجن (Male-Female Equality in the Euro-Med region) کانفرنس میں کہا گیا تھا کہ "تمام عورتوں کو مکمل شہریت دی جانی چاہیے اور ان کے سیاسی، سماجی، اقتصادی اور قانونی حقوق کی ضمانت دینی چاہیے"۔ جمہوریت، سماجی ربط اور ترقی کیلئے ضروری ہے کہ صنفی برابری اور مساوی نمائندگی کو لازمی بنایا جائے۔

آخر میں، عورتوں کو چاہیے کہ وہ متحرک ہوں اور سیاست میں بھرپور انداز میں شرکت کریں تاکہ وہ برابری کے تحت اپنے قانونی، معاشی اور سیاسی نمائندگی کے حقوق حاصل کر سکیں، جو جمہوریت اور معاشی ترقی کیلئے انتہائی اہم سمجھے جاتے ہیں۔

BIBLIOGRAPHY

Abu Rumman, Hussein. "The Women's quota in Jordan: Crowning three decades of support for female political participation". In *The Arab Countries Report*, IDEA 2007.

Agacinski, Sylviane. *Nouvel Observateur*, January 14-20, 1999.

Alami M'Chichi, Houria. "Genre et politique au Maroc; les enjeux de l'égalité hommes-femmes entre islamisme et modernisme" [Gender and Politics in Morocco The Stakes of Male-Female Equality Between Islamism and Modernism]. L'Harmattan, Paris, 2002.

Badinter, Élisabeth. "Fausse route" [English title: Dead End Feminism, 2006]. Éditions Odile Jacob, Paris 2003.

Beydoun, Ahmad. "La dégénérescence du Liban ou la Réforme orpheline" [The Degeneration of Lebanon, or the Orphan Reform]. Sindbad, Actes Sud, Paris 2009.

Bommelaer, Claire. "L'influence du 'Facteur Femme', nouveau mystère de la scène politique française" [The Influence of the "Female Factor", a New Mystery on the French Political Scene]. In *Le Figaro*, October 15, 2007.

Cespedes, Vincent. "Vainqueuses!" [Victorious Women!] At *Vincentcespedes.net*.

Dahlerup, Drude. "Quotas: A key to equality? An international comparison of the use of electoral quotas to obtain equal political citizenship women". Dahlerup ed., Professor of Political Science at the University of Stockholm.

Dahlerup, Drude. "Women, Quotas and Politics", Dahlerup ed., Routledge 2006.

El Sayed, Shawki. "Lobbying for increased participation of women in Egypt". In *The Arab Countries Report*, IDEA 2007.

El Sherbini, Maged. "Women's Political Participation in Egypt: Equality versus Equal Opportunity", In *The Arab Countries Report*, IDEA 2007.

Fassin, Eric. "L'épouvantail américain, penser la discrimination française" [The American Spectre, Thinking About French Discrimination] in *Vacarme* 04/05 Fall 1997.

Fraser, Nancy. "Justice interruptus. Critical reflections on the 'postsocialist' condition". New York & London: Routledge. 1997

Gaspard, Françoise, Claude Servan-Schreiber, and Anne Le Gall. "Au pouvoir, citoyennes: liberté, égalité, parité" [To Power, Citizenesses! Liberty, Equality, Parity]. Broché 1992.

Génisson, Catherine. "La parité entre les femmes et les hommes: Une avancée décisive pour la démocratie" [Gender Parity: A Decisive Step Forward for Democracy]. Report to the Prime Minister. Paris, January 2002.

Htun, Mala, and Mark Jones. "Engendering the Right to Participate in Decision- Making: Electoral Quotas and Women's Leadership in Latin America." 2002, www.idea.int/publications.

Inter-Parliamentary Union. www.ipu.org.

Inter-Parliamentary Union (IPU), 2009. "Femmes dans les Parlements nationaux" [Women in National Parliaments]. Situation as of October 31, 2009, available on the web at <http://www.ipu.org>.

International Development Research Centre. "La parole aux femmes" [Women Speak], www.idrc.ca/.

International Knowledge Network of Women in Politics, www.iknowpolitics.org.

Llanos, Beatriz. "The Expert Opinion", 2008, at <http://www.iknowpolitics.org/en/node/5555>.

Malumalu, Apollinaire M., and Kamal Feghali. "Une seule voix, plusieurs interprétations. Définitions, caractéristiques et paradoxes des modes de scrutin" [One Voice, Many Interpretations. Definitions, Characteristics and Paradoxes of Electoral Systems]. Mokhtarat, Kinshasa, 2006.

Meier, Iena. "SOS féminisme" [SOS Feminism]. At Cafèbabel.com, October 26, 2007.

Nassar, Heba. "MDG goal 3: Promote gender equality". Conference on the Joint United Nations/Arab League MDG Report. Beirut, December 9-10, 2009.

Nassif-Debs, Marie. Alterinter.org.

Osseiran, Lamia. "The political participation of women in Lebanon". www.idea.int.

Pialot, Gaëlle. "Les femmes dans la politique locale: l'alibi de la parité" [Women in Local Politics: The Alibi of Parity], March 2008, Rue 89.

quotaproject.org

Rosanvallon, Pierre. "La démocratie inachevée" [Unfinished Democracy]. Gallimard, Paris 2000.

Roussillon, Alain, and Fatima Zahra Zryouil. "Etre femme en Egypt, au Maroc et en Jordanie" [Being a Woman in Egypt, Morocco and Jordan]. Editions Aux lieux d'Etre, Paris/Cairo/Rabat, 2006.

Senac-Slawinski, Réjane. "Evaluation des lois sur les quotas et la parité" [Evaluation of Quota and Parity Laws]. AFSP Colloquium, "Genre et Politique" [Gender and Politics], May 30 and 31, 2002.

Sow, Fatou. "Les femmes dans l'exercice de leurs responsabilités politiques en Afrique de l'Ouest" [Women Fulfilling Their Political Responsibilities in West Africa]. IFAN Senegal, CNRS France.

UN-INSTRAW.org.

UNDP Cairo, UNIFEM Arab States, "The Arab Quota Report: Selected Case Studies" February 8, 2008.

UNIFEM Progress Report 2008. "Le progrès des femmes à travers le monde: 2008-2009" [Progress of the World's Women 2008/2009].

Vogel, Jean. "La parité et les nouvelles figures de la citoyenneté" [Parity and the New Faces of Citizenship]. In *La parité: Enjeux et mise en oeuvre* [Parity: Stakes and 1998.Implementation], lead ed. Jacqueline Martin, Presses universitaires du Mirail,

ضمیمہ ع

عقیدہ اور آزادی کے متعلق مقالہ

عقیدہ اور آزادی

مہناز آئی

موساوا کانفرنس میں پیش کردہ

ملائیشیا، فروری ۲۰۰۹ء

"عقیدہ اور آزادی" کے عنوان سے تقریباً ایک دہائی قبل میں نے ایک کتاب تحریر کی تھی جس کا ذیلی عنوان مسلمان دنیا میں عورتوں کے انسانی حقوق تھا۔ کتاب کیلئے اپنے مضامین کی شکل میں حصہ ادا کرنے والی شخصیات، جن کا تعلق مسلمان دنیا اور کئی دیگر ملکوں سے تھا، نے ایسی ۵۰ کروڑ کے قریب عورتوں کے حالات زندگی پر بحث کی جو دنیا کے مختلف جغرافیائی، سماجی اور ثقافتی حالات میں رہتی ہیں۔ انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اگرچہ جن عورتوں کی زندگی کا انہوں نے جائزہ لیا تھا وہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں، لیکن سب کو ایک ہی خصوصیت کا سامنا ہے: سب کیلئے ترقی کا مطلب تنازع ہے؛ یہ اقدار اور طاقتوں پر مشتمل ایک ایسی قوس قزح ہے جو ان کے اتحاد کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے اور انہیں ایک دوسرے اور دنیا کی طرف رجوع کرنے کی راہ کے بجائے مخالفانہ راستے پر گامزن کر دیتی ہے۔ جس بے قابو اور بڑے تنازع کا سامنا انہیں کرنا پڑ رہا ہے وہ جدید دور میں زندگی بسر کرنا اور اسی جدید دور میں اسلامی دنیا کی قائم کردہ روایات کے درمیان کشمکش ہے۔ اسی تنازع کے بیچوں بیچ ایک اور تنازع مسلمان دنیا میں عورتوں کے حقوق انسانی بھی ہیں۔ آیا مسلمان عورتوں کے انسانی حقوق ہوتے بھی ہیں یا نہیں، یا پھر ان کے حقوق اس لئے ہوتے ہیں کیونکہ وہ مسلمان ہیں۔ اسی کشمکش کے درمیان عورتیں خاندان، اپنے حقوق اور اپنی ذمہ داریوں میں گھری ہوئی ہیں۔ ان سب باتوں کو دیکھ کر ان شخصیات نے جو نتیجہ اخذ کیا وہ اپنی جگہ برقرار ہے؛ چیلنج اور صلاحیتیں اب بھی موجود ہیں اگرچہ گزشتہ دو دہائیوں کے عالمی حالات کی وجہ سے دونوں اس وقت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ جن چیلنجز کا ہمیں سامنا ہے وہ بڑھ چکے ہیں، لیکن ہمارے امکانات اور صلاحیتوں میں بھی ڈرامائی انداز سے اضافہ ہوا ہے۔ میرا آج کا موضوع، عقیدہ اور آزادی، بھی ان معاملات کو زیر بحث لائے گا۔

اصل موضوع کی طرف جانے سے قبل، میں یہاں ایک مرتبہ پھر یہ بات دہرانا چاہوں گی کہ مسلمان عورتوں کیلئے کون سے مسئلے اہم ہیں۔ یہ اسلام نہیں جو ہمیں آگے بڑھنے سے روکتا ہے؛ بلکہ تاریخی طور پر پدرشاہی نظام زندگی نے مسلمان

اکثریتی معاشروں میں ہماری آزادیوں کو محدود کر رکھا ہے۔ بصورت دیگر دنیا بھر کی عورتوں کی حیثیت تاریخی لحاظ سے بنیادی طور پر ایک جیسی ہی رہی ہے چاہے ان کا مذہب، نسل اور شہریت کچھ بھی ہو۔ انداز اور اسلوب میں سطحی حد تک اختلافات ہو سکتے ہیں لیکن عورتوں اور مردوں کے درمیان مزدور طبقے اور اقتدار پر قابض طبقوں کی تقسیم دنیا بھر میں یکساں رہی ہے۔

انسانی تاریخ میں دنیا بھر کے بیشتر حصوں میں بچوں کے مستقبل، رہائش کی جگہ کے تعین، شادی، وراثت، ملازمت اور اس طرح کئی معاملات کے حوالے سے عورتوں کے فیصلہ کرنے کے حق کو ہمیشہ سے ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بیسویں صدی کی آمد کے ساتھ ہی، جب نیوزی لینڈ وہ پہلا ملک بنا جس نے عورتوں کو رائے دینے کا حق دیا، دنیا میں ایسا کوئی حصہ نہیں تھا جہاں عورتیں سیاسی عمل میں شرکت کر سکتی تھیں۔ اس کے علاوہ ان کے پاس ایسے بھی موقعے نہیں تھے جن میں انہیں ملازمت کیلئے تربیت دی جاتی، ملازمت دی جاتی، یا پھر ملازمت ملنے کی صورت میں مساوی تنخواہ ملتی۔ یقیناً، کئی سماجی اقتصادی شعبوں میں، مثلاً، ملکیت، بالخصوص زمین کی ملکیت کے حوالے سے مسلمان ملکوں سے تعلق رکھنے والی عورتوں کی حالت مغربی ملکوں کی عورتوں کے مقابلے میں بہتر تھی۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پہلی بنیاد پرست تحریک مسیحی پروٹسٹنٹ فرقے کی تھی جو امریکا میں بیسویں صدی کے اوائل میں شروع ہوئی تھی جس میں جدت، عورتوں کی سرگرم انداز سے نقل و حرکت اور منظر عام پر آنے کے مخصوص پہلوؤں کے حوالے سے رد عمل سامنے آیا۔ بنیاد پرست پروٹسٹنٹ ازم کے معاملے کی طرح اسلام ازم بھی تبدیلی کے خلاف رد عمل ہے۔ بنیاد پرست پروٹسٹنٹ ازم کی طرح، اسلام ازم بھی بنیادی طور پر سیاسی ہے جس میں عورتوں کی حیثیت پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ یقیناً، اسلام پسندوں کیلئے ہر داخلی معاملہ قابل گفت و شنید ہے سوائے عورتوں کے حقوق اور خاندان اور معاشرے میں ان کی حیثیت۔ یہی ایک معاملہ ہے جو اسلامی نظام کے مستند ہونے کا اعلیٰ ترین امتحان سمجھا جاتا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ روایتی طور پر تمام مذاہب میں، شنتو سے لے کر بدھ مذہب تک اور کنفیوشن سے لے کر زرتشت اور ابراہیمی مذہب تک، عورتوں کو مردوں کا ایک جزو تصور کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب بھی صنفی تعلقات کی بات سامنے آتی تو اس سے پدر شاہی نظام کی تشریح ملتی۔ قدرتی طور پر پدر شاہی نظام نے حاسدانہ انداز سے اپنی اس شناخت کا دفاع کیا۔ جب بھی کوئی معاشرہ جدت کی راہ پر چلنے لگتا ہے تو آخر میں تبدیل ہونے والے اقدار خاندانی تعلقات ہوتے ہیں۔ عورت بدستور مرد کا آدھا حصہ سمجھی جاتی رہی جس میں مرد کا کردار آقا اور عورت کا کردار محض مرد کی جزو کار ہا۔ اس خاکے میں عورت کو انتہائی اہم مقام دیا گیا تھا لیکن معیار کے لحاظ سے یہ مقام مردوں کو دیئے گئے معیار سے بہت نیچے تھا۔ پدر شاہی نظام عورتوں سے ان کی شناخت اور وقار چھین لیتا ہے اور ان کی سوچ، فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور کردار کو ان کے باپ، بھائی اور شوہر کی سوچ، فیصلہ سازی اور کردار کا حصہ بنا دیتا ہے۔ عورتوں کی جانب سے آزادی کا معمولی سا اظہار بھی رائج سماجی

اقدار کے خلاف قرار پاتا ہے، مردوں کی غیرت کو زک پہنچاتا ہے اور عورتوں کیلئے معمول کی زندگی پر خطر بنا دیتا ہے۔ تاریخی لحاظ سے یہ دوہرا اصول (dualism) ہماری ثقافتوں میں اس ٹھوس انداز سے پیوست ہو چکا ہے کہ مرد اور عورتیں دونوں اسے ایک واضح اصول سمجھتے ہیں۔

لیکن، آج عورتیں اس واضح اصول میں تضاد محسوس کرتی ہیں کیونکہ وہ اپنی انفرادی شناخت کے حوالے سے باشعور ہو چکی ہیں۔ مشترکہ شعور کے مقابلے میں انفرادی شعور وقت کے ساتھ آتا ہے جس طرح سائنس اور ٹیکنالوجی نہ تبدیل ہونے والے فرقوں کے قوانین کے متعلق شکوک و شبہات کی بنیاد فراہم کرتی ہے، یعنی ایک ایسا قانون جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر خدا یا قدرت کی طرف سے آتا ہے۔ اس تناظر میں، تاریخی قانون سے حق کی طرف منتقل ہوتی ہے، جیسے ایک فرد یہ سوچنا شروع کرتی ہے کہ قانون بنانے کے عمل میں شامل ہونے کا اُسے بھی حق ہے بجائے اس کے کہ وہ صرف موجودہ قانون کو لافانی سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرتی رہے۔ اس طرح وہ تمام معاشرے جو ترقی کرتے ہوئے تبدیلی لاتے ہیں، اسی سمت کی جانب چلتے ہیں، اگرچہ ہر اقدام کی شکل، انداز، جگہ اور رفتار مختلف ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر معاشرے اور مذہب میں مختلف قسم کے بنیاد پرستانہ رد عمل سامنے آتے ہیں۔ موجودہ اسلامی بنیاد پرستی بھی معاشرے کے ایک حصے کی ناگزیر تبدیلی کی جانب ایک رد عمل ہے، جو اسلامی رنگ اختیار کرتا ہے اور جس کی شکار عورتیں ہوتی ہیں، خاص طور پر جب مذہب سیاسی روپ اختیار کر لیتا ہے۔

اسلام پسند اس ابھرتے ہوئے شعور پر دو مختلف سمتوں سے حملہ کرتے ہیں: ایک مسلمان کمیونٹی کی داخلی سمت ہے جبکہ دوسری بیرونی۔ داخلی طور پر یہ دلیل اسلام اور اس کے صحیفوں کے احترام پر زور دیتی ہے۔ دانشمندانہ لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ دلیل غلط ہے، لیکن سیاسی لحاظ سے انتہائی منظم اور نظریاتی طور پر دنیا کے تمام مسلمان ممالک میں روایات، علماء کے فتوؤں اور وقتاً فوقتاً سرکاری قراردادوں اور قانون سازی کی زنجیروں سے جڑی ہوئی ہے۔

بیرونی طور پر دیکھا جائے تو اسلام پسندوں کا موقف مغرب میں آشکار ہونے والی ثقافتی اضافیت (relativity) کے ساتھ مربوط ہوتا ہے، جہاں ایسے دلائل پیش کئے جاتے ہیں جن کا حقیقت میں اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ موجودہ دور کے مغرب بالخصوص تعلیمی حلقوں میں، اضافیت کا عمومی طور پر دفاع کیا جاتا ہے تاکہ تنوع کو فروغ دیا جاسکے۔ اپنی نظریاتی شکل میں، مثلاً، تاریخ اور ثقافتی اضافیت کے مارکسی اور مثبتی نظریات کی تنقید سے کبھی کبھار یہ اشارہ ملتا ہے کہ آفاقی بیانات غیر مغربی معاشروں کی قدر کم کر کے مغرب کے غلبہ کو مضبوط کر رہے ہیں۔ مغربی اضافیت کی چاہے کتنی ہی اچھائیاں اور برائیاں پیش کی جائیں، اس کا اصرار آزاد انتخاب اور مساوی رسائی پر ہوتا ہے۔ لیکن اسلام پسند اس دلیل کو عورتوں کی آزادی کو منظم انداز سے کچلنے کیلئے استعمال کرتے ہیں اور باضابطہ طور پر عورتوں کی عدم مساوات کو نافذ کرتے ہیں۔ اخلاقی لحاظ سے یہ دلیل غیر منصفانہ اور منطقی لحاظ سے غلط ہے۔ اصل اور ارتقائی معاشروں کو زیر بحث لانے کے بجائے، اسلام پسند

اسلام کو بطور ناقابل تبدیل قواعد و ضوابط کا مجموعہ پیش کرتے ہیں اور بعد میں وہ اسے پیچیدہ، تبدیل ہونے والے اور تاریخی لحاظ سے مخصوص سماجی اور سیاسی حالات سے ملا کر پیش کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ عورتوں کی پدر شاہی نظام میں تاریخی حکومتی کے عمل کو تاریخی ٹھہراؤ کے پرانے خیالات، اخلاقی کوتاہی اور مذہبی لاپرواہی میں تبدیل کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ اقتصادی، سماجی، ثقافتی اور مختلف سیاسی انواع کا معاملہ ہے جو معاشروں کے ارتقاء کے نتیجے میں زور پکڑتے ہیں۔ یہ دلیل اس وقت خطرناک ہو جاتی ہے جب ایسی عورتوں کو جو اپنے حقوق کا مطالبہ کرتی ہیں، اسلام دشمن کہا جاتا ہے۔ لیکن وہ اپنے مذہب پر یقین کامل رکھتی ہیں۔ اسلام پسند اس مسئلہ کو مذہب کے حوالے سے اپنی تشریح پیش کر کے تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

یقیناً عورتیں اس چال بازی کے بارے میں تیزی سے باخبر ہو رہی ہیں۔ ہمارا رد عمل انتہائی سادہ اور حقیقی ہے۔ جو سوال ہم مسلمان عورتیں پوچھتی اور ان کا جواب دیتی ہیں وہ یہ ہیں: ہمیں یہ حق کیوں حاصل نہ ہو کہ ہم اپنی زندگی کیسے گزاریں؟ دوسروں کو ہماری زندگی میں مداخلت کرنے کا حق حاصل کیوں ہو جاتا ہے؟ ایسا کیا ہے کہ جس کی وجہ سے مسلمان علماء عورتوں کو تاریخی دائرے میں رکھنے کا حق خود کو دے سکتے ہیں؟ کیا ان علماء کو خدا سے یہ اختیار ملتا ہے؟ کیا انہیں یہ جواز صحیفوں سے ملتا ہے؟ کیا یہ اختیار روایات سے ملتا ہے؟ ہم ان تمام دعوؤں کو مسترد کرتے ہیں۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ مسلمان عورتوں کی حیثیت سے ہمیں یہ اصولی طور پر معلوم ہے کہ خدا کیا حکم دیتا ہے اور صحیفے کیا کہتے ہیں۔ ہماری دلیل ہے کہ روایات اب درست ذریعہ نہیں رہیں کیونکہ معاشرے تبدیل ہو جاتے ہیں، ثقافتیں بدل جاتی ہیں اور ہم علماء کے ساتھ ان نکات پر بحث کرنے کیلئے تیار ہیں۔ اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے، ہم انہیں ہر موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ جو بننا چاہیں بنیں، جو کرنا چاہیں کریں، جس بات کا پرچار کرنا چاہیں کریں۔ ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ وہ ہم پر ایسا کچھ بھی کرنے کیلئے دباؤ نہ ڈالے جو ہماری مرضی کے خلاف ہو۔ اسی طرح جیسے ہم ان پر اپنی مرضی کے تحت دباؤ نہیں ڈالتے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ حق کا تعلق فرض اور احساسِ ذمہ داری ہے۔ حق کی بنیاد یہ ہے کہ ہم اسے اپنے لئے مانگتے ہیں اور ہم دوسروں کیلئے اس کا دفاع کریں گے۔ احساسِ ذمہ داری کے بغیر ہمیں وہ حقوق نہیں مل سکتے جو باہمی مطابقت نہ رکھتے ہوں، انہیں برقرار رکھنا تو دور کی بات ہے۔ لیکن ہم اس حقیقت سے واقف ہیں کہ احساسِ ذمہ داری کے بھیس میں چھپی ہوئی پابندیوں کے خوف میں مبتلا کر کے ہم سے زبردستی شرائط پر عمل کرایا جاتا ہے۔ اس زبردستی کا سامنا موجودہ مسلمان ممالک کی عورتیں کر رہی ہیں اور بہادری کے ساتھ اس کی مخالفت بھی کر رہی ہیں۔

اور، ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ آج کے دور میں، ثقافتیں، اگرچہ مستقل تبدیل ہو رہی ہیں، لیکن ایک ہی طرح سے نہیں اور مسلمان معاشروں میں ایسے لوگ، عورتیں اور مرد ہیں جو ہم سے مختلف انداز میں حقیقت کی تشریح کرتے ہیں۔ ثقافتی تنوع کی یہ حقیقت، اگرچہ سیاسی لحاظ سے اہمیت رکھتی ہے لیکن اس کے باوجود ہماری اخلاقی بنیاد کو تبدیل نہیں کرتی۔ وہ سوچ جو مذہب میں طاقت کے استعمال اور تشدد کو مسترد کرتی ہے اور انفرادی شناخت، خلوت، آزادی اور وقار کا احترام

کرنا سکھاتی ہے۔ یہ موقف اس بات کی تائید کرتا ہے کہ مذہب ایک نجی معاملہ ہے اور اس کو مسلط کرنا ایک مذہبی نہیں بلکہ سیاسی عمل ہوتا ہے، جو افراد ایک دوسرے پر کرتے ہیں۔ لہذا یہ بنیادی اصول، کہ ایک انسان کی حیثیت سے انتخاب کرنا میرا حق ہے، آفاقی ہے اور اخلاقی لحاظ سے بالکل درست ہے چاہے میں بیجنگ میں رہتی ہوں، کھٹمنڈو میں، کوالا لپور، نیویارک یا تہران میں۔ اگر میں یہ حق ہر جگہ استعمال نہیں کر سکتی تو اس معاملہ کو سیاسی اور سماجی جائزے، منصوبہ بندی، حکمت عملی اور عمل کی ضرورت ہے۔

ہم نے یہ سیکھا ہے کہ حقوق کا حقدار ہونا ایک بات ہے اور ان پر عمل کرنا کچھ اور۔ ہمیں معلوم ہے کہ آفاقی بنیادوں پر حقوق کے حوالے سے کئی دعوے کئے جاتے ہیں لیکن درحقیقت نظریاتی بنیادوں اور عمل کے حوالے سے ان میں بہت فرق پایا جاتا ہے۔ اس فرق نے ہمیں اضافیت کے تصور کے حوالے سے خبردار کر دیا ہے اور یہ معاملہ لازماً سیاست اور عمل سے جڑا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے دنیا بھر میں عورتوں کے حقوق کے فروغ کیلئے کئی دیگر طریقے اختیار کئے ہیں۔ ہم موجودہ سیاسی اور ثقافتی صورتحال کے مطابق چلنے کے طریقے سیکھ چکے ہیں اور سیکھ بھی رہے ہیں۔ ہم مذاکرات چاہتے ہیں۔ صرف اس لئے نہیں کہ ہم تبدیلی لانے کیلئے رابطہ کرنا چاہتے ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ حقوق آفاقی ہوتے ہیں اور کسی خاص ثقافت کی جائیداد یا میراث نہیں ہیں۔ عملی طور پر دیکھا جائے تو حقوق انسانی شعور کے ارتقاء کی پیداوار اور وہ مطالبات ہیں جو اس عمل کے ذریعے وجود میں آتے ہیں۔ ان کا تعلق پسند سے نہیں بلکہ پسند کرنے کی صلاحیت سے ہوتا ہے۔ لہذا ارتقائی عمل کے ساتھ ساتھ ہر ثقافت میں حقوق استعمال کرنے کیلئے مناسب زبان اور طریقہ کار وجود میں آتے ہیں۔ لیکن اس سارے عمل کے دوران انتخاب کرنے کے امکان کی آفاقیت اور آزادی برقرار رکھی جاتی ہے۔

یہ وہ مقام ہے جہاں ہم مسلمانوں پر کچھ زیادہ ہی بوجھ ڈال دیا جاتا ہے کیونکہ ہمارے معاملے میں آفاقی اصولوں کو نہیں مانا جاتا بلکہ انہیں مذہبی شکل میں چھپا کر پیش کیا جاتا ہے حالانکہ بنیادی طور پر یہ سیاسی نوعیت کا معاملہ ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ انیسویں صدی کے وسط اور بیسویں صدی کے اواخر تک تاریخ کا مزاج آزادی کا تھا جس میں عورتوں کی آزادی شامل تھی۔ ہر جگہ بنیاد پرست اپنی دفاع کر رہے تھے۔ اس موقع پر سرماہ دار اند نظام کی مخالفت میں کھڑے اشتراکی نظام کی ٹوٹ پھوٹ اور لبرل سوچ کی کامیابی کے بعد ہی بنیاد پرستوں کی مختلف اقسام میں اضافہ ہوا اور اسلام پسندی نمایاں طور پر سامنے آئی، جسے بیسویں صدی کے اواخر کے دوران ایران میں اسلامی انقلاب کی وجہ سے مزید دوام ملا۔ اسے پدرشاہی نظام کی آخری تاریخی ہچکچی سمجھا جاسکتا ہے لیکن اس نے مسلمان اکثریتی معاشروں میں عورتوں کی زندگی میں خوف ناک حد تک مسائل پیدا کئے۔ یہ ہمیں عورتوں کے نکتہ نظر سے اپنے مذہب کی نوعیت پر بحث کرنے کا موقع بھی فراہم کرتا ہے۔

اب ہم اس جدوجہد میں مصروف ہیں اور دنیا بھر میں مباحثے کر رہے ہیں، جس کی مثال اس کانفرنس سے بھی ملتی ہے۔ ہم عالمگیریت اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ذریعے اپنے خیالات کی تشریح اور انہیں دنیا کے مختلف حصوں تک پہنچا رہے ہیں،

حکمت عملی کا تبادلہ کر رہے ہیں اور دنیا بھر میں تحریک چلانے کے دوران یکجہتی اور حمایت فراہم کر رہے ہیں۔ ہم بڑی تعداد میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر جمع ہو رہے ہیں اور ہمارا تعلق معاشرے کے ہر طبقے سے ہے تاکہ اسلام کی بنیاد پر ستانہ تشریح پر اعتراض کر سکیں۔ ہم خاندان اور معاشرے میں اپنے حقوق کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں تاکہ یہ بتا سکیں کہ ہمارے حقوق کی اصل تشریح کیا ہے، معرفت شناسی کے اصولوں کے تحت (epistemologically) ان کا اسلام سے کیا تعلق ہے، مخصوص مسلمان معاشروں میں ان پر سیاسی اور سماجی طاقتوں کے کیا اثرات ہوتے ہیں، حقوق کو فروغ دینے کیلئے تدابیر کیسے بنتی یا بنائی جانی چاہئیں۔ سرفہرست مذہبی صحیفوں کی تشریحات کے طریقے اور ذرائع ہیں: ہمیں ان معاملات سے کس طرح نمٹنا چاہیئے، ہمیں کس طرح کی مہارت درکار ہے، چُلی سطح سے حاصل ہونے والی معلومات کو ہم کس طرح تشریحی عمل میں استعمال کر سکتے ہیں؟ ہم مسلمان سیاسی اشرافیہ کی آگہی اور انہیں تعلیم دینے پر بھی غور کر رہے ہیں: فیصلہ سازوں کی شناخت کس طرح کی جائے، از سر نو تشریح کردہ صحیفوں کو دوسروں تک کس طرح پہنچایا جائے، سیاست میں مصروفیات کی حدود کے جائزے کیلئے کیا معیار تیار کرنا چاہیئے، عورتوں کے حالات میں تبدیلی لانے کیلئے ان کے حقوق انسانی کی حمایت کرنے والے قانون سازوں، افسروں اور ججوں کی معاونت کس طرح کی جانی چاہیئے۔ ہم چُلی سطح پر حمایت حاصل کرنے کے نئے اور مناسب طریقے ڈھونڈ رہے ہیں جس میں مختلف سطحوں پر عورت قائدین کی تلاش اور شناخت، سیاسی فیصلہ سازوں پر دباؤ ڈالنے کے طریقوں سے ایک دوسرے کو آگاہ کرنا اور سب سے اہم یہ کہ سرگرم عورت کارکنوں کو اخلاقی اور جسمانی تشدد سے بچانا۔ اگرچہ یہ فہرست مکمل نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اس سے عورتوں کے حقوق انسانی، سیاست، اسلامی صحیفوں اور ہماری جدوجہد کے پہلوؤں کے درمیان تعلق کا اندازہ ہوتا ہے۔ خاندان ہماری زندگی میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے لیکن اگر ہم خاندان میں اپنے حقوق حاصل نہ کر سکیں تو ہم محض ایک جزو ہی رہیں گے۔ جزو کی حیثیت سے ہمیں حقوق نہیں ملیں گے کیونکہ حقوق آزاد اور خود مختار انسان کیلئے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کانفرنس کو بروقت کیا جا رہا ہے اور یہ عقیدے اور آزادی کے حصول کیلئے ہمارے سفر کو بھی اہمیت بخشتی ہے۔

ضمیمہ ف

عورتوں کی سیاست میں شرکت کے متعلق بین الاقوامی قانونی معاہدے

۱- "Women in Power and Decision-making"

Excerpt from the Fourth World Conference

on Women Platform for Action

(Platform for Action)

۲- عورتوں کے خلاف تمام قسم کے امتیازی سلوک کا خاتمے کا معاہدہ (CEDAW)

۳- International Covenant on Civil and Political Rights

(ICCPR)

۴- انسانی حقوق کا عالمی منشور (UDHR)

"Women in Power and Decision-making"

Excerpted from

The United Nations Fourth World Conference on Women

Beijing, China - September 1995,

Action for Equality, Development and Peace

PLATFORM FOR ACTION

G. Women in Power and Decision-making

181. The Universal Declaration of Human Rights states that everyone has the right to take part in the Government of his/her country. The empowerment and autonomy of women and the improvement of women's social, economic and political status is essential for the achievement of both transparent and accountable government and administration and sustainable development in all areas of life. The power relations that prevent women from leading fulfilling lives operate at many levels of society, from the most personal to the highly public. Achieving the goal of equal participation of women and men in decision-making will provide a balance that more accurately reflects the composition of society and is needed in order to strengthen democracy and promote its proper functioning. Equality in political decision-making performs a leverage function without which it is highly unlikely that a real integration of the equality dimension in government policy-making is feasible. In this respect, women's equal participation in political life plays a pivotal role in the general process of the advancement of women. Women's equal participation in decision-making is not only a demand for simple justice or democracy but can also be seen as a necessary condition for women's interests to be taken into account. Without the active participation of women and the incorporation of women's perspective at all levels of decision-making, the goals of equality, development and peace cannot be achieved.

182. Despite the widespread movement towards democratization in most countries, women are largely underrepresented at most levels of government, especially in ministerial and other executive bodies, and have made little progress in attaining political power in legislative bodies or in achieving the target endorsed by the Economic and Social Council of having 30 per cent women in positions at decision-making levels by 1995. Globally, only 10 per cent of the members of legislative bodies and a lower percentage of ministerial

positions are now held by women. Indeed, some countries, including those that are undergoing fundamental political, economic and social changes, have seen a significant decrease in the number of women represented in legislative bodies. Although women make up at least half of the electorate in almost all countries and have attained the right to vote and hold office in almost all States Members of the United Nations, women continue to be seriously underrepresented as candidates for public office. The traditional working patterns of many political parties and government structures continue to be barriers to women's participation in public life. Women may be discouraged from seeking political office by discriminatory attitudes and practices, family and child-care responsibilities, and the high cost of seeking and holding public office. Women in politics and decisionmaking positions in Governments and legislative bodies contribute to redefining political priorities, placing new items on the political agenda that reflect and address women's gender-specific concerns, values and experiences, and providing new perspectives on mainstream political issues.

183. Women have demonstrated considerable leadership in community and informal organizations, as well as in public office. However, socialization and negative stereotyping of women and men, including stereotyping through the media, reinforces the tendency for political decision-making to remain the domain of men. Likewise, the under representation of women in decision-making positions in the areas of art, culture, sports, the media, education, religion and the law have prevented women from having a significant impact on many key institutions.

184. Owing to their limited access to the traditional avenues to power, such as the decision-making bodies of political parties, employer organizations and trade unions, women have gained access to power through alternative structures, particularly in the non-governmental organization sector. Through non-governmental organizations and grass-roots organizations, women have been able to articulate their interests and concerns and have placed women's issues on the national, regional and international agendas.

185. Inequality in the public arena can often start with discriminatory attitudes and practices and unequal power relations between women and men within the family, as defined in paragraph 29 above. The unequal division of labour and responsibilities within households based on unequal power relations also limits women's potential to find the time and develop the skills required for participation in decision-making in wider public forums. A more equal sharing of those responsibilities between women and men not only provides a better quality of life for women and their daughters but also enhances their opportunities to shape and design public policy, practice and expenditure so that their interests may be recognized and addressed. Non-formal networks and patterns of decision-making at the

local community level that reflect a dominant male ethos restrict women's ability to participate equally in political, economic and social life.

186. The low proportion of women among economic and political decision makers at the local, national, regional and international levels reflects structural and attitudinal barriers that need to be addressed through positive measures. Governments, transnational and national corporations, the mass media, banks, academic and scientific institutions, and regional and international organizations, including those in the United Nations system, do not make full use of women's talents as top-level managers, policy makers, diplomats and negotiators.

187. The equitable distribution of power and decision-making at all levels is dependent on Governments and other actors undertaking statistical gender analysis and mainstreaming a gender perspective in policy development and the implementation of programmes. Equality in decision-making is essential to the empowerment of women. In some countries, affirmative action has led to 33.3 per cent or larger representation in local and national Governments.

188. National, regional and international statistical institutions still have insufficient knowledge of how to present the issues related to the equal treatment of women and men in the economic and social spheres. In particular, there is insufficient use of existing databases and methodologies in the important sphere of decision-making.

189. In addressing the inequality between men and women in the sharing of power and decision-making at all levels, Governments and other actors should promote an active and visible policy of mainstreaming a gender perspective in all policies and programmes so that before decisions are taken, an analysis is made of the effects on women and men, respectively.

Strategic objective G.1.

Take measures to ensure women's equal access to and full participation in power structures and decision-making

Actions to be taken

190. By Governments:

a. Commit themselves to establishing the goal of gender balance in governmental bodies and committees, as well as in public administrative entities, and in the judiciary, including inter alia, setting specific targets and implementing measures to substantially increase the number of women with a view to achieving equal representation of women and men, if

necessary through positive action, in all governmental and public administration positions;

- b. Take measures, including, where appropriate, in electoral systems that encourage political parties to integrate women in elective and non-elective public positions in the same proportion and at the same levels as men;
- c. Protect and promote the equal rights of women and men to engage in political activities and to freedom of association, including membership in political parties and trade unions;
- d. Review the differential impact of electoral systems on the political representation of women in elected bodies and consider, where appropriate, the adjustment or reform of those systems;
- e. Monitor and evaluate progress in the representation of women through the regular collection, analysis and dissemination of quantitative and qualitative data on women and men at all levels in various decision-making positions in the public and private sectors, and disseminate data on the number of women and men employed at various levels in Governments on a yearly basis; ensure that women and men have equal access to the full range of public appointments and set up mechanisms within governmental structures for monitoring progress in this field;
- f. Support non-governmental organizations and research institutes that conduct studies on women's participation in and impact on decision-making and the decision-making environment;
- g. Encourage greater involvement of indigenous women in decision-making at all levels;
- h. Encourage and, where appropriate, ensure that government-funded organizations adopt non-discriminatory policies and practices in order to increase the number and raise the position of women in their organizations;
- i. Recognize that shared work and parental responsibilities between women and men promote women's increased participation in public life, and take appropriate measures to achieve this, including measures to reconcile family and professional life;
- j. Aim at gender balance in the lists of national candidates nominated for election or appointment to United Nations bodies, specialized agencies and other autonomous organizations of the United Nations system, particularly for posts at the senior level.

191. By political parties:

- a. Consider examining party structures and procedures to remove all barriers that directly or

indirectly discriminate against the participation of women;

- b. Consider developing initiatives that allow women to participate fully in all internal policy-making structures and appointive and electoral nominating processes;
- c. Consider incorporating gender issues in their political agenda, taking measures to ensure that women can participate in the leadership of political parties on an equal basis with men.

192. By Governments, national bodies, the private sector, political parties, trade unions, employers' organizations, research and academic institutions, subregional and regional bodies and non-governmental and international organizations:

- a. Take positive action to build a critical mass of women leaders, executives and managers in strategic decision-making positions;
- b. Create or strengthen, as appropriate, mechanisms to monitor women' access to senior levels of decision-making;
- c. Review the criteria for recruitment and appointment to advisory and decision-making bodies and promotion to senior positions to ensure that such criteria are relevant and do not discriminate against women;
- d. Encourage efforts by non-governmental organizations, trade unions and the private sector to achieve equality between women and men in their ranks, including equal participation in their decision-making bodies and in negotiations in all areas and at all levels;
- e. Develop communications strategies to promote public debate on the new roles of men and women in society, and in the family as defined in paragraph 29 above;
- f. Restructure recruitment and career-development programmes to ensure that all women, especially young women, have equal access to managerial, entrepreneurial, technical and leadership training, including on-the-job training;
- g. Develop career advancement programmes for women of all ages that include career planning, tracking, mentoring, coaching, training and retraining;
- h. Encourage and support the participation of women's non-governmental organizations in United Nations conferences and their preparatory processes;
- i. Aim at and support gender balance in the composition of delegations to the United Nations and other international forums.

193 By the United Nations:

- a. Implement existing and adopt new employment policies and measures in order to achieve overall gender equality, particularly at the Professional level and above, by the year 2000, with due regard to the importance of recruiting staff on as wide a geographical basis as possible, in conformity with Article 101, paragraph 3, of the Charter of the United Nations;
- b. Develop mechanisms to nominate women candidates for appointment to senior posts in the United Nations, the specialized agencies and other organizations and bodies of the United Nations system;
- c. Continue to collect and disseminate quantitative and qualitative data on women and men in decision-making and analyse their differential impact on decision-making and monitor progress towards achieving the Secretary-General's target of having women hold 50 per cent of managerial and decision-making positions by the year 2000.

194. By women's organizations, non-governmental organizations, trade unions, social partners, producers, and industrial and professional organizations:

- a. Build and strengthen solidarity among women through information, education and sensitization activities;
- b. Advocate at all levels to enable women to influence political, economic and social decisions, processes and systems, and work towards seeking accountability from elected representatives on their commitment to gender concerns;
- c. Establish, consistent with data protection legislation, databases on women and their qualification for use in appointing women to senior decision-making and advisory positions, for dissemination to Governments, regional and international organizations and private enterprise, political parties and other relevant bodies.

Strategic objective G.2.

Increase women's capacity to participate in decision-making and leadership

Actions to be taken

195. By Governments, national bodies, the private sector, political parties, trade unions, employers' organizations, sub-regional and regional bodies, non-governmental and international organizations and educational institutions:

- a. Provide leadership and self-esteem training to assist women and girls, particularly those with special needs, women with disabilities and women belonging to racial and ethnic minorities to strengthen their self-esteem and to encourage them to take decision-making

positions;

- b. Have transparent criteria for decision-making positions and ensure that the selecting bodies have a gender-balanced composition;
- c. Create a system of mentoring for inexperienced women and, in particular, offer training, including training in leadership and decision-making, public speaking and self-assertion, as well as in political campaigning;
- d. Provide gender-sensitive training for women and men to promote nondiscriminatory working relationships and respect for diversity in work and management styles;
- e. Develop mechanisms and training to encourage women to participate in the electoral process, political activities and other leadership areas.

۲.

Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination against Women (CEDAW)

The convention was adopted by the UN General Assembly on 18 December 1979 (resolution 34/180) and entered into force on 3 September 1981; the text, annexed to the resolution, is as follows:

The States Parties to the present Convention

Noting that the Charter of the United Nations reaffirms faith in fundamental human rights, in the dignity and worth of the human person and in the equal rights of men and women,

Noting that the Universal Declaration of Human Rights affirms the principle of the inadmissibility of discrimination and proclaims that all human beings are born free and equal in dignity and rights and that everyone is entitled to all the rights and freedoms set forth therein, without distinction of any kind, including distinction based on sex,

Noting that the States Parties to the International Covenants on Human Rights have the obligation to ensure the equal rights of men and women to enjoy all economic, social, cultural, civil and political rights,

Considering the international conventions concluded under the auspices of the United Nations and the specialized agencies promoting equality of rights of men and women,

Noting also the resolutions, declarations and recommendations adopted by the United Nations and the specialized agencies promoting equality of rights of men and women,

Concerned, however, that despite these various instruments extensive discrimination against women continues to exist,

Recalling that discrimination against women violates the principles of equality of rights and respect for human dignity, is an obstacle to the participation of women, on equal terms with men, in the political, social, economic and cultural life of their countries, hampers the growth of the prosperity of society and the family and makes more difficult the full development of the potentialities of women in the service of their countries and of humanity,

Concerned that in situations of poverty women have the least access to food, health, education, training and opportunities for employment and other needs,

Convinced that the establishment of the new international economic order based on equity and justice will contribute significantly towards the promotion of equality between men and women,

Emphasizing that the eradication of apartheid, all forms of racism, racial discrimination, colonialism, neo-colonialism, aggression, foreign occupation and domination and interference in the internal affairs of States is essential to the full enjoyment of the rights of men and women,

Affirming that the strengthening of international peace and security, the relaxation of international tension, mutual co-operation among all States irrespective of their social and economic systems, general and complete disarmament, in particular nuclear disarmament under strict and effective international control, the affirmation of the principles of justice, equality and mutual benefit in relations among countries and the realization of the right of peoples under alien and colonial domination and foreign occupation to self-determination and independence, as well as respect for national sovereignty and territorial integrity, will promote social progress and development and as a consequence will contribute to the attainment of full equality between men and women,

Convinced that the full and complete development of a country, the welfare of the world and the cause of peace require the maximum participation of women on equal terms with men in all fields,

Bearing in mind the great contribution of women to the welfare of the family and to the development of society, so far not fully recognized, the social significance of maternity and the role of both parents in the family and in the upbringing of children, and aware that the role of women in procreation should not be a basis for discrimination but that the upbringing of children requires a sharing of responsibility between men and women and society as a whole,

Aware that a change in the traditional role of men as well as the role of women in society and in the family is needed to achieve full equality between men and women,

Determined to implement the principles set forth in the Declaration on the Elimination of Discrimination against Women and, for that purpose, to adopt the measures required for the elimination of such discrimination in all its forms and manifestations,

Have agreed on the following:

PART I

Article 1

For the purposes of the present Convention, the term "discrimination against women" shall mean any distinction, exclusion or restriction made on the basis of sex which has the effect or purpose of impairing or nullifying the recognition, enjoyment or exercise by women, irrespective of their marital status, on a basis of equality of men and women, of human rights and fundamental freedoms in the political, economic, social, cultural, civil or any other field.

Article 2

States Parties condemn discrimination against women in all its forms, agree to pursue by all appropriate means and without delay a policy of eliminating discrimination against women and, to this end, undertake:

- (a) To embody the principle of the equality of men and women in their national constitutions or other appropriate legislation if not yet incorporated therein and to ensure, through law and other appropriate means, the practical realization of this principle;
- (b) To adopt appropriate legislative and other measures, including sanctions where appropriate, prohibiting all discrimination against women;
- (c) To establish legal protection of the rights of women on an equal basis with men and to ensure through competent national tribunals and other public institutions the effective protection of women against any act of discrimination;
- (d) To refrain from engaging in any act or practice of discrimination against women and to ensure that public authorities and institutions shall act in conformity with this obligation;
- (e) To take all appropriate measures to eliminate discrimination against women by any person, organization or enterprise;
- (f) To take all appropriate measures, including legislation, to modify or abolish existing laws, regulations, customs and practices which constitute discrimination against women;
- (g) To repeal all national penal provisions which constitute discrimination against women.

Article 3

States Parties shall take in all fields, in particular in the political, social, economic and cultural fields, all appropriate measures, including legislation, to ensure the full development and advancement of women, for the purpose of guaranteeing them the exercise and enjoyment of human rights and fundamental freedoms on a basis of equality with men.

Article 4

1. Adoption by States Parties of temporary special measures aimed at accelerating de facto equality between men and women shall not be considered discrimination as defined in the

present Convention, but shall in no way entail as a consequence the maintenance of unequal or separate standards; these measures shall be discontinued when the objectives of equality of opportunity and treatment have been achieved.

2. Adoption by States Parties of special measures, including those measures contained in the present Convention, aimed at protecting maternity shall not be considered discriminatory.

Article 5

States Parties shall take all appropriate measures:

(a) To modify the social and cultural patterns of conduct of men and women, with a view to achieving the elimination of prejudices and customary and all other practices which are based on the idea of the inferiority or the superiority of either of the sexes or on stereotyped roles for men and women;

(b) To ensure that family education includes a proper understanding of maternity as a social function and the recognition of the common responsibility of men and women in the upbringing and development of their children, it being understood that the interest of the children is the primordial consideration in all cases.

Article 6

States Parties shall take all appropriate measures, including legislation, to suppress all forms of traffic in women and exploitation of prostitution of women.

PART II

Article 7

States Parties shall take all appropriate measures to eliminate discrimination against women in the political and public life of the country and, in particular, shall ensure to women, on equal terms with men, the right:

(a) To vote in all elections and public referenda and to be eligible for election to all publicly elected bodies;

(b) To participate in the formulation of government policy and the implementation thereof and to hold public office and perform all public functions at all levels of government;

(c) To participate in non-governmental organizations and associations concerned with the public and political life of the country.

Article 8

States Parties shall take all appropriate measures to ensure to women, on equal terms with

men and without any discrimination, the opportunity to represent their Governments at the international level and to participate in the work of international organizations.

Article 9

1. States Parties shall grant women equal rights with men to acquire, change or retain their nationality. They shall ensure in particular that neither marriage to an alien nor change of nationality by the husband during marriage shall automatically change the nationality of the wife, render her stateless or force upon her the nationality of the husband.

2. States Parties shall grant women equal rights with men with respect to the nationality of their children.

PART III

Article 10

States Parties shall take all appropriate measures to eliminate discrimination against women in order to ensure to them equal rights with men in the field of education and in particular to ensure, on a basis of equality of men and women:

- (a) The same conditions for career and vocational guidance, for access to studies and for the achievement of diplomas in educational establishments of all categories in rural as well as in urban areas; this equality shall be ensured in pre-school, general, technical, professional and higher technical education, as well as in all types of vocational training;
- (b) Access to the same curricula, the same examinations, teaching staff with qualifications of the same standard and school premises and equipment of the same quality;
- (c) The elimination of any stereotyped concept of the roles of men and women at all levels and in all forms of education by encouraging coeducation and other types of education which will help to achieve this aim and, in particular, by the revision of textbooks and school programmes and the adaptation of teaching methods;
- (d) The same opportunities to benefit from scholarships and other study grants;
- (e) The same opportunities for access to programmes of continuing education, including adult and functional literacy programmes, particularly those aimed at reducing, at the earliest possible time, any gap in education existing between men and women;
- (f) The reduction of female student drop-out rates and the organization of programmes for girls and women who have left school prematurely;
- (g) The same Opportunities to participate actively in sports and physical education;
- (h) Access to specific educational information to help to ensure the health and well-being of families, including information and advice on family planning.

Article 11

1. States Parties shall take all appropriate measures to eliminate discrimination against

women in the field of employment in order to ensure, on a basis of equality of men and women, the same rights, in particular:

- (a) The right to work as an inalienable right of all human beings;
- (b) The right to the same employment opportunities, including the application of the same criteria for selection in matters of employment;
- (c) The right to free choice of profession and employment, the right to promotion, job security and all benefits and conditions of service and the right to receive vocational training and retraining, including apprenticeships, advanced vocational training and recurrent training;
- (d) The right to equal remuneration, including benefits, and to equal treatment in respect of work of equal value, as well as equality of treatment in the evaluation of the quality of work;
- (e) The right to social security, particularly in cases of retirement, unemployment, sickness, invalidity and old age and other incapacity to work, as well as the right to paid leave;
- (f) The right to protection of health and to safety in working conditions, including the safeguarding of the function of reproduction.

2. In order to prevent discrimination against women on the grounds of marriage or maternity and to ensure their effective right to work, States Parties shall take appropriate measures:

- (a) To prohibit, subject to the imposition of sanctions, dismissal on the grounds of pregnancy or of maternity leave and discrimination in dismissals on the basis of marital status;
- (b) To introduce maternity leave with pay or with comparable social benefits without loss of former employment, seniority or social allowances;
- (c) To encourage the provision of the necessary supporting social services to enable parents to combine family obligations with work responsibilities and participation in public life, in particular through promoting the establishment and development of a network of child-care facilities;
- (d) To provide special protection to women during pregnancy in types of work proved to be harmful to them.

3. Protective legislation relating to matters covered in this article shall be reviewed periodically in the light of scientific and technological knowledge and shall be revised, repealed or extended as necessary.

Article 12

1. States Parties shall take all appropriate measures to eliminate discrimination against women in the field of health care in order to ensure, on a basis of equality of men and

women, access to health care services, including those related to family planning.

2. Notwithstanding the provisions of paragraph I of this article, States Parties shall ensure to women appropriate services in connection with pregnancy, confinement and the post-natal period, granting free services where necessary, as well as adequate nutrition during pregnancy and lactation.

Article 13

States Parties shall take all appropriate measures to eliminate discrimination against women in other areas of economic and social life in order to ensure, on a basis of equality of men and women, the same rights, in particular:

- (a) The right to family benefits;
- (b) The right to bank loans, mortgages and other forms of financial credit;
- (c) The right to participate in recreational activities, sports and all aspects of cultural life.

Article 14

1. States Parties shall take into account the particular problems faced by rural women and the significant roles which rural women play in the economic survival of their families, including their work in the non-monetized sectors of the economy, and shall take all appropriate measures to ensure the application of the provisions of the present Convention to women in rural areas.

2. States Parties shall take all appropriate measures to eliminate discrimination against women in rural areas in order to ensure, on a basis of equality of men and women, that they participate in and benefit from rural development and, in particular, shall ensure to such women the right:

- (a) To participate in the elaboration and implementation of development planning at all levels;
- (b) To have access to adequate health care facilities, including information, counselling and services in family planning;
- (c) To benefit directly from social security programmes;
- (d) To obtain all types of training and education, formal and non-formal, including that relating to functional literacy, as well as, inter alia, the benefit of all community and extension services, in order to increase their technical proficiency;
- (e) To organize self-help groups and co-operatives in order to obtain equal access to economic opportunities through employment or self employment;
- (f) To participate in all community activities;
- (g) To have access to agricultural credit and loans, marketing facilities, appropriate technology and equal treatment in land and agrarian reform as well as in land resettlement schemes;

(h) To enjoy adequate living conditions, particularly in relation to housing, sanitation, electricity and water supply, transport and communications.

PART IV

Article 15

1. States Parties shall accord to women equality with men before the law.
2. States Parties shall accord to women, in civil matters, a legal capacity identical to that of men and the same opportunities to exercise that capacity. In particular, they shall give women equal rights to conclude contracts and to administer property and shall treat them equally in all stages of procedure in courts and tribunals.
3. States Parties agree that all contracts and all other private instruments of any kind with a legal effect which is directed at restricting the legal capacity of women shall be deemed null and void.
4. States Parties shall accord to men and women the same rights with regard to the law relating to the movement of persons and the freedom to choose their residence and domicile.

Article 16

1. States Parties shall take all appropriate measures to eliminate discrimination against women in all matters relating to marriage and family relations and in particular shall ensure, on a basis of equality of men and women:
 - (a) The same right to enter into marriage;
 - (b) The same right freely to choose a spouse and to enter into marriage only with their free and full consent;
 - (c) The same rights and responsibilities during marriage and at its dissolution;
 - (d) The same rights and responsibilities as parents, irrespective of their marital status, in matters relating to their children; in all cases the interests of the children shall be paramount;
 - (e) The same rights to decide freely and responsibly on the number and spacing of their children and to have access to the information, education and means to enable them to exercise these rights;
 - (f) The same rights and responsibilities with regard to guardianship, wardship, trusteeship and adoption of children, or similar institutions where these concepts exist in national legislation; in all cases the interests of the children shall be paramount;
 - (g) The same personal rights as husband and wife, including the right to choose a family name, a profession and an occupation;
 - (h) The same rights for both spouses in respect of the ownership, acquisition, management, administration, enjoyment and disposition of property, whether free of charge or for a

valuable consideration.

2. The betrothal and the marriage of a child shall have no legal effect, and all necessary action, including legislation, shall be taken to specify a minimum age for marriage and to make the registration of marriages in an official registry compulsory.

PART V

Article 17

1. For the purpose of considering the progress made in the implementation of the present Convention, there shall be established a Committee on the Elimination of Discrimination against Women (hereinafter referred to as the Committee) consisting, at the time of entry into force of the Convention, of eighteen and, after ratification of or accession to the Convention by the thirty-fifth State Party, of twenty-three experts of high moral standing and competence in the field covered by the Convention. The experts shall be elected by States Parties from among their nationals and shall serve in their personal capacity, consideration being given to equitable geographical distribution and to the representation of the different forms of civilization as well as the principal legal systems.
2. The members of the Committee shall be elected by secret ballot from a list of persons nominated by States Parties. Each State Party may nominate one person from among its own nationals.
3. The initial election shall be held six months after the date of the entry into force of the present Convention. At least three months before the date of each election the Secretary-General of the United Nations shall address a letter to the States Parties inviting them to submit their nominations within two months. The Secretary-General shall prepare a list in alphabetical order of all persons thus nominated, indicating the States Parties which have nominated them, and shall submit it to the States Parties.
4. Elections of the members of the Committee shall be held at a meeting of States Parties convened by the Secretary-General at United Nations Headquarters. At that meeting, for which two thirds of the States Parties shall constitute a quorum, the persons elected to the Committee shall be those nominees who obtain the largest number of votes and an absolute majority of the votes of the representatives of States Parties present and voting.
5. The members of the Committee shall be elected for a term of four years. However, the terms of nine of the members elected at the first election shall expire at the end of two years; immediately after the first election the names of these nine members shall be chosen by lot by the Chairman of the Committee.
6. The election of the five additional members of the Committee shall be held in accordance with the provisions of paragraphs 2, 3 and 4 of this article, following the thirty-fifth ratification or accession. The terms of two of the additional members elected on this occasion shall expire at the end of two years, the names of these two members having

been chosen by lot by the Chairman of the Committee.

7. For the filling of casual vacancies, the State Party whose expert has ceased to function as a member of the Committee shall appoint another expert from among its nationals, subject to the approval of the Committee.

8. The members of the Committee shall, with the approval of the General Assembly, receive emoluments from United Nations resources on such terms and conditions as the Assembly may decide, having regard to the importance of the Committee's responsibilities.

9. The Secretary-General of the United Nations shall provide the necessary staff and facilities for the effective performance of the functions of the Committee under the present Convention.

Article 18

1. States Parties undertake to submit to the Secretary-General of the United Nations, for consideration by the Committee, a report on the legislative, judicial, administrative or other measures which they have adopted to give effect to the provisions of the present Convention and on the progress made in this respect:

(a) Within one year after the entry into force for the State concerned;

(b) Thereafter at least every four years and further whenever the Committee so requests.

2. Reports may indicate factors and difficulties affecting the degree of fulfilment of obligations under the present Convention.

Article 19

1. The Committee shall adopt its own rules of procedure.

2. The Committee shall elect its officers for a term of two years.

Article 20

1. The Committee shall normally meet for a period of not more than two weeks annually in order to consider the reports submitted in accordance with article 18 of the present Convention.

2. The meetings of the Committee shall normally be held at United Nations Headquarters or at any other convenient place as determined by the Committee. (amendment, status of ratification)

Article 21

1. The Committee shall, through the Economic and Social Council, report annually to the General Assembly of the United Nations on its activities and may make suggestions and general recommendations based on the examination of reports and information received from the States Parties. Such suggestions and general recommendations shall be included in the report of the Committee together with comments, if any, from States Parties.

2. The Secretary-General of the United Nations shall transmit the reports of the Committee to the Commission on the Status of Women for its information.

Article 22

The specialized agencies shall be entitled to be represented at the consideration of the implementation of such provisions of the present Convention as fall within the scope of their activities. The Committee may invite the specialized agencies to submit reports on the implementation of the Convention in areas falling within the scope of their activities.

PART VI

Article 23

Nothing in the present Convention shall affect any provisions that are more conducive to the achievement of equality between men and women which may be contained:

- (a) In the legislation of a State Party; or
- (b) In any other international convention, treaty or agreement in force for that State.

Article 24

States Parties undertake to adopt all necessary measures at the national level aimed at achieving the full realization of the rights recognized in the present Convention.

Article 25

1. The present Convention shall be open for signature by all States.
2. The Secretary-General of the United Nations is designated as the depositary of the present Convention.
3. The present Convention is subject to ratification. Instruments of ratification shall be deposited with the Secretary-General of the United Nations.
4. The present Convention shall be open to accession by all States. Accession shall be effected by the deposit of an instrument of accession with the Secretary-General of the United Nations.

Article 26

1. A request for the revision of the present Convention may be made at any time by any State Party by means of a notification in writing addressed to the Secretary-General of the United Nations.
2. The General Assembly of the United Nations shall decide upon the steps, if any, to be taken in respect of such a request.

Article 27

1. The present Convention shall enter into force on the thirtieth day after the date of deposit with the Secretary-General of the United Nations of the twentieth instrument of ratification

or accession.

2. For each State ratifying the present Convention or acceding to it after the deposit of the twentieth instrument of ratification or accession, the Convention shall enter into force on the thirtieth day after the date of the deposit of its own instrument of ratification or accession.

Article 28

1. The Secretary-General of the United Nations shall receive and circulate to all States the text of reservations made by States at the time of ratification or accession.

2. A reservation incompatible with the object and purpose of the present Convention shall not be permitted.

3. Reservations may be withdrawn at any time by notification to this effect addressed to the Secretary-General of the United Nations, who shall then inform all States thereof. Such notification shall take effect on the date on which it is received.

Article 29

1. Any dispute between two or more States Parties concerning the interpretation or application of the present Convention which is not settled by negotiation shall, at the request of one of them, be submitted to arbitration. If within six months from the date of the request for arbitration the parties are unable to agree on the organization of the arbitration, any one of those parties may refer the dispute to the International Court of Justice by request in conformity with the Statute of the Court.

2. Each State Party may at the time of signature or ratification of the present Convention or accession thereto declare that it does not consider itself bound by paragraph 1 of this article. The other States Parties shall not be bound by that paragraph with respect to any State Party which has made such a reservation.

3. Any State Party which has made a reservation in accordance with paragraph 2 of this article may at any time withdraw that reservation by notification to the Secretary-General of the United Nations.

Article 30

The present Convention, the Arabic, Chinese, English, French, Russian and Spanish texts of which are equally authentic, shall be deposited with the Secretary-General of the United Nations.

IN WITNESS WHEREOF the undersigned, duly authorized, have signed the present Convention.

۳.

International Covenant on Civil and Political Rights (ICCPR)

Adopted and opened for signature, ratification and accession by General Assembly resolution 2200A (XXI) of 16 December 1966

Entry into force 23 March 1976, in accordance with Article 49.

PREAMBLE

The States Parties to the present Covenant,

Considering that, in accordance with the principles proclaimed in the Charter of the United Nations, recognition of the inherent dignity and of the equal and inalienable rights of all members of the human family is the foundation of freedom, justice and peace in the world,

Recognizing that these rights derive from the inherent dignity of the human person,

Recognizing that, in accordance with the Universal Declaration of Human Rights, the ideal of free human beings enjoying civil and political freedom and freedom from fear and want can only be achieved if conditions are created whereby everyone may enjoy his civil and political rights, as well as his economic, social and cultural rights,

Considering the obligation of States under the Charter of the United Nations to promote universal respect for, and observance of, human rights and freedoms,

Realizing that the individual, having duties to other individuals and to the community to which he belongs, is under a responsibility to strive for the promotion and observance of the rights recognized in the present Covenant,

Agree upon the following articles:

PART I

Article 1

1. All peoples have the right of self-determination. By virtue of that right they freely determine their political status and freely pursue their economic, social and cultural development.

2. All peoples may, for their own ends, freely dispose of their natural wealth and resources without prejudice to any obligations arising out of international economic co-operation, based upon the principle of mutual benefit, and international law. In no case may a people

be deprived of its own means of subsistence.

3. The States Parties to the present Covenant, including those having responsibility for the administration of Non-Self-Governing and Trust Territories, shall promote the realization of the right of self-determination, and shall respect that right, in conformity with the provisions of the Charter of the United Nations.

PART II

Article 2

1. Each State Party to the present Covenant undertakes to respect and to ensure to all individuals within its territory and subject to its jurisdiction the rights recognized in the present Covenant, without distinction of any kind, such as race, colour, sex, language, religion, political or other opinion, national or social origin, property, birth or other status.

2. Where not already provided for by existing legislative or other measures, each State Party to the present Covenant undertakes to take the necessary steps, in accordance with its constitutional processes and with the provisions of the present Covenant, to adopt such laws or other measures as may be necessary to give effect to the rights recognized in the present Covenant.

3. Each State Party to the present Covenant undertakes:

(a) To ensure that any person whose rights or freedoms as herein recognized are violated shall have an effective remedy, notwithstanding that the violation has been committed by persons acting in an official capacity;

(b) To ensure that any person claiming such a remedy shall have his right thereto determined by competent judicial, administrative or legislative authorities, or by any other competent authority provided for by the legal system of the State, and to develop the possibilities of judicial remedy;

(c) To ensure that the competent authorities shall enforce such remedies when granted.

Article 3

The States Parties to the present Covenant undertake to ensure the equal right of men and women to the enjoyment of all civil and political rights set forth in the present Covenant.

Article 4

1. In time of public emergency which threatens the life of the nation and the existence of which is officially proclaimed, the States Parties to the present Covenant may take measures derogating from their obligations under the present Covenant to the extent strictly required by the exigencies of the situation, provided that such measures are not inconsistent

with their other obligations under international law and do not involve discrimination solely on the ground of race, colour, sex, language, religion or social origin.

2. No derogation from articles 6, 7, 8 (paragraphs I and 2), 11, 15, 16 and 18 may be made under this provision.

3. Any State Party to the present Covenant availing itself of the right of derogation shall immediately inform the other States Parties to the present Covenant, through the intermediary of the Secretary-General of the United Nations, of the provisions from which it has derogated and of the reasons by which it was actuated. A further communication shall be made, through the same intermediary, on the date on which it terminates such derogation.

Article 5

1. Nothing in the present Covenant may be interpreted as implying for any State, group or person any right to engage in any activity or perform any act aimed at the destruction of any of the rights and freedoms recognized herein or at their limitation to a greater extent than is provided for in the present Covenant.

2. There shall be no restriction upon or derogation from any of the fundamental human rights recognized or existing in any State Party to the present Covenant pursuant to law, conventions, regulations or custom on the pretext that the present Covenant does not recognize such rights or that it recognizes them to a lesser extent.

PART III

Article 6

1. Every human being has the inherent right to life. This right shall be protected by law. No one shall be arbitrarily deprived of his life.

2. In countries which have not abolished the death penalty, sentence of death may be imposed only for the most serious crimes in accordance with the law in force at the time of the commission of the crime and not contrary to the provisions of the present Covenant and to the Convention on the Prevention and Punishment of the Crime of Genocide. This penalty can only be carried out pursuant to a final judgement rendered by a competent court.

3. When deprivation of life constitutes the crime of genocide, it is understood that nothing in this article shall authorize any State Party to the present Covenant to derogate in any way from any obligation assumed under the provisions of the Convention on the Prevention and Punishment of the Crime of Genocide.

4. Anyone sentenced to death shall have the right to seek pardon or commutation of the sentence. Amnesty, pardon or commutation of the sentence of death may be granted in all cases.

5. Sentence of death shall not be imposed for crimes committed by persons below eighteen years of age and shall not be carried out on pregnant women.

6. Nothing in this article shall be invoked to delay or to prevent the abolition of capital punishment by any State Party to the present Covenant.

Article 7

No one shall be subjected to torture or to cruel, inhuman or degrading treatment or punishment. In particular, no one shall be subjected without his free consent to medical or scientific experimentation.

Article 8

1. No one shall be held in slavery; slavery and the slave-trade in all their forms shall be prohibited.

2. No one shall be held in servitude.

3.

(a) No one shall be required to perform forced or compulsory labour;

(b) Paragraph 3 (a) shall not be held to preclude, in countries where imprisonment with hard labour may be imposed as a punishment for a crime, the performance of hard labour in pursuance of a sentence to such punishment by a competent court;

(c) For the purpose of this paragraph the term "forced or compulsory labour" shall not include:

(d) Any work or service, not referred to in subparagraph (b), normally required of a person who is under detention in consequence of a lawful order of a court, or of a person during conditional release from such detention;

(e) Any service of a military character and, in countries where conscientious objection is recognized, any national service required by law of conscientious objectors;

(f) Any service exacted in cases of emergency or calamity threatening the life or well-being of the community;

(g) Any work or service which forms part of normal civil obligations.

Article 9

1. Everyone has the right to liberty and security of person. No one shall be subjected to arbitrary arrest or detention. No one shall be deprived of his liberty except on such grounds and in accordance with such procedure as are established by law.

2. Anyone who is arrested shall be informed, at the time of arrest, of the reasons for his arrest and shall be promptly informed of any charges against him.
3. Anyone arrested or detained on a criminal charge shall be brought promptly before a judge or other officer authorized by law to exercise judicial power and shall be entitled to trial within a reasonable time or to release. It shall not be the general rule that persons awaiting trial shall be detained in custody, but release may be subject to guarantees to appear for trial, at any other stage of the judicial proceedings, and, should occasion arise, for execution of the judgement.
4. Anyone who is deprived of his liberty by arrest or detention shall be entitled to take proceedings before a court, in order that that court may decide without delay on the lawfulness of his detention and order his release if the detention is not lawful.
5. Anyone who has been the victim of unlawful arrest or detention shall have an enforceable right to compensation.

Article 10

1. All persons deprived of their liberty shall be treated with humanity and with respect for the inherent dignity of the human person.
2.
 - (a) Accused persons shall, save in exceptional circumstances, be segregated from convicted persons and shall be subject to separate treatment appropriate to their status as unconvicted persons;
 - (b) Accused juvenile persons shall be separated from adults and brought as speedily as possible for adjudication.
3. The penitentiary system shall comprise treatment of prisoners the essential aim of which shall be their reformation and social rehabilitation. Juvenile offenders shall be segregated from adults and be accorded treatment appropriate to their age and legal status.

Article 11

No one shall be imprisoned merely on the ground of inability to fulfil a contractual obligation.

Article 12

1. Everyone lawfully within the territory of a State shall, within that territory, have the right to liberty of movement and freedom to choose his residence.
2. Everyone shall be free to leave any country, including his own.

3. The above-mentioned rights shall not be subject to any restrictions except those which are provided by law, are necessary to protect national security, public order (ordre public), public health or morals or the rights and freedoms of others, and are consistent with the other rights recognized in the present Covenant.

4. No one shall be arbitrarily deprived of the right to enter his own country.

Article 13

An alien lawfully in the territory of a State Party to the present Covenant may be expelled therefrom only in pursuance of a decision reached in accordance with law and shall, except where compelling reasons of national security otherwise require, be allowed to submit the reasons against his expulsion and to have his case reviewed by, and be represented for the purpose before, the competent authority or a person or persons especially designated by the competent authority.

Article 14

1. All persons shall be equal before the courts and tribunals. In the determination of any criminal charge against him, or of his rights and obligations in a suit at law, everyone shall be entitled to a fair and public hearing by a competent, independent and impartial tribunal established by law. The press and the public may be excluded from all or part of a trial for reasons of morals, public order (ordre public) or national security in a democratic society, or when the interest of the private lives of the parties so requires, or to the extent strictly necessary in the opinion of the court in special circumstances where publicity would prejudice the interests of justice; but any judgement rendered in a criminal case or in a suit at law shall be made public except where the interest of juvenile persons otherwise requires or the proceedings concern matrimonial disputes or the guardianship of children.

2. Everyone charged with a criminal offence shall have the right to be presumed innocent until proved guilty according to law.

3. In the determination of any criminal charge against him, everyone shall be entitled to the following minimum guarantees, in full equality:

- (a) To be informed promptly and in detail in a language which he understands of the nature and cause of the charge against him;
- (b) To have adequate time and facilities for the preparation of his defence and to communicate with counsel of his own choosing;
- (c) To be tried without undue delay;
- (d) To be tried in his presence, and to defend himself in person or through legal assistance of his own choosing; to be informed, if he does not have legal assistance, of this right; and to have legal assistance assigned to him, in any case where the interests of justice so

require, and without payment by him in any such case if he does not have sufficient means to pay for it;

(e) To examine, or have examined, the witnesses against him and to obtain the attendance and examination of witnesses on his behalf under the same conditions as witnesses against him;

(f) To have the free assistance of an interpreter if he cannot understand or speak the language used in court;

(g) Not to be compelled to testify against himself or to confess guilt.

4. In the case of juvenile persons, the procedure shall be such as will take account of their age and the desirability of promoting their rehabilitation.

5. Everyone convicted of a crime shall have the right to his conviction and sentence being reviewed by a higher tribunal according to law.

6. When a person has by a final decision been convicted of a criminal offence and when subsequently his conviction has been reversed or he has been pardoned on the ground that a new or newly discovered fact shows conclusively that there has been a miscarriage of justice, the person who has suffered punishment as a result of such conviction shall be compensated according to law, unless it is proved that the non-disclosure of the unknown fact in time is wholly or partly attributable to him.

7. No one shall be liable to be tried or punished again for an offence for which he has already been finally convicted or acquitted in accordance with the law and penal procedure of each country.

Article 15

1. No one shall be held guilty of any criminal offence on account of any act or omission which did not constitute a criminal offence, under national or international law, at the time when it was committed. Nor shall a heavier penalty be imposed than the one that was applicable at the time when the criminal offence was committed. If, subsequent to the commission of the offence, provision is made by law for the imposition of the lighter penalty, the offender shall benefit thereby.

2. Nothing in this article shall prejudice the trial and punishment of any person for any act or omission which, at the time when it was committed, was criminal according to the general principles of law recognized by the community of nations.

Article 16

Everyone shall have the right to recognition everywhere as a person before the law.

Article 17

1. No one shall be subjected to arbitrary or unlawful interference with his privacy, family, home or correspondence, nor to unlawful attacks on his honour and reputation.

attacks.2. Everyone has the right to the protection of the law against such interference or

Article 18

1. Everyone shall have the right to freedom of thought, conscience and religion. This right shall include freedom to have or to adopt a religion or belief of his choice, and freedom, either individually or in community with others and in public or private, to manifest his religion or belief in worship, observance, practice and teaching.

2. No one shall be subject to coercion which would impair his freedom to have or to adopt a religion or belief of his choice.

3. Freedom to manifest one's religion or beliefs may be subject only to such limitations as are prescribed by law and are necessary to protect public safety, order, health, or morals or the fundamental rights and freedoms of others.

4. The States Parties to the present Covenant undertake to have respect for the liberty of parents and, when applicable, legal guardians to ensure the religious and moral education of their children in conformity with their own convictions.

Article 19

1. Everyone shall have the right to hold opinions without interference.

2. Everyone shall have the right to freedom of expression; this right shall include freedom to seek, receive and impart information and ideas of all kinds, regardless of frontiers, either orally, in writing or in print, in the form of art, or through any other media of his choice.

3. The exercise of the rights provided for in paragraph 2 of this article carries with it special duties and responsibilities. It may therefore be subject to certain restrictions, but these shall only be such as are provided by law and are necessary:

(a) For respect of the rights or reputations of others;

(b) For the protection of national security or of public order (ordre public), or of public health or morals.

Article 20

1. Any propaganda for war shall be prohibited by law.

2. Any advocacy of national, racial or religious hatred that constitutes incitement to discrimination, hostility or violence shall be prohibited by law.

Article 21

The right of peaceful assembly shall be recognized. No restrictions may be placed on the exercise of this right other than those imposed in conformity with the law and which are necessary in a democratic society in the interests of national security or public safety, public order (ordre public), the protection of public health or morals or the protection of the rights and freedoms of others.

Article 22

1. Everyone shall have the right to freedom of association with others, including the right to form and join trade unions for the protection of his interests.

2. No restrictions may be placed on the exercise of this right other than those which are prescribed by law and which are necessary in a democratic society in the interests of national security or public safety, public order (ordre public), the protection of public health or morals or the protection of the rights and freedoms of others. This article shall not prevent the imposition of lawful restrictions on members of the armed forces and of the police in their exercise of this right.

3. Nothing in this article shall authorize States Parties to the International Labour Organisation Convention of 1948 concerning Freedom of Association and Protection of the Right to Organize to take legislative measures which would prejudice, or to apply the law in such a manner as to prejudice, the guarantees provided for in that Convention.

Article 23

1. The family is the natural and fundamental group unit of society and is entitled to protection by society and the State.

2. The right of men and women of marriageable age to marry and to found a family shall be recognized.

3. No marriage shall be entered into without the free and full consent of the intending spouses.

4. States Parties to the present Covenant shall take appropriate steps to ensure equality of rights and responsibilities of spouses as to marriage, during marriage and at its dissolution. In the case of dissolution, provision shall be made for the necessary protection of any children.

Article 24

1. Every child shall have, without any discrimination as to race, colour, sex, language, religion, national or social origin, property or birth, the right to such measures of protection as are required by his status as a minor, on the part of his family, society and the State.
2. Every child shall be registered immediately after birth and shall have a name.
3. Every child has the right to acquire a nationality.

Article 25

Every citizen shall have the right and the opportunity, without any of the distinctions mentioned in article 2 and without unreasonable restrictions:

- (a) To take part in the conduct of public affairs, directly or through freely chosen representatives;
- (b) To vote and to be elected at genuine periodic elections which shall be by universal and equal suffrage and shall be held by secret ballot, guaranteeing the free expression of the will of the electors;
- (c) To have access, on general terms of equality, to public service in his country.

Article 26

All persons are equal before the law and are entitled without any discrimination to the equal protection of the law. In this respect, the law shall prohibit any discrimination and guarantee to all persons equal and effective protection against discrimination on any ground such as race, colour, sex, language, religion, political or other opinion, national or social origin, property, birth or other status.

Article 27

In those States in which ethnic, religious or linguistic minorities exist, persons belonging to such minorities shall not be denied the right, in community with the other members of their group, to enjoy their own culture, to profess and practise their own religion, or to use their own language.

PART IV

Article 28

1. There shall be established a Human Rights Committee (hereafter referred to in the present Covenant as the Committee). It shall consist of eighteen members and shall carry out the functions hereinafter provided.
2. The Committee shall be composed of nationals of the States Parties to the present Covenant who shall be persons of high moral character and recognized competence in the

field of human rights, consideration being given to the usefulness of the participation of some persons having legal experience.

3. The members of the Committee shall be elected and shall serve in their personal capacity.

Article 29

1. The members of the Committee shall be elected by secret ballot from a list of persons possessing the qualifications prescribed in article 28 and nominated for the purpose by the States Parties to the present Covenant.

2. Each State Party to the present Covenant may nominate not more than two persons. These persons shall be nationals of the nominating State.

3. A person shall be eligible for renomination.

Article 30

1. The initial election shall be held no later than six months after the date of the entry into force of the present Covenant.

2. At least four months before the date of each election to the Committee, other than an election to fill a vacancy declared in accordance with article 34, the Secretary-General of the United Nations shall address a written invitation to the States Parties to the present Covenant to submit their nominations for membership of the Committee within three months.

3. The Secretary-General of the United Nations shall prepare a list in alphabetical order of all the persons thus nominated, with an indication of the States Parties which have nominated them, and shall submit it to the States Parties to the present Covenant no later than one month before the date of each election.

4. Elections of the members of the Committee shall be held at a meeting of the States Parties to the present Covenant convened by the Secretary General of the United Nations at the Headquarters of the United Nations. At that meeting, for which two thirds of the States Parties to the present Covenant shall constitute a quorum, the persons elected to the Committee shall be those nominees who obtain the largest number of votes and an absolute majority of the votes of the representatives of States Parties present and voting.

Article 31

1. The Committee may not include more than one national of the same State.

2. In the election of the Committee, consideration shall be given to equitable geographical

distribution of membership and to the representation of the different forms of civilization and of the principal legal systems.

Article 32

1. The members of the Committee shall be elected for a term of four years. They shall be eligible for re-election if renominated. However, the terms of nine of the members elected at the first election shall expire at the end of two years; immediately after the first election, the names of these nine members shall be chosen by lot by the Chairman of the meeting referred to in article 30, paragraph 4.

2. Elections at the expiry of office shall be held in accordance with the preceding articles of this part of the present Covenant.

Article 33

1. If, in the unanimous opinion of the other members, a member of the Committee has ceased to carry out his functions for any cause other than absence of a temporary character, the Chairman of the Committee shall notify the Secretary-General of the United Nations, who shall then declare the seat of that member to be vacant.

2. In the event of the death or the resignation of a member of the Committee, the Chairman shall immediately notify the Secretary-General of the United Nations, who shall declare the seat vacant from the date of death or the date on which the resignation takes effect.

Article 34

1. When a vacancy is declared in accordance with article 33 and if the term of office of the member to be replaced does not expire within six months of the declaration of the vacancy, the Secretary-General of the United Nations shall notify each of the States Parties to the present Covenant, which may within two months submit nominations in accordance with article 29 for the purpose of filling the vacancy.

2. The Secretary-General of the United Nations shall prepare a list in alphabetical order of the persons thus nominated and shall submit it to the States Parties to the present Covenant. The election to fill the vacancy shall then take place in accordance with the relevant provisions of this part of the present Covenant.

3. A member of the Committee elected to fill a vacancy declared in accordance with article 33 shall hold office for the remainder of the term of the member who vacated the seat on the Committee under the provisions of that article.

Article 35

The members of the Committee shall, with the approval of the General Assembly of the

United Nations, receive emoluments from United Nations resources on such terms and conditions as the General Assembly may decide, having regard to the importance of the Committee's responsibilities.

Article 36

The Secretary-General of the United Nations shall provide the necessary staff and facilities for the effective performance of the functions of the Committee under the present Covenant.

Article 37

1. The Secretary-General of the United Nations shall convene the initial meeting of the Committee at the Headquarters of the United Nations.
2. After its initial meeting, the Committee shall meet at such times as shall be provided in its rules of procedure.
3. The Committee shall normally meet at the Headquarters of the United Nations or at the United Nations Office at Geneva.

Article 38

Every member of the Committee shall, before taking up his duties, make a solemn declaration in open committee that he will perform his functions impartially and conscientiously.

Article 39

1. The Committee shall elect its officers for a term of two years. They may be re-elected.
2. The Committee shall establish its own rules of procedure, but these rules shall provide, inter alia, that:
 - (a) Twelve members shall constitute a quorum;
 - (b) Decisions of the Committee shall be made by a majority vote of the members present.

Article 40

1. The States Parties to the present Covenant undertake to submit reports on the measures they have adopted which give effect to the rights recognized herein and on the progress made in the enjoyment of those rights:
 - (a) Within one year of the entry into force of the present Covenant for the States Parties concerned;
 - (b) Thereafter whenever the Committee so requests.
2. All reports shall be submitted to the Secretary-General of the United Nations, who shall

transmit them to the Committee for consideration. Reports shall indicate the factors and difficulties, if any, affecting the implementation of the present Covenant.

3. The Secretary-General of the United Nations may, after consultation with the Committee, transmit to the specialized agencies concerned copies of such parts of the reports as may fall within their field of competence.
4. The Committee shall study the reports submitted by the States Parties to the present Covenant. It shall transmit its reports, and such general comments as it may consider appropriate, to the States Parties. The Committee may also transmit to the Economic and Social Council these comments along with the copies of the reports it has received from States Parties to the present Covenant.
5. The States Parties to the present Covenant may submit to the Committee observations on any comments that may be made in accordance with paragraph 4 of this article.

Article 41

1. A State Party to the present Covenant may at any time declare under this article that it recognizes the competence of the Committee to receive and consider communications to the effect that a State Party claims that another State Party is not fulfilling its obligations under the present Covenant. Communications under this article may be received and considered only if submitted by a State Party which has made a declaration recognizing in regard to itself the competence of the Committee. No communication shall be received by the Committee if it concerns a State Party which has not made such a declaration. Communications received under this article shall be dealt with in accordance with the following procedure:

- (a) If a State Party to the present Covenant considers that another State Party is not giving effect to the provisions of the present Covenant, it may, by written communication, bring the matter to the attention of that State Party. Within three months after the receipt of the communication the receiving State shall afford the State which sent the communication an explanation, or any other statement in writing clarifying the matter which should include, to the extent possible and pertinent, reference to domestic procedures and remedies taken, pending, or available in the matter;
- (b) If the matter is not adjusted to the satisfaction of both States Parties concerned within six months after the receipt by the receiving State of the initial communication, either State shall have the right to refer the matter to the Committee, by notice given to the Committee and to the other State;
- (c) The Committee shall deal with a matter referred to it only after it has ascertained that all available domestic remedies have been invoked and exhausted in the matter, in conformity

- with the generally recognized principles of international law. This shall not be the rule where the application of the remedies is unreasonably prolonged;
- (d) The Committee shall hold closed meetings when examining communications under this article;
- (e) Subject to the provisions of subparagraph (c), the Committee shall make available its good offices to the States Parties concerned with a view to a friendly solution of the matter on the basis of respect for human rights and fundamental freedoms as recognized in the present Covenant;
- (f) In any matter referred to it, the Committee may call upon the States Parties concerned, referred to in subparagraph (b), to supply any relevant information;
- (g) The States Parties concerned, referred to in subparagraph (b), shall have the right to be represented when the matter is being considered in the Committee and to make submissions orally and/or in writing;
- (h) The Committee shall, within twelve months after the date of receipt of notice under subparagraph (b), submit a report:
- (i) If a solution within the terms of subparagraph (e) is reached, the Committee shall confine its report to a brief statement of the facts and of the solution reached;
- (j) If a solution within the terms of subparagraph (e) is not reached, the Committee shall confine its report to a brief statement of the facts; the written submissions and record of the oral submissions made by the States Parties concerned shall be attached to the report. In every matter, the report shall be communicated to the States Parties concerned.

2. The provisions of this article shall come into force when ten States Parties to the present Covenant have made declarations under paragraph I of this article. Such declarations shall be deposited by the States Parties with the Secretary-General of the United Nations, who shall transmit copies thereof to the other States Parties. A declaration may be withdrawn at any time by notification to the Secretary-General. Such a withdrawal shall not prejudice the consideration of any matter which is the subject of a communication already transmitted under this article; no further communication by any State Party shall be received after the notification of withdrawal of the declaration has been received by the Secretary-General, unless the State Party concerned has made a new declaration.

Article 42

- 1.
- (a) If a matter referred to the Committee in accordance with article 41 is not resolved to the satisfaction of the States Parties concerned, the Committee may, with the prior consent of the States Parties concerned, appoint an ad hoc Conciliation Commission (hereinafter referred to as the Commission). The good offices of the Commission shall be made available to the States Parties concerned with a view to an amicable solution of the matter

on the basis of respect for the present Covenant;

(b) The Commission shall consist of five persons acceptable to the States Parties concerned. If the States Parties concerned fail to reach agreement within three months on all or part of the composition of the Commission, the members of the Commission concerning whom no agreement has been reached shall be elected by secret ballot by a two-thirds majority vote of the Committee from among its members.

2. The members of the Commission shall serve in their personal capacity. They shall not be nationals of the States Parties concerned, or of a State not Party to the present Covenant, or of a State Party which has not made a declaration under article 41.

3. The Commission shall elect its own Chairman and adopt its own rules of procedure.

4. The meetings of the Commission shall normally be held at the Headquarters of the United Nations or at the United Nations Office at Geneva. However, they may be held at such other convenient places as the Commission may determine in consultation with the Secretary-General of the United Nations and the States Parties concerned.

5. The secretariat provided in accordance with article 36 shall also service the commissions appointed under this article.

6. The information received and collated by the Committee shall be made available to the Commission and the Commission may call upon the States Parties concerned to supply any other relevant information.

7. When the Commission has fully considered the matter, but in any event not later than twelve months after having been seized of the matter, it shall submit to the Chairman of the Committee a report for communication to the States Parties concerned:

(a) If the Commission is unable to complete its consideration of the matter within twelve months, it shall confine its report to a brief statement of the status of its consideration of the matter;

(b) If an amicable solution to the matter on the basis of respect for human rights as recognized in the present Covenant is reached, the Commission shall confine its report to a brief statement of the facts and of the solution reached;

(c) If a solution within the terms of subparagraph (b) is not reached, the Commission's report shall embody its findings on all questions of fact relevant to the issues between the States Parties concerned, and its views on the possibilities of an amicable solution of the matter. This report shall also contain the written submissions and a record of the oral submissions made by the States Parties concerned;

(d) If the Commission's report is submitted under subparagraph (c), the States Parties

concerned shall, within three months of the receipt of the report, notify the Chairman of the Committee whether or not they accept the contents of the report of the Commission.

8. The provisions of this article are without prejudice to the responsibilities of the Committee under article 41.

9. The States Parties concerned shall share equally all the expenses of the members of the Commission in accordance with estimates to be provided by the Secretary-General of the United Nations.

10. The Secretary-General of the United Nations shall be empowered to pay the expenses of the members of the Commission, if necessary, before reimbursement by the States Parties concerned, in accordance with paragraph 9 of this article.

Article 43

The members of the Committee, and of the ad hoc conciliation commissions which may be appointed under article 42, shall be entitled to the facilities, privileges and immunities of experts on mission for the United Nations as laid down in the relevant sections of the Convention on the Privileges and Immunities of the United Nations.

Article 44

The provisions for the implementation of the present Covenant shall apply without prejudice to the procedures prescribed in the field of human rights by or under the constituent instruments and the conventions of the United Nations and of the specialized agencies and shall not prevent the States Parties to the present Covenant from having recourse to other procedures for settling a dispute in accordance with general or special international agreements in force between them.

Article 45

The Committee shall submit to the General Assembly of the United Nations, through the Economic and Social Council, an annual report on its activities.

PART V

Article 46

Nothing in the present Covenant shall be interpreted as impairing the provisions of the Charter of the United Nations and of the constitutions of the specialized agencies which define the respective responsibilities of the various organs of the United Nations and of the specialized agencies in regard to the matters dealt with in the present Covenant.

Article 47

Nothing in the present Covenant shall be interpreted as impairing the inherent right of all peoples to enjoy and utilize fully and freely their natural wealth and resources.

PART VI

Article 48

1. The present Covenant is open for signature by any State Member of the United Nations or member of any of its specialized agencies, by any State Party to the Statute of the International Court of Justice, and by any other State which has been invited by the General Assembly of the United Nations to become a Party to the present Covenant.

2. The present Covenant is subject to ratification. Instruments of ratification shall be deposited with the Secretary-General of the United Nations.

3. The present Covenant shall be open to accession by any State referred to in paragraph 1 of this article.

4. Accession shall be effected by the deposit of an instrument of accession with the Secretary-General of the United Nations.

5. The Secretary-General of the United Nations shall inform all States which have signed this Covenant or acceded to it of the deposit of each instrument of ratification or accession.

Article 49

1. The present Covenant shall enter into force three months after the date of the deposit with the Secretary-General of the United Nations of the thirty-fifth instrument of ratification or instrument of accession.

2. For each State ratifying the present Covenant or acceding to it after the deposit of the thirty-fifth instrument of ratification or instrument of accession, the present Covenant shall enter into force three months after the date of the deposit of its own instrument of ratification or instrument of accession.

Article 50

The provisions of the present Covenant shall extend to all parts of federal States without any limitations or exceptions.

Article 51

1. Any State Party to the present Covenant may propose an amendment and file it with the Secretary-General of the United Nations. The Secretary-General of the United Nations shall thereupon communicate any proposed amendments to the States Parties to the present

Covenant with a request that they notify him whether they favour a conference of States Parties for the purpose of considering and voting upon the proposals. In the event that at least one third of the States Parties favours such a conference, the Secretary-General shall convene the conference under the auspices of the United Nations. Any amendment adopted by a majority of the States Parties present and voting at the conference shall be submitted to the General Assembly of the United Nations for approval.

2. Amendments shall come into force when they have been approved by the General Assembly of the United Nations and accepted by a two-thirds majority of the States Parties to the present Covenant in accordance with their respective constitutional processes. 3. When amendments come into force, they shall be binding on those States Parties which have accepted them, other States Parties still being bound by the provisions of the present Covenant and any earlier amendment which they have accepted.

Article 52

1. Irrespective of the notifications made under article 48, paragraph 5, the Secretary-General of the United Nations shall inform all States referred to in paragraph I of the same article of the following particulars:

- (a) Signatures, ratifications and accessions under article 48;
- (b) The date of the entry into force of the present Covenant under article 49 and the date of the entry into force of any amendments under article 51.

Article 53

1. The present Covenant, of which the Chinese, English, French, Russian and Spanish texts are equally authentic, shall be deposited in the archives of the United Nations.

2. The Secretary-General of the United Nations shall transmit certified copies of the present Covenant to all States referred to in article 48.

انسانی حقوق کا عالمی منشور (UDHR)

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو "انسانی حقوق کا عالمی منشور" منظور کر کے اس کا اعلان عام کیا۔ اگلے صفحات پر اس منشور کا مکمل متن درج ہے۔ اس تاریخی کارنامے کے بعد اسمبلی نے اپنے تمام ممبر ممالک پر زور دیا کہ وہ بھی اپنے اپنے ہاں اس کا اعلان عام کریں اور اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لیں۔ مثلاً یہ کہ اسے نمایاں مقامات پر آویزاں کیا جائے اور خاص طور پر اسکولوں اور تعلیمی اداروں میں اسے پڑھ کر سنایا جائے اور اس کی تفصیلات واضح کی جائیں اور اس ضمن میں کسی ملک یا علاقے کی سیاسی حیثیت کے لحاظ سے کوئی امتیاز نہ برتنا جائے۔

آخری مستند متن

محکمہ اطلاعات عامہ اقوام متحدہ نیویارک

انسانی حقوق کا عالمی منشور

تمہید

چونکہ ہر انسان کی ذاتی عزت اور حرمت اور انسانوں کے مساوی اور ناقابل انتقال حقوق کو تسلیم کرنا دنیا میں آزادی انصاف اور امن کی بنیاد ہے،

چونکہ انسانی حقوق سے لاپرواہی اور ان کی بے حرمتی اکثر ایسے وحشیانہ افعال کی شکل میں ظاہر ہوئی ہے جن سے انسانیت کے ضمیر کو سخت صدمے پہنچے ہیں اور عام انسانوں کی بلند ترین آرزو یہ رہی ہے کہ ایسی دنیا وجود میں آئے جس میں تمام انسانوں کو اپنی بات کہنے اور اپنے عقیدے پر قائم رہنے کی آزادی حاصل ہو اور خوف اور احتیاج سے محفوظ رہیں،

چونکہ یہ بہت ضروری ہے کہ انسانی حقوق کو قانون کی عملداری کے ذریعے محفوظ رکھا جائے، اگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ انسان عاجز آکر جبر اور استبداد کے خلاف بغاوت کرنے پر مجبور ہوں،

چونکہ یہ ضروری ہے کہ قوموں کے درمیان دوستانہ تعلقات کو بڑھایا جائے،

چونکہ اقوام متحدہ کی ممبر قوموں نے اپنے چارٹر میں بنیادی انسانی حقوق، انسانی شخصیت کی حرمت اور قدر اور مردوں اور عورتوں کے مساوی حقوق کے بارے میں اپنے عقیدے کی دوبارہ تصدیق کر دی ہے اور وسیع تر آزادی کی فضا میں معاشرتی ترقی کو تقویت دینے اور معیار زندگی کو بلند کرنے کا ارادہ کر لیا ہے،

چونکہ ممبر ملکوں نے یہ عہد کر لیا ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے اشتراک عمل سے ساری دنیا میں اصولاً اور عملاً انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کا زیادہ سے زیادہ احترام کریں گے اور کرائیں گے،

چونکہ اس عہد کی تکمیل کیلئے بہت ہی اہم ہے کہ ان حقوق اور آزادیوں کی نوعیت کو سب سمجھ سکیں، لہذا

جزل اسمبلی

اعلان کرتی ہے کہ

انسانی حقوق کا یہ عالمی منشور تمام اقوام کے واسطے حصول مقصد کا مشترک معیار ہوگا تا کہ ہر فرد اور معاشرے کا ہر ادارہ اس منشور کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہوئے تعلیم و تبلیغ کے ذریعے ان حقوق اور آزادیوں کا احترام پیدا کرے اور انہیں قومی اور بین الاقوامی کارروائیوں کے ذریعے ممبر ملکوں میں اور ان قوموں میں جو ممبر ملکوں کے ماتحت ہوں، منوانے کیلئے بتدریج کوشش کر سکے۔

دفعہ ۱: تمام انسان آزاد اور حقوق و عزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں، انہیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے اس لئے انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہئے۔

دفعہ ۲: ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کئے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قوم، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہ پڑے گا۔

اس کے علاوہ جس علاقے یا ملک سے جو شخص تعلق رکھتا ہے اس کی سیاسی کیفیت، دائرہ اختیار یا بین الاقوامی حیثیت کی بنا پر اس سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، چاہے وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تو لیتی ہو یا غیر مختار ہو یا سیاسی اقدار کے لحاظ سے کسی دوسری بندش کا پابند ہو۔

دفعہ ۳: ہر شخص کو اپنی جان آزادی یا ذاتی تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ ۴: کوئی شخص غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جاسکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی شکل بھی ہو ممنوع قرار دی جائے گی۔

دفعہ ۵: کسی شخص کو جسمانی اذیت یا ظالمانہ، انسانیت سوز، یا ذلیل سلوک یا سزا نہیں دی جائے گی۔

دفعہ ۶: ہر شخص کا حق ہے کہ ہر مقام پر قانون اس کی شخصیت کو تسلیم کرے۔

دفعہ ۷: قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حقدار ہیں۔ اس اعلان کے خلاف جو تفریق کی جائے یا جس تفریق کیلئے ترغیب دی جائے اس سے سب برابر کے بچاؤ کے حق دار ہیں۔

دفعہ ۸: ہر شخص کو ان افعال کے خلاف جو اس دستور یا قانون میں دیئے ہوئے بنیادی حقوق تلف کرتے ہوں، با اختیار قومی عدالتوں سے موثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا پورا حق ہے۔

دفعہ ۹: کسی شخص کو محض حاکم کی مرضی پر گرفتار، نظر بند، یا جلا وطن نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۰: ہر ایک شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق و فرائض کا تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے بارے میں مقدمہ کی سماعت آزاد اور غیر جانب دار عدالت کے کھلے اجلاس میں منصفانہ طریقہ پر ہو۔

دفعہ ۱۱: (۱) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری کا الزام عائد کیا جائے، بے گناہ شمار کئے جانے کا حق ہے، تا وقتیکہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع نہ دیا جا چکا ہو۔

(۲) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فرد گذاشت کی بنا پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۲: کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھریلو، خط و کتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے گی اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کئے جائیں گے۔ ہر شخص کا حق ہے کہ قانون اسے حملے یا مداخلت سے محفوظ رکھے۔

دفعہ ۱۳: (۱) ہر شخص کا حق ہے کہ اسے ہر ریاست کی حدود کے اندر نقل و حرکت کرنے اور سکونت اختیار کرنے کی آزادی ہو۔

(۲) ہر شخص کو اس بات کا حق ہے کہ وہ ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو، اور اسی طرح اس ملک میں واپس آجانے کا بھی حق ہے۔

دفعہ ۱۴: (۱) ہر شخص کو ایذا رسانی سے دوسرے ملکوں میں پناہ ڈھونڈنے، اور پناہ مل جائے تو اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔

(۲) یہ حق ان عدالتی کارروائیوں سے بچنے کیلئے استعمال میں نہیں لایا جاسکتا جو خالصاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ

سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصول کے خلاف ہیں۔

دفعہ ۱۵: (۱) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔

(۲) کوئی شخص محض حاکم کی مرضی پر اپنی قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور اس کو قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار نہ کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۶: (۱) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازدواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملہ میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔

(۲) نکاح فریقین کی پوری اور آزاد رضامندی سے ہوگا۔

(۳) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے۔ اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حق دار ہے۔

دفعہ ۱۷: (۱) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔

(۲) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۸: ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے، اس حق میں مذہب یا عقیدے کو تبدیل کرنے اور پبلک میں یا نجی طور پر تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل جل کر عقیدے کی تبلیغ، عمل، عبادت اور مذہبی رسمیں پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

دفعہ ۱۹: ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنی رائے قائم کرے اور جس ذریعے سے چاہے بغیر ملکی سرحدوں کا خیال کئے علم اور خیالات کی تلاش کرے۔ انہیں حاصل کرے اور ان کی تبلیغ کرے۔

دفعہ ۲۰: (۱) ہر شخص کو پرامن طریقے پر ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(۲) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے کیلئے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

دفعہ ۲۱: (۱) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کئے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے

کاحق ہے۔

(۲) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کاحق ہے۔

(۳) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی سے ہوں گی اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مساوی کسی دوسرے آزادانہ طریقے رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔

دفعہ ۲۲: معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کاحق حاصل ہے اور یہ حق بھی کہ وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کو حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کے آزادانہ نشوونما کیلئے لازم ہیں۔

دفعہ ۲۳: (۱) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب و معقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کاحق ہے۔

(۲) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کیلئے مساوی معاوضے کاحق ہے۔

(۳) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب و معقول مشاہرے کاحق رکھتا ہے جو اس کے اور اس کے اہل و عیال کیلئے باعزت زندگی کا ضامن ہو، اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جاسکے۔

(۴) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کیلئے تجارتی انجمنیں قائم کرنے اور ان میں شریک ہونے کاحق حاصل ہے۔

دفعہ ۲۴: ہر شخص کو آرام اور فرصت کاحق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے علاوہ مقررہ وقفوں کے ساتھ تعطیلات بھی شامل ہیں۔

دفعہ ۲۵: (۱) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت اور فلاح و بہبود کیلئے مناسب معیار زندگی کاحق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات شامل ہیں اور بے روزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا یا ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضہ قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کاحق حاصل ہے۔

(۲) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی سے پہلے پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔